اِنَّ مَذْهَبَ الصُّوفِيَّةِ هُوَ مِيزَانُ الْمُسْتَقِيمِ وَطَرِيقُ الْحَقِّ وَالْيَقِينِ

ترجمہ: بیشک مذہب صوفیہ میزان مستقیم اور صراط حق و یقین ہے

(شاہ سید محمد نوربخش)

صوفیہ نوربخشیہ

راہ نوربخشی است راہ اعتدال
دور از افراط و تفریط جہال

غلام حسن حسنو

ناشر
ادارہ خدام الصوفیہ بلتستان

نام کتاب	:	صوفیہ نوربخشیہ
مصنف	:	غلام حسن حسنو بلتستانی
سال اشاعت	:	1994
پروسس	:	
قیمت	:	
ناشر	:	تنظیم خدام الصوفیہ خپلو بلتستان

NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

فہرست مندرجات

مقدمہ ۵
باب اول ۱۰
صوفیہ نور بخشیہ میں اتفاق اتحاد کی کوششیں ۱۱
علماء کنونشن کریس (منعقدہ ۱۹۸۲ء) ۱۲
معاہدۂ خپلو ۱۴
علماء کنونش چھتچن کی تفصیلی رپورٹ ۱۶
عہد نامہ چھتچن کی من مانی تشریح ۲۳
باب دوم ۲۹
وضاحت لازمی ۳۰
امامیہ کیا ہے ۳۱
لفظ امام۔ لغوی معنی ۳۱
امام کے مجازی معنی ۳۵
امامیہ کے اصطلاحی معنی ۳۶
مشائخ نور بخشیہ اور امامیہ ۳۶
قرآن سے امامیہ ثابت نہیں ہوتا ۴۱
حدیث سے امامیہ ثابت نہیں ہوتا ۵۳
کتب اسلاف سے امامیہ ثابت نہیں ہوتا ۶۳
اعمال نور بخشیہ سے امامیہ ثابت نہیں ہوتا ۶۹
محافل و مجالس سے امامیہ ثابت نہیں ہوتا ۷۶
کتابوں اور ان پر اندراج کی حقیقت ۷۶
اصول اعتقادیہ ۷۷

NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

فتنہ احوط	۸۱
کشف الحقیقت	۸۵
خطوط سید عون علی	۸۶
کتاب نوربخشیہ	۸۷
مصابح الاسلام	۸۹
رسالہ امامیہ	۹۳
درست فیصلہ	۹۵
باب سوم	۹۷
نور محمدی سے امامیہ کا ثبوت نہیں ملتا	۹۸
علم اور استاد	۱۰۰
نوربخش شیخ کو نہیں	۱۰۳
اثنیٰ صوفیہ کون	۱۰۵
امامیہ اثنا عشریہ کا جاری کردہ سلسلہ کہاں ہے	۱۰۷
کیا ہم سنی ہیں؟	۱۰۸
زبدۃ المناقب ترجمہ خلاصۃ المناقب	۱۱۰
مولف فرقہ ناجیہ سے شکایت	۱۱۳
بزرگان نوربخشیہ کی تصانیف	۱۱۴
سرورق پر اندراج کی شرعی حیثیت	۱۱۶
ہمارا استرداد	۱۱۹
۲۷ سال کا امامیہ	۱۲۱
معجزہ تحقیق	۱۲۳
مشائخ نوربخشیہ نے امامیہ پر کتاب کیوں نہ لکھی	۱۲۴
صوفیہ اور امامیہ میں کوئی تعلق نہیں	۱۲۸
شیعہ امامیہ کے ذیلی فرقے	۱۳۱

ملت نور بخشیہ کی تشخص کے لئے خطرے کی گھنٹی	۱۳۷
امامیہ کہلانے کے بھیانک نتائج	۱۳۸
باب چہارم	۱۴۱
صوفیہ نور بخشیہ کا ثبوت	۱۴۲
زنجیرہ صوفیہ نور بخشیہ	۱۴۴
تصوف	۱۴۹
فضائل تصوف از روئے احادیث	۱۵۰
تصوف بزبان امیرالمومنین علیؑ	۱۵۱
بزرگان نور بخشیہ اور تصوف	۱۵۲
حاصل بحث	۱۶۵
حسین ترین پر فریب (ازابوالعرفاں علامہ محمد بشیر)	۱۶۸
کتابیات	۱۷۹

Scan By
NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

مقدمہ

سلسلہ نوربخشیہ سے تعلق رکھنے والوں سے مخفی نہیں کہ اس سلسلے کے بزرگوں نے مختلف موضوعات پر سیکڑوں کتابیں لکھی ہیں۔ بزرگوں سے میری مراد وہ مشائخ طریقت ہیں جن کا نام گرامی ہر صبح واعتصمنا کے عنوان سے ہم پڑھتے ہیں۔ ان بزرگوں کے مریدوں نے بھی بہت سی کتابیں لکھی ہیں - اول الذکر کی کتابیں ہمارے لئے حجت ہیں جبکہ ثانی الذکر کی کتابیں حجت نہیں ہیں۔ تاہم یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ بزرگوں کی کتابوں میں صوفیہ کا لفظ بطور مذہبی نام بکثرت ملتا ہے۔ بلکہ ہمارے بزرگوں نے اسی کے حوالے سے کتابیں لکھیں ادارے قائم کئے اور بستیاں بسائیں۔ جو آج بھی ہمارے سامنے موجود ہیں۔

ہمارے بزرگوں کی تصنیفات اس قابل ہیں کہ انہیں دانشوران عالم کے سامنے بطور علمی کام پیش کئے جائیں۔ ان میں موجود معارف و حقائق آج کی سسکتی ہوئی انسانیت کے لئے مشعل نور اور مینارہ ہدایت ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے یہ کتابیں اہل عالم کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے لکھی تاکہ تمام عالم کے لوگ ان سے مستفید ہوں۔ لیکن افسوس ہمارے بعض عالموں نے اپنی ناسمجھی اور ناعاقبت اندیشی کی بناء پر ایک ایسا گھناؤنی حرکت کا ارتکاب کیا۔ جس نے نہ صرف ان کتابوں کی افادیت کو محدود کر دیا بلکہ یہ گھناؤنا حرکت مسلک نور بخشیہ کے لئے اب تک "کمبل" بنا ہوا ہے۔ میری مراد آج سے ستر اسی سال قبل حضرت شاہ سید محمد نور بخش کی شہرہ آفاق کتاب الاعتقادیہ پر "للفرقہ الامیہ نور بخشیہ" کا اندراج ہے۔ جس نے اس عظیم کتاب کو باقی مسلمانوں سے جدا کیا اور صرف چند ہزار اور ان میں سے بھی (اس وقت کے) چند درجن پڑھے لکھے لوگوں تک محدود کر دیا۔ اس طرح مرحوم مصنف کی وفات کے 473 سال بعد کی گئی خیانت بعد میں آنے والے بعض بدخواہوں کے

لئے ایک ایسا چور دروازہ ثابت ہوا جس کے ذریعے وہ اب تک سلسلہ نور بخشیہ میں نقب زنی کرتے چلے آئے ہیں۔ اسی کے شاخسانے سے بہت سے علاقوں سے نور بخشیہ کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

ان نقب زن لوگوں نے آج سے نصف صدی قبل بڑے منظم طریقے سے اس غیر قانونی اور غیر اسلامی حرکت کو جائز ثابت کرنے کی کوشش کی تھی مگر مجاہد ملت جناب اخوند حمزہ علیؒ مرحوم نے نور المومنین لکھ کر نہ صرف انہیں ناکام و نامراد بنایا بلکہ ایک لمبی مدت کے لئے بے بس کر کے رکھ دیا۔ ایک طویل عرصے کی خاموشی کے بعد گذشتہ دو تین سالوں سے پھر چند ناعاقبت اندیش غلط پیوند شدہ مسئلے کو ہوا دے رہے تھے چنانچہ حتمی تصفیے کے لئے N Y F نے 3 جون 1993ء کو جامع مسجد چقچن میں ایک مجلس مذاکرہ کا اہتمام کیا۔ جسے علماء کنونشن کا نام دیا گیا تھا۔ میرے نزدیک منتظمین (نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن) کے خلوص اور دینی لگاؤ کسی قسم کے شک و شبہ سے بالا تر ہے۔ لیکن جن جن علمائے نوربخشیہ نے اس میں حصہ لیا وہ ذمہ داری کا ثبوت نہ دیتے ہوئے نفس مضمون پر بحث کرنے کی بجائے غیر متعلقہ اور غیر ضروری باتوں پر ٹاک ٹوئیاں کرتے رہے جس کی وجہ سے مسئلہ کسی منطقی نتیجے پر پہنچے بغیر معلق ہو کر رہ گیا کیونکہ اس مناظرانہ تقریب کو کنونشن کا نام دیا تھا۔ راقم نے اس کنونشن کی درست اور بالکل صحیح رپورٹ نوائے صوفیہ کے لئے لکھی جو قسط نمبر8 میں شائع ہو چکی ہے۔

حال ہی میں جناب حاجی محمد حسن نوری صاحب نے اس رپورٹ کے حوالے سے ایک اور روداد بمع اپنے مفروضہ ولائل و براہین "الفرقۃ الناجیہ" کے غلط ٹائٹل سے شائع کی ہے نیز موصوف نے واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ موصوف نے راقم السطور کو خاص طور پر تختہ مشق بنانے کی کوشش کی ہے چنانچہ راقم اپنی دوسرے تمام مصروفیات کے ساتھ ساتھ موصوف کی کتاب پر ایک تحقیقی نگاہ ڈالنے کی جسارت کر رہا ہے۔ اگرچہ نوری صاحب کی کتاب ایسی نہیں جسے قابل اعتنا سمجھا جائے۔ لیکن موصوف کی غلط فہمیوں کو دور کرنا راقم اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے۔

راقم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ
ا = بلا ضرورت عربی، فارسی اور انگریزی الفاظ و استعارات شامل کتاب نہ کیا جائے۔
ضروری باتوں کی توضیح و تبیین کے لئے جن کتابوں سے حوالے دیئے گئے ہیں انہیں ساتھ ہی نقل کیا ہے۔
ب = بساط بھر کوشش کی ہے کہ شائستہ اور علمائے نور بخشیہ کے شایان شان الفاظ استعمال کیا جائے اور کسی قسم کی دل آزاری سے پرہیز کیا جائے۔
ج = کتاب کا مخاطب صرف اور صرف نور بخشی ہیں۔ غیر نور بخشی حضرات کو یہ کتاب مطالعہ نہیں کرنا چاہئے کوشش یہ کی گئی ہے کہ کسی بھی مسلمان فرقے کو ہدف تنقید نہ بنایا جائے۔
د = راقم السطور سلسلہ نور بخشیہ سے غیر معمولی لگاؤ کے باوجود ہر مسلمان فرقے کو قابل احترام سمجھتا ہے۔ اور اس کا عقیدہ ہے کہ کسی <فرقہ> کے لئے جنت میں جانے کی کوئی راہداری موجود نہیں ہے۔ "ایمان اور عمل" جس فرقے کے جس شخص میں ہو وہی جنتی ہے۔ کسی فرقہ کا جنتی یا جہنمی بنانے میں کردار صرف اور صرف ایمان اور عمل سے مشروط ہے۔
ہ = کتاب کا مخاطب صرف اور صرف حاجی محمد حسن نوری ہے۔ جن کے لئے راقم نے " دوست" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ تاکہ کوئی بھائی کہنے پر "برادران یوسف" نہ سمجھ لے۔

تحقیق ایک نہ ختم ہونے والا کام ہے۔ نئے نئے انکشافات اور نئی دریافتیں تحقیقی نتائج پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں اس لئے محققین کو اپنی تحقیقات میں تبدیلی کرنا پڑتا ہے۔ راقم امامیہ کی پیوند کاری کا اس لئے مخالف ہے کہ۔
(I) ہمارے بزرگ (مشائخ طریقت) اس دنیا میں موجود نہیں۔ ان کی علمی آثار موجود ہیں۔ جن میں سے کسی میں بھی یہ لفظ موجود نہیں۔
(II) بعض کتابوں میں یہ لفظ آیا ہے جو بعض بزرگوں کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ حقیقت میں یہ کتابیں ان بزرگوں کی نہیں ہیں۔ ان کا مصنف مجہول اور کتابیں نور بخشی تعلیمات سے متصادم اور ناقابل اعتبار ہیں۔

(III)جن کتابوں کے سرورق (جلد) پر کچھ عرصہ قبل شائع کرنے والوں نے یہ نام لکھ کر چھاپ دیا قانونی' اخلاقی اور دینی لحاظ سے ان کا اقدام بے جا اور جرم ہے اور اس کی تائید و توثیق شریک جرم ہے۔ اس لئے یہ بھی کوئی دلیل نہیں ہے۔

(IV)اگرچہ ہمارے ہاں بورڈ بنانے لگانے کا رواج اب شروع ہوا ہے سب سے پہلا بورڈ جامع مسجد نور بخشیہ سکردو پر لگایا گیا تھا۔ جو اسی صدی کے آخری نصف کا واقعہ ہے۔ جو کوئی قابل استناد بات نہیں ہے۔

(V)یہ لفظ مسلمانوں کے ایک خاص فرقہ کا اسم علم ہے۔ جس کے اپنے معتقدات، عملیات اور نظام زندگی ہے۔

(VI)کسی تاریخی حقائق سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نور بخشی امامیہ فرقہ کی شاخ یا جزو ہو۔

(VII)راقم کو یہ عجیب اور مضحکہ خیز بات لگتی ہے کہ مختلف حیلے بہانوں کے ذریعے ہمیں ایک خاص فرقے کا جزو اور شاخ کیوں قرار دیا جاتا ہے؟ کیا کسی اور فرقے کے لوگ بھی ایسا کہتے یا کرتے ہیں؟

جب کہ صوفیہ کے بارے میں

(I)ہمارے بزرگوں نے اسی موضوع پر کتابیں لکھی ہیں۔

(II)ہماری کتابوں میں یہ بکثرت استعمال ہوئے ہیں اور مذہبی نام کیے لیے اسی کو پسند کیئے ہیں۔

(III)ہمارے بزرگوں نے اسی نام سے ادارے قائم کیئے اور بستیاں بسائی ہیں۔

(IV)دوسرے اہل علم بھی تاریخی کتابوں میں توثیق کرتے ہیں کہ یہ صوفیہ سے تھے۔

(V)یہ کسی کتاب کی جلد پر غیر قانونی طور پر درج نہیں بلکہ کتاب کے متن میں بزرگوں کے اپنے ہاتھ سے لکھا گیا ہے۔

(VI)یہ کسی فرقے کا اسم علم بھی نہیں ہے۔

(VII)راقم نے کریس میں حلف لیا ہے کہ دعوات صوفیہ' فقہ احوط اور اصول اعتقادیہ پر عمل کروں گا مجھے دعوات میں مذہب کا نام صرف اور صرف صوفیہ ملا۔ انہی وجوہات کی بنا پر

راقم نے اول الذکر کو رد کیا ہے۔ اور ثانی الذکر کی ہم نوائی کی ہے۔ اب بھی کسی بزرگ (شیخ طریقت) کی کتاب مل جائے جس میں صریح طور پر امامیہ لکھا ہوا ہو تو مجھے اپنی بات پر اصرار نہیں ہوگا۔

اس کتاب کو میں نے چار ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

باب اول   اتفاق و اتحاد کے ثمرات پر مشتمل ہے۔ ماضی میں اس کے لئے ہونے والی کوششوں کا ذکر ہے۔

باب دوم   امامیہ اور اس کی توضیح پر مشتمل ہے۔ ہمارے دوست نے اس کے حق میں جو دلائل دیئے ہیں راقم نے ان دلائل کا مدلل رد کیا ہے۔ نیز ان کے پیش کردہ جعلی کتابوں کا پول کھول دیا ہے اور اصلی کتابوں کی وضاحت کی گئی ہے۔

باب سوم   میں ہمارے دوست کے جھوٹے دعوٰں کی قلعی کھول دی ہے۔ اور ان کے ان جوابات کا محاکمہ ہے جو "پوچھا آسمان بولا زمین" کے مصداق ہیں

باب چہارم   تصوف کی حقیقت اس کے فضائل اور صوفیہ نور بخشیہ کا ثبوت ہے جو سارے بحث کا نتیجہ یا حاصل ہے۔

کتاب کی تیاری میں بعض احباب نے میری مدد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کار خیر میں حصہ لینے کو ان کے تعاون کو شرف قبولیت بخشے اور انہیں جزائے خیر دے۔

کیونکہ انسان خطا و نسیان کا پتلہ ہے بہت کچھ کوششوں کے باوجود غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ کتاب میں جہاں کہیں معمولی غلطیاں ہوں قارئین خود ان کی تصحیح فرمائیں۔ لیکن فاش غلطیوں سے راقم کو آگاہ کریں میں خود ان غلطیوں کا ذمہ دار ہوں گا۔

غلام حسن حسنو بلتستانی

Scan By
NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

باب اول

اس باب میں سلسلہ نوربخشیہ میں اختلافات کا پس منظر اتحاد کی کوششوں کا ذکر ہے۔ اور اس سلسلے میں ہونے والے معاہدوں کا تذکرہ ہے۔

صوفیہ نور بخشیہ میں اتفاق و اتحاد کے لئے کوششیں

اختلاف کسی قوم کے زندہ اور متحرک ہونے کی علامت ہے۔ بشرطیکہ اختلاف کرنے والوں کی نیت صاف ہو۔ اور اختلاف کے ذریعے حق تک پہنچنے کا جذبہ موجود ہو۔ اس حوالے سے سلسلہ نور بخشیہ میں اختلاف کی تاریخ ذرا طویل ہے۔ ان اختلافات کو کم کرنے کے لئے متعدد بار سنجیدہ کوششیں ہو چکی ہیں مگر افسوس کہ یہ کوششیں زیادہ دیرپا اور ثابت نہیں رہ سکیں۔

بلتستان کے نور بخشیوں میں اختلافات 1925ء سے 1957ء کے عرصے میں پیدا ہوئے بلکہ پیدا کئے گئے یہ اختلافات پیر خاندان کے ایک فرد آغا سید علی کرکسی نے پیدا کئے وہ شیعہ ہو کر تقیہ کرتے رہے انہوں نے پہلے نور بخشیوں کے پیر بننے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے مگر بوجوہ وہ پیر کا منصب حاصل نہ کر سکے تو انہوں نے بہت سے اختلافی فقہی مسائل اخذ کئے اور جنہیں خوب ہوا دیتے رہے۔ جب اختلافات کے ذریعے نور بخشیوں میں شکوک و شبہات کو فروغ دینے میں کامیاب ہوئے تو کھل کر شیعہ ہونے کا اعلان کیا۔ اور کھرمنگ، پوریگ، کریس کے بہت سے گھرانے شیعہ بنا لئے۔ گون، گول اور نر کی سالم آبادی شیعہ بنانے میں کامیاب ہوئے موصوف کے پیدا کردہ اختلافات نے جو سنگین صورت حال اختیار کر لی اس صورت حال کو بھانپتے ہوئے جناب اخوند حمزہ علی مرحوم نے علمائے نور بخشیہ سے رابطہ قائم کیا ان سے فتوے لئے۔ اس طرح یہ متفقہ فتوے انہوں نے 1946ء میں شائع کیا۔ جسے بعد میں کتابی صورت دیگر نور المومنین کے نام سے چھاپ دیا۔ واضح رہے کہ 1945ء کے شائع شدہ متفقہ فتوے میں مذہب کا نام صوفیہ نور بخشیہ درج ہے۔ یہ اتفاق و اتحاد کے لئے کیا جانے والا پہلا اقدام ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ موصوف کے پیدا کردہ اختلافات بھی یکے بعد دیگرے معدوم ہوتے چلے گئے۔ جب 1971ء میں ندوہ اسلامیہ نے پہلی بار فقہ احوط اردو ترجمہ شائع کرنے کا ارادہ کیا اور مشہور عالم دین علامہ محمد بشیر صاحب نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اس وقت تک آقای کریس کے پیدا کردہ صرف چند مسئلے موجود تھے۔ چنانچہ ان اختلافی مسائل نے شدت اختیار کی - تب بعض علمائے نور بخشیہ کے درمیان ایک معاہدہ ہوا۔ جو گیارہ نکات کے نام سے معروف ہے۔

جس کے تحت قرار پایا کہ فقہ احوط کے متن میں چند تبدیلیاں کی جائیں۔ لیکن یہ بیل منڈھے نہ چڑھ سکی کیونکہ ترجمہ وتصحیح شدہ مسودے کو ہی دبا لیا گیا چنانچہ علامہ کو از سر نو ترجمہ کرنا پڑا۔ اس طرح اس ترجمے میں وہ گیارہ نکاتی ترمیم شامل نہیں ہو سکی۔

علماء کنونشن کریس (1982ء)

اس دوران نور بخشیوں میں قومی بیداری کی لہر دوڑ گئی۔ بلتستان کے کئی مقامات پر عظیم الشان جلسے اور کنونشن ہوئے۔ جن میں علمائے نوربخشیہ نے بھرپور حصہ لیا۔ چھوٹے چھوٹے اختلافی مسائل حل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو 1982ء کو کریس میں ایک روزہ علماء کنونشن ہوا۔ جس میں طے پایا کہ ان مسائل پر باقاعدہ تحریری بحث ہو۔ لیکن وقت کی نزاکت کے پیش نظر بحث کی بجائے ایک ایسا فارمولا تیار کیا گیا جس پر عمل کرنے سے سو فیصد اتفاق و اتحاد کا امکان تھا۔ چنانچہ ایک تحریری معاہدہ طے پایا اور حاضرین نے اس پر عمل کرنے کا حلفیہ عزم کیا جس کی نقل ذیل میں دیا جاتا ہے۔

"میں ایک مومن و مسلم ہونے کی حیثیت سے بلا جبرو اکراہ اس امر کا از تہ دل اقرار کرتا ہوں کہ میں مذہب صوفیہ نور بخشیہ کے

اصول و فروع پر کاربند ہوں میرا قلبی میلان نہ اس گروہ کی طرف ہے
جس کے اصول دین کی ابتداء اول توحید سے ہوتی ہے اور پنجم معاد
پر اس کا اختتام ہوتا ہے۔ میرا قلبی میلان نہ اس گروہ کی طرف ہے
جس کے اصول دین کا اختتام والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالی
والبعث بعد الموت پر ہوتا ہے میری تصدیق قلبی اور اقرار لسانی میں
کوئی تضاد نہیں ہے میں غیر صوفیہ نور بخشیہ کے خفیہ آلہ کار کی
حیثیت سے کوئی معاوضہ نہیں لیتا ہوں اگر قبل ازیں مذکورہ حیثیت
سے کوئی غیر صوفیہ نور بخشیہ کی طرف سے جو کچھ بھی معاوضہ لے
رہا ہوں گا تو آئندہ کے لئے ہرگز نہیں لوں گا اور نہ ہی غیر صوفیہ
نور بخشیہ کا خفیہ آلہ کار رہوں گا۔ میں فروعی مسائل میں مجموعہ
شریعت محمدیہ (الفقہ الاحوط) اور دعوات صوفیہ پر عمل پیرا ہوں اور
اصولی مسائل میں کتاب الاعتقادیہ میں مندرج عقائد کا معتقد ہوں
اگر میرا قلبی میلان اپنے اقرار لسانی کے خلاف غیر صوفیہ نور بخشیہ
کی طرف ہو تو مجھے لعنۃ اللہ والملئکتہ والناس اجمعین ہو بروز
قیامت میرا حشر سگان و خوکان کی صف میں ہو۔"

واضح رہے کہ اس متفقہ عہد نامے میں مذہب کا نام "صوفیہ نور بخشیہ" فقہ کا نام "فقہ احوط" اور دعوات کا نام دعوات الصوفیہ درج ہے اور ان پر عمل کرنے کا حلف اٹھایا ہے۔ فقہ اور اصول عقائد میں مذہب کا نام نہیں۔ جب کہ دعوات میں صرف اور صرف صوفیہ اور روش نور بخشیہ ہے۔

اس عہد نامے پر کل 69 علمائے کرام اور زعما کے نام اور دستخط موجود ہیں۔ زیر نگرانی

جناب سید عونعلی صاحب۔ اس پر موجودہ پیر سید محمد شاہ صاحب کا بھی دستخط موجود ہے

1982ء کے اسی معاہدے پر مکمل طور پر عمل ہوتا رہا ہے اور نور بخشی لوگ اپنے اپنے میدان میں جت گئے اور پوری یکسوئی کے ساتھ وہ زندگی کے مختلف شعبوں میں بڑی خاموشی کے ساتھ آگے بڑھنے لگے 1991ء میں جناب سید عون الموسوی صاحب کا انتقال ہوا۔ اور جناب سید محمد شاہ نورانی حسب خاندانی و موروثی قاعدہ نور بخشیوں کا پیر نامزد کیا گیا۔ اس دوران موصوف ایک طویل عرصہ کے لئے دورے پر پاکستان تشریف لے گئے۔ کراچی میں موصوف کی سرگرمیوں کے بارے میں بہت سے اطلاعات ملنے لگے آخر کار انجمن محمدیہ اسلام آباد کا سپاس نامہ بلتستان پہنچا تو افواہوں کی تصدیق ہو گئی اس صورت سے وہ لوگ تڑپ کر رہ گئے جنہوں نے سلسلہ نور بخشیہ کی بقا و تحفظ کے لئے قربانیاں دی تھیں۔ پیر صاحب کی آمد اور اپنی باتوں کے اعادے سے حالات کشیدہ بھی ہو گئے۔ سکردو وغیرہ میں یہ افواہ بھی گردش کرنے لگے کہ نور بخشیوں میں خانہ جنگی ہونے والی ہے۔ اس صورت حال کو سنبھالا دینے کے لئے NYF نے 3 جون 1993ء کو خپلو میں علماء کنونشن بلایا۔ جس کی الگ روداد دی جا رہی ہے۔ جس میں یہ معاہدہ ہوا تھا۔

معاہدہ خپلو

ہم بارہ رکنی کمیٹی علمائے نور بخشیہ کا اختلافی مسائل کے بارے میں متفقہ فیصلہ ہے کہ آئندہ ہم مذہب کے بارے میں ناموں کے پیچھے نہیں لگیں گے آئندہ کسی بھی نور بخشی خطیب یا مقرر کو امامیہ اور صوفیہ کو موضوع بحث بنانے کی قطعاً گنجائش نہیں ہوگی۔ آج کے بعد اس بارے میں تحریری یا تقریری کسی قسم کی تبلیغ نہیں ہوگی بلکہ اپنے اسلاف کی کتابوں

پر عمل پیرا ہوں گے مزید براں سر مو والے قاعدہ کے بارے میں فیصلہ ہوا کہ آئندہ ایڈیشن میں تمام نزاعی باتیں درست کی جائیں گی اور تمام اختلاف حذف کیے بغیر وہ قاعدہ قابل قبول نہیں ہوگا اور مزید براں آئندہ کے لئے پمفلٹ بازی کی بھی سختی سے مذمت کی جائے گی۔

دستخط:۔

(1) جناب سید محمد شاہ صاحب پیر نور بخشیہ (2) جناب سید علی شاہ صاحب (3) جناب مفتی عبداللہ صاحب (4) جناب علامہ محمد بشیر صاحب (5) جناب سید حسن شاہ شگری صاحب (6) جناب شیخ سکندر صاحب (7) جناب سید محمد شاہ تھلوی (8) جناب سید شہاب الدین صاحب (9) جناب سید علی الموسوی (10 جناب مولوی غلام رسول صاحب (11 جناب غلام حسین نورانی صاحب (12 جناب غلام حسن حسنو صاحب

یہ تھی ملت نور بخشیہ میں معاہدوں کی ایک مختصر تاریخ لیکن ظاہر ہے ان میں سے کسی پر بھی عمل نہیں ہوا اگر عمل ہوا بھی تو بہت مختصر عرصے کے لئے پھر شر پسند عناصر میدان میں کود پڑا اور معاہدے کی من مانی تشریحات کے ذریعے ایسے معاہدوں کو بے اثر کر کے رکھ دیا۔ گویا

شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا

Scan By
NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

علماء کنونشن چقچن کی تفصیلی رپورٹ

جناب الحاج سید عون علی الموسوی کی وفات کے بعد ان کے فرزند اکبر جناب سید محمد شاہ عالم نور بخشیت کے پیر نامزد ہوئے اس طرح موصوف نور بخشی سلسلے کی مرکزی شخصیت ہیں۔ پچھلے سال موصوف ایک وفد لے کر دورے پر کراچی تشریف لے گئے۔ اس دورے کے دوران نور بخشی مرکز بلتستان میں طرح طرح کی خبریں آنے لگیں۔ طویل دورے کے بعد موصوف خود بھی بلتستان تشریف لائے۔ پیر صاحب کے دورے اور اس دوران سنائی دینے والی باتوں نے ان نور بخشیوں کو تڑپا کر رکھ دیا۔ جو سلسلہ نور بخشیہ کے تحفظ و بقاء کے لئے بہت سی قربانیاں دے چکے تھے۔ خاص طور پر نور بخشی نوجوانوں کی تنظیم نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن کے ارکان کی حالت دیدنی تھی۔ مستقبل قریب میں متوقع پیش آنے والے حالات کی پیش بندی کے لئے 20 مئی 1993ء کو خپلو میں علماء کنونشن منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا۔ مگر انہی دنوں جناب سید علی شاہ صاحب کی والدہ ماجدہ کا وصال ہوا۔ تو باہمی مشورے سے 3 جون کی تاریخ مقرر ہوئی۔ چنانچہ اس دن NYF کی دعوت پر بلتستان بھر کے نور بخشی علماء اور سرکردگان خپلو پہنچے۔

پروگرام کے آغاز میں سخت بدمزگی پیدا ہوئی۔ جس نے کشیدگی کا رنگ اختیار کر لیا۔ تاہم جناب اخوند محمد ابراہیم کی مداخلت سے کشیدگی دور ہوئی اور مباحثے کا طریقہ کار طے ہوا۔ دونوں طرف سے پیش ہونے والے افراد کا چناؤ عمل میں آیا۔ راقم کی استدعا پر مجھے بھی شامل ہونے کا شرف بخشا گیا۔ علماء کی

چناؤ کے موقع پر جناب سید محمد علی شاہ صاحب میر واعظ کھرکو نے تجویز پیش کی کہ منتخب علماء سے قرآن پر حلف لیا جائے کہ وہ نور بخشی کتب کے تحت فیصلہ کریں گے اس پر جناب سید محمد شاہ صاحب نے کہا کہ چقچن میں ایک معجزہ موجود ہے یہاں حلف اٹھانے کی ضرورت نہیں چقچن خیانت اور بددیانتی کرنے والے کو اس وقت تک چقچن سے باہر جانے نہیں دے گی جب تک اسے ذلیل و رسوا نہ کر دے۔

چنانچہ دونوں طرف کے نمائندوں سے کوئی حلف نہیں لیا گیا۔

رات کے کوئی دس بجے بحث کا آغاز ہوا اور یہ بحث رات بھر جاری رہی۔ بحث کا آغاز جناب مولوی محمد حسن نوری نے کیا اور اس کا اختتام جناب سکندر حسین پر ہوا۔ طریقہ یوں ہوتا تھا کہ ایک صاحب اپنے سارے دلائل پیش کرتا۔ اختتام پر ان دلائل کا رد کیا جاتا۔ پھر بات آگے بڑھ جاتی۔ سکندر حسین صاحب کے دلائل تک حاضرین اس نتیجے پر پہنچ گئے تھے۔ کہ امامیہ کا لفظ پہلی بار 1341ھ بمطابق 1923ء کے لاہوری چھاپ اصول عقائد کے سرورق (جلد) پر درج ہوا۔ جو آج سے 72 سال پہلے کا واقعہ ہے۔ اس سے پہلے یہ لفظ عالم نور بخشیہ میں موجود ہی نہ تھا۔

یہ کوئی آڑھائی بجے کا وقت تھا کم از کم اتنا تو ثابت ہو چکا تھا کہ یہ لفظ 73 سال سے پہلے موجود نہ تھا۔ چنانچہ جناب سید محمد شاہ سید علی شاہ اور علامہ بشیر صاحب جو بقول بے نصیب مبصر کی حیثیت سے وہاں موجود تھے۔ وہ مخالفین کے حق میں فیصلہ دے سکتے تھے۔ مگر انہیں بے نصیب جیسے نادان دوست سے خطرہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے کوئی رائے نہیں دی جس کی بنا پر ہمارے دوست بے پیر

صاحب سید علی شاہ اور علامہ محمد بشیر کو خاموش رہنے کا مجرم قرار دیا ہے۔
حالانکہ وہ فیصلہ دے ہی نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ ان کے سامنے ثابت ہوا تھا کہ۔

(i) صوفیہ ہمارے بزرگوں کی کتابوں میں بکثرت مندرج ہیں۔ امامیہ کہیں نہیں۔

(ii) جن کتابوں کے متن سے نوری نے امامیہ ثابت کیا وہ لائق اعتبار اور قابل عمل نہیں بلکہ سراسر جعلی ہیں۔(iii)جعلی رسالہ امامیہ اور فقہ احوط پر مرقوم فقہ امامیہ سے لفظ امامیہ ثابت ہوتا تھا وہ تاریخی کتابوں اور حقائق کی رو سے غلط ثابت ہوا۔

(iv)جن آیات و احادیث سے امامیہ ثابت کیا تھا ان سے تو آئمہ اور اہل بیت کے فضائل و مناقب ثابت ہوتے ہیں نہ کہ لفظ امامیہ کے جو ایک شیعہ فرقہ کا نام ہے۔

(v)جن کتابوں میں ہمارا سلسلہ طریقت درج ہے ان میں بارہ کی بجائے صرف سات آئمہ کے نام درج ہیں۔

(vi)شیخ سکندر صاحب نے جن بورڈوں اور کتابوں کے سرورقوں پر یہ لفظ ثابت کیا ہے ان سے تو اس لفظ کے ارتقاء اور اثر نفوذ کی تاریخ واضح ہوتی ہے۔ جو ابھی بعد کی بات ہے۔

(7)مرحوم سید عون علی صاحب کے خط سے ثابت ہوتا تھا مگر بدقسمتی سے اس میں تحفۃ الاحباب کے حوالے سے بات کی ہے اور تحفۃ الاحباب میں سرے سے یہ لفظ موجود ہی نہیں۔

چنانچہ ایسی صورت حال میں ان کے لئے کوئی فیصلہ صادر کرنا ممکن نہیں

تھا اگر وہ بحث کے نتائج کے مطابق فیصلہ دیتا تو انہیں خطرہ تھا کیونکہ نوری جیسا شخص جو سنڈیکیٹ کے چند مکعب فٹ لکڑی، اخوند رستم کے طعنے اور ایک غلط افواہ کی سماعت سے پیر محترم تک کو "مجرم" کہنے کی جسارت کر سکتا ہے۔ ایسے نازک موقع پر درست فیصلہ سے یا تو وہ انہیں نقصان پہنچاتے یا وہ خود چھچھن سے کود کر خودکشی کرتے۔ نوری صاحب کی یہی صورت حال دیکھ کر انہوں نے چپ سادھ لینے میں عافیت سمجھی۔ اس طرح سانپ بھی نہ مرا اور لاٹھی بھی نہ

جناب سکندر صاحب کے دلائل اور ان کی رد و قدح ختم ہونے کے بعد جب "امامیہ" نور بخشی کتابوں سے ثابت نہ ہوا۔ تو مخالفین نے شور مچانا شروع کر دیا۔ اسی دوران جناب شیخ صاحب نے اپنے بیگ سے ایک کتاب نکال کر الٹ پلٹ کرنا شروع کر دی۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر اٹھا لیا تو وہ دعوات صوفیہ کا ایک مخطوطہ تھا۔ جس میں لکھا تھا "مذہب صوفیہ" میں نے وہاں موجود لوگوں کو وہ نسخہ اور اس کی عبارت دکھائی۔ تو بھی وہ شور مچانے لگے۔ اب شور اس قدر بڑھ گیا اور مباحثہ کے شرکاء آپے سے باہر ہونے لگے۔ قریب تھا کہ بات یہیں چھوڑ کر سب چلے جاتے۔ مگر NYF کے ارکان نے باہر جانے نہیں دیا اور اعلان کیا کہ کسی نتیجے پر پہنچے بغیر ہم جانے نہیں دیں گے۔ تھوڑی خاموشی کے بعد مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ یہ لوگ ہمیں باہر جانے نہیں دیتے اور مسئلے کو ختم کئے بغیر ہمیں جانا بھی نہیں چاہئے۔ ایسا کریں کہ ہم اس کا فیصلہ کرنے کے لئے ثالث مقرر کریں۔ جس کے لئے باقاعدہ تحریر لکھی اور سب نے باری باری دستخط کی۔ جب مجھے کہا کہ اس پر دستخط کریں تو راقم نے یہ کہہ کر دستخط کرنے سے انکار کر دیا کہ مجھے ثالث قبول نہیں میرا

ثالث بزرگوں کی کتابیں ہیں۔ یہ کہتے ہوئے راقم نے 22 کتابوں کی فہرست پیش کی۔ جو موقع پر موجود تھیں۔

اس پر مباحثہ برخواست ہوا۔ نماز شب وغیرہ سے فارغ ہو کر صبح کی نماز پڑھی اور علماء کا یہ قافلہ مشہور دینی شخصیت مولانا عبدالسلام حیدری کے گھر روانہ ہوئے۔ جہاں یوتھ فیڈریشن کے ارکان نے پھر زور دیا کہ وہ کسی نتیجہ پر پہنچے بغیر واپس نہ جائیں۔ جناب ڈاکٹر اخوند غلام مہدی نے علماء کو خوب خوف خدا دلایا۔ تب پھر سر جوڑ کر بیٹھے چونکہ رات کو آخری وقت پر جو مفاہمت نامہ تیار ہوا تھا۔ اس پر سب نے دستخط کر دیا تھا۔ سوائے راقم کے چنانچہ اخوند مہدی وغیرہ نے مجھ پر زور دیا کہ باقی سب اس بات پر متفق ہو گئے ہیں۔ آپ بھی دستخط کر لیں۔ میں نے اپنا نقطہ نظر پیش کیا اور یہ شرط عائد کی کہ ثالث صاحبان نور بخشی کتابوں کے مطابق فیصلہ کریں گے جسے انہوں نے قبول کیا۔ تب میں نے دستخط کر دیا ساتھ ہی کتابوں کو ثالث حضرات تک پہنچانے کے لئے غلام مہدی اگیوا کو میرے ساتھ روانہ کر دیا۔ میں نے اپنے پاس موجود کتابیں ان کے حوالہ کر دیا۔

ظاہر ہے کہ اس پر عمل نہیں ہوا کیونکہ۔

میری کوششوں سے فیصلہ نور بخشی کتابوں کے مطابق کرنا تھا۔ جہاں یہ لفظ سرے سے موجود ہی نہیں۔

چنانچہ اس پر عمل نہیں کیا گیا۔ کیوں نہیں ہوا؟ اس کی تفصیل انشاء اللہ کسی اور موقع کے لئے چھوڑتا ہوں۔

آخر میں NYF اور نور بخشی زعماء کے بار بار درخواست پر یہ فیصلہ ہوا کہ

آئندہ مذہب کے نام کو نہ چھیڑا جائے بلکہ جو اسلاف کی کتابوں میں موجود ہو اس پر عمل کرے چنانچہ اس فیصلے کو تحریری شکل میں لایا گیا۔ جس پر شرکاء نے فرداً فرداً دستخط ثبت کئے یہ معاہدہ اگلے صفحات پر من و عن موجود ہے۔ حاضرین نے اصرار کیا کہ اس کا اعلان جامع مسجد چھچھن میں کیا جائے تاکہ اس پر عمل در آمد باسانی ہو سکے۔ چنانچہ علماء کرام اور سارے لوگ ایک بار پھر جامع مسجد چھچھن میں جمع ہوئے۔ وہاں اس فیصلہ نامہ کو پڑھ کر سنایا گیا فیصلہ سنانے کے فوراً بعد مولانا محمد اشتیاق کو روی نے ایک سقم کی جانب توجہ مبذول کرائی کہ "موضوع ○> کی بجائے "موضوع بحث" ہونا چاہئے۔ چنانچہ حاضرین نے ان کے اس نکتے کو پسند کیا۔ اور ہمارے دوست کو ایسا لکھنے کو کہا مگر ہمارے دوست نوری صاحب نے یہ لفظ لکھنے کے بعد چپکے سے تین سطر کے بعد یہ الفاظ بھی لکھ دیئے تھے کہ "ہم صوفیہ بھی ہیں امامیہ بھی اختلاف لفظی ہے"

جب حاضرین کو ان کی اس خیانت کا پتہ چلا تو شور مچ گیا لوگوں نے ہمارے دوست کو خائین' چور' منافق اور لعنتی کے القاب سے نوازا جس پر انہیں یہ الفاظ اپنے قلم سے کاٹنے پڑے جس کا وہ بڑی حسرت سے اپنی کتاب میں ذکر کرتا ہے۔ سرکی کے جناب صوفی غلام محمد نے یہاں تک کہا کہ جاء الحق وزھق الباطل اسی کو کہتے ہیں۔ فیصلہ کچھ ہوتا ہے اور یہاں چوری چھپے لکھتا کچھ ہے۔ انہوں نے یہ اعلان بھی کیا کہ علماء کے فیصلے پر عمل ہو یا نہ ہو حق و باطل کا فیصلہ ہو چکا۔

اس موقع پر ہمارے دوست کی جو رسوائی ہوئی اور جس شرمناک حرکت نے انہیں سر عام بے آبرو کر دیا تھا ابھی تک وہاں موجود لوگوں کو یاد ہے۔

اس واقعے سے پہلے ہم حیران تھے کہ اتنا کچھ بحث اور احقاق حق کے باوجود جب ہمارے مخالف محض ہٹ دھرمی کی بناء پر مانتے نہیں ہیں۔ چھچن جیسی مسجد میں یہ ھٹ دھرمی اور بے شرمی؟ لیکن چھچن کا معجزہ کہاں؟ جب یہ واقعہ پیش آیا تب ہمیں یقین ہو گیا کہ چھچن عام مساجد کی طرح نہیں اور نور بخشیہ عام مذاہب جیسا نہیں۔ ہمارے دوست کی رسوائی بے جا نہیں بلکہ بجا ہے۔ یہ تھی علماء کونشن کی روداد۔

Scan By
NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

عہد نامہ چقچن اور اس کی غلط تشریح

عہد نامہ چقچن بالکل صاف ستھرا اور سادہ الفاظ میں مرقوم ہے۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ مکمل متن یہ ہے۔

''ہم بارہ رکنی کمیٹی علمائے نور بخشیہ کا اختلافی مسائل کے بارے میں متفقہ فیصلہ ہے کہ آئندہ ہم مذہب کے بارے میں ناموں کے پیچھے نہیں لگیں گے۔ آئندہ کسی نوربخشی خطیب یا مقرر کو امامیہ اور صوفیہ کو موضوع بحث بنانے کی قطعاً گنجائش نہیں ہوگی۔ آج کے بعد اس بارے میں تحریری یا تقریری کسی قسم کی تبلیغ نہیں ہوگی بلکہ اپنے اسلاف کی کتابوں پر عمل پیرا ہوں گے۔ مزید برآں سرمو والے قاعدے کے بارے میں فیصلہ ہوا کہ آئندہ ایڈیشن میں تمام نزاعی باتیں درست کی جائیں گی اور تمام اختلاف حذف کئے بغیر وہ قاعدہ قابل قبول نہیں ہوگا اور مزید براں پمفلٹ بازی کی بھی سختی سے مذمت کی جائے گی''

اس کا اعلان چقچن جیسی مسجد میں کیا گیا۔ چنانچہ اس معاہدے سے نور بخشیوں میں سکون و طمانیت کی لہر دوڑ گئی تھی۔ اور ہر نور بخشی اپنے اپنے میدان میں ایک بار پھر جت گئے تھے۔ بلتستان میں نور بخشیوں کے درمیان خانہ جنگی کے خدشات ظاہر کرنے والے بغلیں جھانکنے لگے۔ یہی بات ہمارے دوست کو راس نہ آئی۔ چنانچہ وہ اس عہد نامے کو توڑنے کے لئے آگے بڑھے اور ''الفرقۃ الناجیہ'' کے غلط نام سے کتاب لکھ کر اس عہد نامے کی خلاف ورزی کی اور نہ صرف عہد نامے کی خلاف ورزی کی بلکہ عہد نامے کی من مانی تشریح بھی کر بیٹھے۔

ذیل میں معاہدے کے نکات کی وضاحت کی جاتی ہے۔

پہلا جملہ

ہم بارہ رکنی کمیٹی علمائے نور بخشیہ کا اختلافی مسائل کے بارے میں متفقہ فیصلہ ہے۔

یہ جملہ دراصل شرط ہے

اس کے بعد = آئندہ ہم مذہب کے ناموں کے پیچھے نہیں لگیں گے آئندہ کسی نور بخشی خطیب یا مقرر کو امامیہ اور صوفیہ کو موضوع بحث بنانے کی قطعا گنجائش نہیں ہوگی۔ آج کے بعد اس بارے میں تحریری یا تقریری کسی قسم کی تبلیغ نہیں ہوگی بلکہ اپنے اسلاف کی کتابوں پر عمل پیرا ہوں گے۔ یہ ساری عبارات اس شرط کی جزا ہے۔

ان عبارات میں سے پہلے پیرے میں اس بارہ رکنی کمیٹی کو پابند کیا ہے کہ وہ صوفیہ یا امامیہ میں نہیں الجھیں گے جیسا کہ کچھ عرصہ سے اس مسئلے میں الجھے ہوئے ہیں۔

ہمارے دوست نے پیچھے لگنے ، پیچھے لگ جانے اور پیچھے لگا دینے کے محاورے کو ایک سمجھا ہے۔ جوان کی کم علمی' زبان و محاورات سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ انہیں چاہئے کہ اردو محاورات سیکھنے کے لئے کسی زبان دان کی شاگردی اختیار کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ انہیں مختلف لغات میں پیچھے لگنا کا محاورہ ملا نہیں۔ اس محاورے پر غور کرنا اور صحیح مفہوم اخذ کرنا ان کی بساط میں نہیں۔ چنانچہ "پیچھے لگا دینا" کا محاورہ نظر آیا تو اسے توڑ مروڑ کر "پیچھے لگ جانا" بنا دیا۔ اور اس محاورے سے اپنے مطلب کا مفہوم اخذ کیا تاکہ وہ معصوم سادہ لوح نور بخشیوں

کو گمراہ کر سکے۔ آیئے ذیل میں ہمارے دوست کے محاورے اور عہد نامے میں موجود محاورے کے اصل مفہوم کو واضح کرتے ہیں۔

پیچھے لگا دینا = مخالف بنا دینا، ساتھ کر دینا (جامع فیروز اللغات ص 327)

پیچھے لگنا = ساتھ ہو لینا، ہمراہ ہو جانا نور اللغات ص 910

دیکھا آپ نے ان دونوں میں کتنا بڑا فرق ہے؟

معاہدے میں "ناموں کے پیچھے نہیں لگیں گے" ہے نہ کہ "ناموں کے پیچھے نہیں لگا دیں گے" اس لئے موافق و مخالف دونوں صورتوں میں ناموں کو چھیڑنا مراد ہوتا ہے۔ خواہ موافقت میں خواہ مخالفت میں۔

اسی طرح ہمارے دوست کا یہ کہنا کہ "امامیہ اور صوفیہ کی منفی تبلیغ کی نفی ہے مثبت کی نہیں" یہ بھی لغو ہے۔ اس موقع پر موجود تمام شرکاء نے "کسی قسم کی تبلیغ نہیں ہوگی" کہہ کر عہد کیا تھا یہ "کسی قسم کی تبلیغ" میں مثبت و منفی دونوں شامل ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے دوست کی وہ تشریح غلط گمراہ کن اور من گھڑت ہے۔ اس معاہدے سے احکام الہی کے پرچار اور فضائل آئمہ کی تبلیغ پر کوئی قدغن نہیں۔ بلکہ قدغن صرف ان مخصوص دو لفظوں کے پرچار پر عائد کیا گیا تھا۔ جس نے ایک سنگین صورت اختیار کر لی تھی۔ اگرچہ ان میں سے ایک بالکل برحق اور دوسرا بالکل ناجائز اور باطل ہے پھر بھی وقت کا تقاضا یہی تھا کہ پابندی لگائی جائے۔ پھر یہ سوال اٹھتا تھا کہ پھر کوئی پوچھے کہ تمہارے مذہب کا نام کیا ہے؟

تو اس کے جواب کے لئے اسلاف کی کتابوں میں مرقوم نام بتانا تھا۔ جس

کے لئے یہ شق رکھی گئی تھی کہ "بلکہ اپنے اسلاف کی کتابوں پر عمل پیرا ہوں گے"

ہمارا دوست ان تین پیروں کے حل "اسلاف کی کتابوں پر عمل" کے بارے میں پھر من مانی تشریح کرتا ہے اور ہم سے سوال کرتا ہے کہ

(1) کیا سید قاسم شاہ اسلاف میں شامل ہے یا نہیں؟

(2) کیا حمزہ خلیل اسلاف میں شامل ہے یا نہیں؟

جواب یہ ہے کہ یہ دونوں اسلاف میں شامل نہیں ہیں۔ کیونکہ اسلاف سلف کی جمع ہے اور سلف آباء و اجداو اکابر اور بزرگ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اگر انفرادی ہو تو باپ دادا مراد ہوتے ہیں۔ اگر قومی ہو تو قابل فخر قومی راہنما مراد ہوتے ہیں اگر دینی ہو تو آئمہ و مجتدین ہوتے ہیں اگر روحانی ہو تو شیوخ طریقت یہاں اسلاف سے مراد سلسلہ نور بخشیہ کے مشائخ ہوتے ہیں۔ اگر ان مشائخ کے مریدوں اور عقیدت مندوں کو بھی اسلاف کا درجہ دیا جائے تو پھر دین دین نہیں رہتا بلکہ کھچڑی بن جاتی ہے۔

چلو ہم تھوڑی دیر کے لئے انہیں بھی اسلاف میں شامل کرتے ہیں۔

(1) سید قاسم شاہ صاحب نے تحفہ قاسمی میں مذہب کا نام صرف اور صرف صوفیہ درج کیا ہے۔

اگر یقین نہ آئے تو لیجئے تحفہ قاسمی اٹھا کر دیکھئے۔ لکھتے ہیں۔

سوال = اگر کوئی پوچھے کہ تمہارا مذہب کیا ہے؟ جواب بولو مذہب صوفیہ سید محمد نور بخشیہ تحفہ قاسمی ص 531

اخوند حمزہ علی نوربخشیہ کے ساتھ امامیہ کی پیوند کاری کا شدید مخالف

ہے۔ انہوں نے ہی نور المومنین لکھی ہے جو آج بھی امامیہ کی پیوند کاری کے حامیوں کے منہ پر ناقابل برداشت تھپڑ ہے۔ جو انہوں نے 1950ء میں انہیں مارا تھا۔ آج تک وہ اسی سے تلملا رہے ہیں۔

جہاں تک ان کی کتاب فلاح المومنین میں ایک جگہ یہ لفظ درج کرنے کا تعلق ہے اس کی وضاحت وہ خود نور المومنین میں یوں کرتے ہیں۔ "صوفیہ نور بخشیہ کی کسی کتاب یا رسالہ میں شیعہ یا امامیہ درج ہوئے وہ محض دوستداری پارٹی کی وجہ سے ہے بلکہ اس نحیف نے بھی فلاح المومنین میں لکھا ہے کہ بلحاظ دوستداری آئمہ طاہرین کے" نور المومنین ص 10

دیکھا آپ نے اسلاف (مشائخ نور بخشیہ) نے اس لفظ کے لئے اپنی کتابوں کا دروازہ بند رکھا۔ اور اسے قریب بھی پھٹکنے نہ دیا۔ کسی چور اچکے کو بھی کتابوں میں درج کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ تاہم چوری چھپے چند کتابوں کے سرورق پر یہ لفظ لکھنے میں وہ ضرور کامیاب ہوئے۔ لیکن اس کی کسی پیر طریقت نے تصدیق نہیں کی۔ اس لئے یہ بھی ناقابل اعتبار اور قابل استرداد ہے۔ بعد میں آنے والے علماء میں سے سید قاسم شاہ صاحب اور اخوند حمزہ علی نے بھی نہ صرف مذہب کا نام صوفیہ لکھا بلکہ اخوند صاحب نے ڈٹ کر اس پیوند کاری کا مقابلہ کیا اور ان پیوند کاری کرنے والوں کی خیانت کا پول کھول کر رکھ دیا ہے۔

غرض ثابت ہوا کہ اسلاف کی کتابوں میں یہ لفظ موجود نہیں۔ جن کتابوں کو وہ اسلاف کی کتاب قرار دیتے ہیں وہ سراسر جعلی ہیں۔ ان کے مصنفوں کا علم ہمارے دوست کے فرشتوں کو بھی نہیں۔ رہی سرورق والی بات یہ تو چوری

ہے۔ اس کی حمایت بذات خود اعانت جرم ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔
تیسرا جملہ سرموں والے قاعدے کے بارے میں ہے۔ اس قاعدے میں نور بخشی مسلمانوں کے لئے کچھ ایسے مسائل تجویز کئے گئے ہیں جو توضیح المسائل میں تو موجود ہیں فقہ احوط میں نہیں۔ نیز ان کی صحت نور بخشی نقطہ نظر سے نہیں ہو سکتی۔ پھر اصول و فروع کے حوالے سے ایک معروف مسلمان مکتبہ فکر کی نقالی کی گئی ہے۔ یہ چربہ سازی سرموں والے قاعدے کے مولف کی انفرادی خصوصیت نہیں ہمارا دوست بھی بہت ماہر چربہ ساز اور جہاں کہیں کوئی چربہ اور نقلی چیز ملے اسے سر آنکھوں پر بٹھانے والے اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی دعوت دینے والے ہیں۔

تیسرا جملہ پمفلٹ بازی کی مذمت پر مشتمل ہے۔ لیکن اس پر عمل نہیں ہوا اس عہد نامے کے فوراً بعد راقم کے خلاف ایک زور دار ہینڈ آوٹ بلتستان بھر میں پھیلا دیا گیا۔ اگرچہ اس میں درج بعض عبارتوں سے ہمارے دوست کا ہاتھ ہونا ثابت ہوتا ہے تاہم میں ان پر الزام لگانے کی بجائے اسے گمنام ہی قرار دوں گا۔

قارئین گرامی۔ آپ خود فیصلہ کریں۔ عہد نامہ کتنے جملوں پر مشتمل ہے؟ ہمارے دوست کا کام ہی دروغگوئی اور فتنہ انگیزی ہے۔ اس لئے اس میں موشگافیاں کرنا ان کا پرانا مشغلہ ہے۔ عہد نامہ بالکل صاف ستھرا اور واضح باتوں پر مشتمل ہے۔ اس میں من مانی تاویل کرنا بد دیانتی اور شر انگیزی ہے جو ہمارے دوست کا من پسند مشغلہ ہے۔

باب دوم

NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

اس باب میں امامیہ کی مکمل تحقیق ہے۔ مولوی محمد حسن نوری صاحب نے جن آیات' احادیث، کتب، کلمات' اعمال وغیرہ سے امامیہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ ان کا ترتیب وار جواب ہے۔ نیز ان کے پیش کردہ جعلی کتابوں کا پول کھول دیا ہے اور اصلی کتابوں کی وضاحت کی گئی ہے۔

وضاحت لازمی

ہمارے دوست اور کئی دوسرے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ آئمہ اطہار علیہم السلام کو ماننے اور ان سے محبت رکھنے سے امامیہ ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہ تاریخ و روایت کے نقطہ نظر سے بالکل لغو خیال ہے۔

اصل صورت حال یہ ہے کہ۔

امامیہ = اسے کہتے ہیں جو صرف بارہ اماموں کی امامت اور ولایت کو مانے۔ کسی اور کی ولایت یا امامت کو نہ مانے۔ اسے امامیہ کہتے ہیں۔

بارہ امام سے کم یا زیادہ کو ماننے والا امامیہ نہیں کہلاتا مثلاً سہ امامی جیسے زیدیہ ہفت امامی جیسے اسماعیلیہ امامیہ نہیں کہلاتے۔

اسی طرح 12 آئمہ علیہم السلام سے زیادہ لوگوں کو ولی سمجھنے والا امامیہ نہیں کہلاتے۔ جیسے قادریہ، سہروردیہ وغیرہ۔

آئمہ اطہار سے غیر معمولی محبت رکھنے سے امامیہ نہیں بنتا جیسے مذہب شافعی، و حنبلی وغیرہ۔

گویا امامیہ کے لئے ضروری ہے کہ

(ا) بارہ امام کے سوا باقی کسی کی ولایت کو نہ مانے۔

(ب) امامیہ مذہب اختیار کرے۔

امامیہ کیا ہے؟

ہمارے دوست نے تصوف کی تعریف اور تصوف کے ثبوت میں بہت سی آیات احادیث اور اقوال جمع کیئے ہیں۔ اگرچہ تصوف یا صوفیہ کے بارے میں یہ مکمل نہیں پھر بھی ہم انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن ہم حیران ہیں کہ ہمارے دوست نے قرآن، حدیث، کتب اسلاف وغیرہ سے امامیہ ثابت کرنے کی ناکام اور از خود غلط کوشش کی ہے۔ لیکن انہوں نے کسی بھی جگہ یہ نہیں لکھا کہ امامیہ ہوتا کیا ہے؟ امامیہ کی تعریف کیا ہے؟ امامیہ کسے کہتے ہیں؟ امامیہ کے لغوی اور اصطلاحی معانی کیا ہیں؟ ان کے بارے میں ہمارے دوست نے مکمل خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ غالبا اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر امامیہ، اس کی تعریف اور اصطلاحی معنی بتایا جائے تو ان کی قلعی کھل جاتی ہے اور ان کے خواب بکھر جانے کا خطرہ ہے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے امامیہ سے متعلق بتانے سے گریز کرنے میں اپنی عافیت دیکھی چنانچہ اس کے بارے میں چپ سادھ لی۔ ذیل میں ہم امامیہ اور اس کے اشتقاقات پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہیں۔

لفظ امامیہ کا مادہ امام ہے۔

امام کا لغوی معنی

امام پیشوا، سربراہ، سردار، بادشاہ، راہنما یا لیڈر کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ دینی اور روحانی عہدہ اور غیر دینی عہدہ دونوں کے لئے بولا جا سکتا ہے۔ کسی بھی شعبے کے سربرآوردہ شخصیت کو بھی امام کہا جاتا ہے۔ مثلاً

سب سے بڑا، پیغمبر امام المرسلین حضرت محمدؐ

سب سے بڑے مفسر کے لئے امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ

سب سے بڑے متقی امام المتقین حضرت علی علیہ السلام۔

سب سے بڑا محدث امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری۔

سب سے بڑے صوفی امام تصوف حضرت جنید بغدادیؒ۔

غیر دینی عہدے جیسے

(1) امام الہند ابوالکلام آزاد۔

(2) امام لغت امام راغب اصفہانی۔

(3) ظاہر ہے کہ ایسے سربرآوردہ کے لئے امام سمجھنا واجب ہے نہ ضروری! تاہم ان کی مہارت کے اعتراف میں کہنا چاہیے۔

قرآن حکیم میں لفظ امام اور اس کی جمع آئمہ مختلف مفاہیم اور معانی میں استعمال ہوئے ہیں۔ مثلاً دینی یا روحانی سربراہ جیسے۔

(1) **و جعلنا منهم ائمة يهدون بامرنا لما صبروا و كانوا باياتنا يوقنون (السجده 24)**

ترجمہ= ہم نے بعض بنی اسرائیلیوں کو ان کے کچھ عرصہ صبر کرنے پر امام (دینی سربراہ) بنایا جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے اور ہماری نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

(2) **و جعلنهم ائمة يهدون بامرنا (الانبياء 73)**

ترجمہ = ہم نے ان (اولاد ابراہیم) کو امام و پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے۔

(3) **والذين يقولون ربنا هب لنا من ازواجنا وذريتنا قرة اعين و اجعلنا**

للمتقین اماما (الفرقان 74)

ترجمہ = دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا دے۔

(4) **انی جاعلک للناس اماما (البقرہ 124)**

ترجمہ = اے ابراہیم میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔

ان چاروں آیات میں امام دینی سربراہ یا دینی پیشوا کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے بعض نیک اور صابر لوگوں کو بنی اسرائیل کے امام و پیشوا بنانے کا ذکر کیا ہے۔ دوسری آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے جن میں بنی اسرائیل (اولاد حضرت اسحاق) اور بنی اسماعیل دونوں شامل ہیں کے امام و پیشوا بنانے کا ذکر ہے۔ یہاں آئمہ اہل بیت کی امامت سے پہلے کا ذکر ہے۔ کیونکہ اس وقت آئمہ اہل بیت میں سے سوائے حضرت علی اور حسنین علیہم السلام کے باقی موجود نہیں تھے یہ پہلے گزرے ہوئے آئمہ کا ذکر ہے۔

تیسری آیت میں عام مومنین کی دعا کا ذکر ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں کس چیز کی تمنا کرتے ہیں؟ اور اللہ تعالیٰ سے کیا مانگتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ وہ اپنی امامت و پیشوائی و سربراہی چاہتے ہیں۔

چوتھی آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امام بنانے کا ذکر ہے بعد کی آیات میں حضرت ابراہیمؑ کے عادل اور نیک اولاد کو بھی یہ عہدہ دینے کا وعدہ ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد حضرت اسحاقؑ اور حضرت اسماعیلؑ سے پھیلی۔ حضرت اسحاق کی اولاد سے بنی اسرائیل اور حضرت اسماعیل کی اولاد

سے بنی اسماعیل۔ عرب کے لوگ حضرت اسماعیل کی نسل سے اور شام و فلسطین اور مصر کے لوگ حضرت اسحاق کی نسل سے ہیں۔

واضح رہے کہ آئمہ اہل بیت کا تعلق اس قسم کی امام سے ہے، جو ایک دینی عہدہ ہے۔ تمام دنیوی یا طاغوتی گروہ کا سربراہ جیسے

و جعلنا هم ائمة يدعون الى النار (القصص 41)

ترجمہ = ہم نے ان کو (گمراہوں کا) امام (سربراہ) بنایا کہ وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔

(2)وان نکثوا ایمانهم من بعد عهدهم وطعنوا فی دینکم فقاتلو ائمة الکفر انهم لا ایمان لهم ## (التوبه 12)

ترجمہ ۔ اگر یہ لوگ عہد کرنے کے بعد اپنی قسمیں (عہد) توڑ دیں اور تمہارے دین میں تمہیں طعنہ دیں تو تم کفر کے اماموں (سرداروں) سے خوب لڑائی کریں۔

ان دونوں آیتوں میں لفظ آئمہ گروہ یا جماعت کے سربراہ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

آیت نمبر ایک میں ایسے آئمہ کا ذکر ہے جو لوگوں کو خدا کی بجائے شیطان کی طرف اور جنت کی بجائے جنہم کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ گویا۔

والذین کفروا اولیاء هم الطاغوت یخرجونهم من النور الی الظلمات اولئک اصحاب النار هم فیها خلدون (البقر 257)

(ترجمہ = کافر لوگوں کا ولی (مولا، امام) طاغوت شیطان (جنی و انسی) ہیں۔ جو انہیں اجالے (ہدایت) سے تاریکی (گمراہی) کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ یہ جنمی

ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے)

اس قسم کے امام یا آئمہ پر ایمان لانا بھی کوئی ضروری نہیں تا ہم ان سے ہشیار رہنا فرض ہے۔ بصورت دیگر یہ بنی نوع انسان کو گمراہ کیے بغیر نہیں چھوڑتے۔

امام کے مجازی معنی

قرآن حکیم میں لفظ امام کے کچھ ایسے معانی بھی آئے ہیں جو مجازی معنی ہیں۔ مثلاً

(1) **و کل شئی احصینہ فی امام مبین (یس 12)**

(ترجمہ = ہم نے ہر چیز کو ایک صریح و روشن (پیشوا) امام میں گھیر دیا ہے۔

(2)**فانتقمنا منھم وانھم لبا مام مبین (الحجر 79)**

(ترجمہ = ہم نے ان سے (نافرمانی کا) بدلہ لیا اور یہ دونوں بستیاں امام (ایک کھلی ہوئی شاہراہ پر ابھی تک موجود) ہیں

(3) **ومن قبلہ کتاب موسی اماما و رحمۃ (ھود 17) احقاف 12)**

(ترجمہ = اور اس کے قبل موسیٰ کی کتاب توریت (پیشوا) امام اور رحمت تھی۔)

ان آیات قرآن حکیم میں امام مختلف معنوں میں استعمال ہوئے ہیں جو مجازی ہیں۔ اور ان معنوں میں بھی سربر آوردہ کا تصور موجود ہے۔

آیت نمبرا میں امام پیشوا سے مراد لوح محفوظ ہے۔ جسے سب سے بڑی کتاب یا سب سے بڑے لوح ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

آیت نمبر۲ میں قوم عاد و ثمود کو عذاب دینے کا ذکر ہے۔ یہ دونوں قوم

اس راستے پر آباد تھی جو بحیرہ قلزم کے مشرقی کنارے پر شمالاً جنوباً گزرتا تھا رسول اللہ کے زمانے میں تجارتی کاروانوں کی آمد و رفت کی وجہ سے یہ ایک شاہراہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہیں یہی بتایا جا رہا ہے کہ ان کی بچی کھچی نشانیاں اس (امام) شاہراہ پر کھلی ہوئی موجود ہے۔

آیت نمبر ۳ یہ آیت قرآن حکیم میں دو جگہ آیا ہے اور دونوں جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب توریت کا ذکر ہے۔ واضح رہے کہ توریت سب سے پہلی نازل ہونے والی بڑی کتاب ہے۔ زبور ' انجیل اور قرآن کریم اس کے بعد نازل ہوئے ہیں۔

NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

دیکھا آپ نے کہ لفظ امام اور اس کی جمع آئمہ کن کن کے لئے بولا جاتا

مذکورہ بالا آیات میں لفظ امام یا اس کی جمع ائمہ آیا ہے اس سے امام ثابت ہوتا ہے امامیہ ثابت نہیں ہوتا جو ایک مشہور مسلمان فرقہ ہے۔

امامیہ کا لغوی معنی

امامیہ کا لغوی معنی امام کے پیروکار' امام کے تبع یا امام کے طرفدار یا امام کا گروہ ' جماعت یا پارٹی کے ہیں۔ (یاد رہے کہ امام پیشوا' رہنما اور سردار کو کہتے ہیں)

امامیہ کا اصطلاحی معنی

لفظ امامیہ امام کے طرفدار یا پارٹی کو کہتے ہیں لیکن اب یہ لفظ ایک

مخصوص فرقہ کے ساتھ خاص ہو چکی ہے۔ جس طرح اہل سنت (سنت کی پیروی کرنے والا) اہلحدیث (حدیث کی پیروی کرنے والا) ہر اس شخص کیلئے کہہ سکتا ہے جو سنت کی یا حدیث کی پیروکار ہو۔ لیکن اب چونکہ یہ الفاظ خاص فرقوں کیلئے مخصوص ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اب کسی سنت کے پیروکار کو اہلسنت یا سنی کہنا غلط ہے۔ اس طرح حدیث پر عامل کسی شخص کو اہلحدیث نہیں کہہ سکتا کسی دوستدار علی کو شیعہ یا امامیہ نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ اس کو شیعہ یا امامیہ کہہ سکتا ہے جو اس فرقے سے تعلق رکھتا ہو ضروری نہیں کہ وہ اپنے مخصوص فرقے کے تمام اعمال و مشاغل سرانجام دیں۔ یا اس کے تمام معتقدات کو مان لیں۔

یہی حال دوسرے اصطلاحات کی ہے۔ مثلاً صلوۃ دعا کے لئے آتا ہے مگر اب یہ نماز کے ساتھ مخصوص ہو چکا ہے اس طرح اسلام ہر سلامتی والے کام کو کہتے ہیں مگر یہ اب ایک خاص دین کے ساتھ مخصوص ہو چکا ہے لہٰذا اب دعا کے لئے صلوۃ اور امن و سلامتی کے لئے اسلام کہنا بالکل غلط ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ غیر جانبدار لوگ امامیہ کس کو کہتے ہیں۔

امامیہ

اہل تشیع جو سوائے بارہ اماموں کے اور کسی کو صاحب ولایت نہیں مانتے ہیں۔

(فیروز اللغات فارسی صفحہ ۷۷ نور اللغات ص ۳۵۸ جلد اول)

امامیہ

شیعوں کا ایک فرقہ جو بارہ اماموں کے سوا کسی کو صاحب ولایت نہیں مانتا۔
(فیروز اللغات اردو جدید ص ۸۳)

امامیہ = The Shia sect of Muslims. (اردو انگریزی لغات ص ۷۲)

امامیہ = فرقہ شیعہ کہ بجز دوازدہ امام بولایت کسی اعتقاد ندارند (غیاث اللغات ص ۱۰۴)

(امامیہ شیعوں کا ایک فرقہ ہے جو بارہ امام کے سوا کسی کی ولایت کو نہیں مانتا۔)

قارئین گرامی دیکھا آپ نے کہ غیر جانبدار اہل لغت امامیہ کس فرقے کو کہتے ہیں اور ان کا عقیدہ کیا ہے؟ میں قارئین کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ امامیہ فرقے کے کسی بھی فرد سے پوچھ کر معلوم کر سکتے ہیں آپ کو سب کچھ پتہ چل جائے گا کہ وہ میر سید علی ہمدانیؒ کو ولی مانتا ہے یا نہیں۔ حضرت جنید بغدادی سید محمد نور بخش اور دوسرے نور بخشی بزرگوں کو ولی سمجھتے ہیں یا نہیں؟ اس طرح یہ فیصلہ ہو جائے گا۔

قارئین گرامی دیکھا اپ نے امام اور امامیہ کے کیا معنی ہیں؟ اور یہ کس فرقے کا امتیازی نام ہے۔ چونکہ یہ نام خلافت بنی عباس کے زمانے ہی میں ایک خاص مکتبہ فکر کے ساتھ مخصوص ہو چکا تھا۔ اور ہمارے بزرگوں کو اس کا خوب خوب علم تھا اور اس سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے اس کا ذکر

تک نہیں کیا اور نہ ہی کسی نے ہمارے کسی بزرگ کے بارے میں لکھا کہ وہ امامیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ تاآنکہ بعض ترمیم پسندوں نے ہمارے میر سید محمد نور بخش کی وفات کے ۴۷۳ سال بعد ان کی اہم ترین کتاب فقہ احوط پر فقہ امامیہ اور کتاب الاعتقادیہ پر للفرقۃ امامیہ صوفیہ لکھا۔ جب یہ نسخے ان نام نہاد محققین کے ہاتھ لگے جو نور بخشی کتابوں سے واقف نہ تھے۔ محض سرورق دیکھ کر انہیں امامیہ صوفیہ سمجھ لیا۔ یہی وجہ ہے تاریخ اور تصوف کی قدیم ترین کتابوں مثلاً عبدالرحمان سلمی کی طبقات الصوفیہ، گنج بخش کی کشف المحجوب، عطار کی تذکرۃ الاولیاء، سراج کی کتاب اللمع وغیرہ میں ہمارے جن جن بزرگوں کا ذکر ہے انہیں پہلے طبقے کے صوفی، دوسرے طبقے کے صوفی تیسرے طبقے کے صوفی چوتھے طبقے کے صوفی کہہ کر خراج تحسین پیش کئے ہیں۔ اور ان کے اقوال نقل کئے ہیں۔ یہی حال متاخرین کی کتابوں مثلاً ریاض السیاحۃ، روضات الجنان، طرائق الحقائق اور مجالس المومنین وغیرہ کا ہے۔

جن کتابوں میں شیعہ علماء کا تذکرہ ہے ان میں ہمارے بزرگوں کا نام تک نہیں ہے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ نور بخشی سلسلے کے بزرگ صوفیہ ہیں اور وہ بارہ اماموں کے علاوہ بے شمار بزرگوں کی ولایت کے قائل ہیں چنانچہ انہوں نے امامیہ نہ سمجھتے ہوئے ان کا نام شامل نہ کیا۔

قارئین گرامی راقم کا عقیدہ ہے کہ ولایت ایک بہت بڑی نعمت ہے اور عطیہ خداوندی ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ اپنے خاص خاص بندوں کو نوازتا ہے۔ ان کے وجود سے دنیا کبھی خالی نہیں رہتا سلسلہ نوربخشیہ کے شیوخ طریقت کے علاوہ بہت سے بزرگوں کی ولایت کا قائل ہے۔ ہمارا دوست امامیہ پر اصرار زیادہ کرتا ہے۔ شاید ان کا وہی عقیدہ ہو جو امامیہ مذہب کا عقیدہ ہے۔ بہرحال دال میں کچھ کالا ضرور ہے ورنہ وہ اس قدر اصرار نہ کرتا

NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

قرآن سے امامیہ ثابت نہیں ہوتی

ہمارے دوست نے صفحہ 44 سے صفحہ 57 تک ''امامیہ صوفیہ نور بخشیہ کا ثبوت از روئے قرآن'' کے عنوان سے امامیہ کے ثبوت میں 14 آیات اور ان کے ساتھ کئی احادیث نقل کئے ہیں۔ ذیل میں ہم وہ 'آیات' ان کا ترجمہ اور مفہوم دے رہے ہیں۔ جن سے آیات قرآن حکیم اور ان کے مطالب و مفاہیم بالکل واضح ہو کر سامنے آتے ہیں۔ جن سے امامیہ کا اثبات ہرگز نہیں ہوتا۔

آیت نمبر1

یوم ندعوا کل اناس بامامهم فمن اوتی کتابه بیمینه فاولئک یقرؤن ولا یظلمون فتیلا ومن کان فی هذه اعمی فهوفی الاخرة اعمی واضل سبیلا (بنی اسرائیل 72,71)

(قیامت کے دن ہر شخص کو اس کے امام (سربراہ پیشوا) کے ساتھ بلایا جائے گا۔جن کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامے دیئے جائیں گے وہ اسے پڑھیں گے۔ ان پر ذرہ برابر ظلم نہ ہو گا اور جو لوگ دنیا میں اندھے ہوں گے وہ قیامت کے دن بھی اندھے اور زیادہ گمراہ ہوں گے۔)

اس آیت میں امام کا لفظ موجود ہے۔ لیکن یہاں نہ امام کی کوئی فضیلت ہے نہ اس کی کوئی خصوصیت نہ یہاں مذہب کے معنوں میں آیا ہے۔بلکہ اللہ تعالیٰ صاف فرما رہا ہے کہ قیامت کے دن جو باز پرس کا دن ہوتا ہے امام (پیشوا) پیروکار سب کو بلائے جائیں گے۔

آیت نمبر2 ثم اور ثنا الکتاب الذین اصطفینامن عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخیرات باذن الله (الفاطر32)

(جنہیں ہم نے اپنے بندوں سے انتخاب کیا تھا' انہیں وارث کتاب بنایا پس ان میں سے بعض خدا کے اذن سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ بعض راہ

اعتدال اختیار کرنے والے اور بعض نیکیوں میں بازی لے جانے والے ہیں۔)

اس آیت میں بنی نوع انسان کے تین گروہوں کا ذکر ہے جنہیں اللہ تعالیٰ وارثین کتاب الہی بناتا ہے۔

1- پہلا گروہ کتاب الہی کے مطابق عمل کرنے سے قاصر رہتا ہے وہ گناہ میں پڑ کر اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتا ہے۔ اس گروہ میں فاسق، فاجر قسم کے لوگ شامل ہیں جو نفس امارہ کے غلام ہوتے ہیں۔

2- دوسرا گروہ راہ اعتدال اختیار کرتے ہیں یعنی کبھی لغزش بھی ہو جاتی ہے پھر سنبھل جاتا ہے یہ گروہ عام تائب حضرات ہیں اور وہ نفس لوامہ کے مالک ہوتے ہیں۔

3- تیسرا گروہ نیکی و بھلائی میں سبقت لے جانے والا ہے۔ اس گروہ میں آئمہ علیہم السلام اور اولیاء آتے ہیں جنہیں نفس مطمئنہ حاصل ہوتے ہیں۔

اس آیت میں نیکوکاروں اور تائبین کی فضیلت اور بدکاری کی فضیحت کا ذکر ہے اور قرآن حکیم سے متعلق نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امت کی ذمہ داری واضح کی گئی ہے۔ اس آیت کو صرف آئمہ تک محدود کرنا اور صرف انہیں وارث قرار دینا اور باقی امت کو اس سے بری الذمہ بنانا آئمہ اطہار کی توہین اور منشائے خداوندی کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

آیت نمبر 3 فتلقی ادم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم (البقرہ 37)

(آدم نے اللہ تعالیٰ سے چند کلمات سیکھے (جن کی بدولت ان کی) توبہ قبول کی۔ بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔)

ہمارے دوست نے درمنثور اور قندوزی سے یہ ثابت کیا ہے کہ یہاں کلمات سے مراد پنجتن پاک کے اسمائے گرامی ہیں ہماری تحقیق کے مطابق سید محمد نور بخش کا بھی یہی خیال ہے۔

لفظ ہا را گفتہ اند اہل ھدی
بود نام پنجتن آل عباء

(نجم الھدیٰ صفحہ 98)

اس آیت کریمہ سے پنجتن پاک کی فضیلت اور وسیلہ و شفاعت ثابت ہوتی ہے۔

آیت نمبر 4

واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عھدی الظالمین (البقرہ 124)

(جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند کلمات میں آزما لیا وہ آزمائش میں پورے اترے تو فرمایا میں تجھے لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ عرض کیا میری اولاد میں سے بھی بنائیں۔ فرمایا میرا وعدہ ظالموں کو نہیں مل سکتا۔)

ہمارے دوست نے اس آیت کے "عہدی" کا ترجمہ "میرا عہدہ" کیا ہے جو بالکل غلط ہے اگر دیدہ و دانستہ یہ لکھا ہے تو انہیں توبہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس طرح یہ مطلب ہوا کہ خدا نے اپنا عہدہ (اللہ ہونا) کسی عادل کو دے دیا۔ استغفراللہ اور اگر عمداً" نہیں لکھا پھر بھی احتیاطاً" توبہ کرنا اولیٰ ہے۔

باقی اس آیت سے نبی' رسول اور ولی کی طرح امام کے منصب کا ثبوت ملتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ امام یا آئمہ پر اعتقاد رکھنا فرض ہے۔ لیکن ہمارا دوست یہاں بھی یہ سمجھ رہا ہے کہ امام اور امامیہ ایک ہے۔ ایسا سمجھنا ان کے فتور عقل کی علامت ہے۔ کوئی با ہوش و حواس شخص ان دونوں کو ایک نہیں سمجھتا۔

آیت نمبر 5 واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا (آل عمران 103)

(تم سب مل کر خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور جدا جدا مت ہو جاؤ۔)

حبل اللہ سے مراد کی تفسیر میں تفسیر صافی میں موجود امام محمد باقرؑ کی حدیث نقل کی ہے کہ اس سے مراد آل محمد ہے۔

ہمارے دوست اگر اسی آیت کی تفسیر کے لئے حضرت سید محمد نور بخش کی کتاب "انسان نامہ" دیکھتے تو انہیں حدیث نقل کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حبل اللہ کے بارے میں صحیح ترین اقوال چار ہیں 1۔ بعض کے نزدیک حبل اللہ سے مراد کتاب اللہ ہے۔ 2۔ بعض کے نزدیک علمائے شریعت ہیں۔ 3۔ بعض کے نزدیک مشائخ طریقت 4 بعض کے نزدیک اہل بیت رسول ہیں۔ پھر فرماتے ہیں۔

چوں اصح اقاویل اہل تفسیر و تاویل در حبل اللہ چہار است و آن چہار معنی در ذات شریف علی الثانی موجود بود بی اشتباہ آن حضرت حبل اللہ باشد (انسان نامہ صفحہ 14 قلمی نسخہ سید عونعلی الموسوی)

(یعنی حبل اللہ کے بارے میں مفسرین کے چار صحیح ترین باتیں ہیں۔ وہ چاروں حضرت علی الثانی (سید علی ہمدانی) کی ذات گرامی میں پائی جاتی ہیں بے شک آپ ہی حبل اللہ ہیں۔)

یہ ہے میر سید محمد نور بخش کا فیصلہ کہ علماء مفسرین کے ہاں حبل اللہ سے متعلق جو مختلف رائے ہے۔ اصل مصداق ان کے نزدیک کون ہے؟

ویسے بھی اس آیت میں مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد اور یکجہتی کا درس دیا ہوا ہے۔

آیت نمبر 6 فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (النحل 43)

اگر تم نہ جانتے ہو تو اہل ذکر (علماء) سے پوچھ لیا کرو۔

اس آیت میں مسلمانوں کو ایک بہت بڑی اصولی بات بتائی گئی ہے وہ ہے واقف لوگوں سے پوچھنا۔ کیونکہ لا علمی میں کیا جانے والا عمل اور دیا جانے والا جواب عموماً غلط ہوا کرتا ہے اس لئے اہل علم یا اہل خبر سے پوچھنے کا یہاں حکم ہے۔ اگر بات فقہ کی ہو تو فقہا سے، حدیث کی ہو تو محدث سے، ریاضی کی ہو تو

ریاضی دان سے اور سورج چاند سے متعلق ہو تو ماہر نجوم سے' اگر طریقت یا روحانیت سے متعلق ہو تو کسی شیخ طریقت یا علم لدنی کے حامل عالم سے پوچھنا ہوتا ہے۔

ہمارے دوست نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت جابر بن عبداللہ سے حضرت علیؓ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

نحن اهل الذکر (ہم اہل ذکر ہیں)

ظاہر ہے یہاں اہل ذکر سے مراد حضرت علی اور اہل بیت مراد ہے۔

اس طرح انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل ذکر سے مراد رسول اللہ اور ہم اہل بیت ہیں"۔

بات سیدھی سی ہے کہ یہاں رسول اللہ اور اہل بیت رسول کی فضیلت مقصود ہے۔ اس آیت اور مذکور بالا احادیث سے امامیہ کا کیا ثبوت ملتا ہے؟

آیت نمبر7 **وانی لغفار لمن تاب وامن و عمل صالحا" ثم اهتدی** (طہ 82)

(جو توبہ کرے' ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر اس پر ثابت قدم رہے تو ہم اس کو بخشنے والے ہیں۔)

اس آیت میں توبہ کرنے' ایمان لانے اور نیک عمل کرنے کے بعد اس پر ثابت قدم رہنے کے فوائد و ثمرات کا ذکر ہے اور یہ فوائد قبول بارگاہ خداوندی اور عفو و درگزر ہے۔

ہمارے دوست نے اس آیت کی تفسیر میں مشہور تابعی حضرت ثابت البنانی کا قول نقل کیا ہے۔ جس کے مطابق آیت میں اهتدی سے ہم دونوں نے "ثابت قدم رہے" مراد لیا ہے۔ "ولایت اہل بیت" ہے۔

اسی آیت کی تفسیر میں ہمارے دوست نے امام احمد کی روایت نقل کی ہے ایک دن رسول اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن و حسین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔

من احبنی واحب هذین وابا هما وامهما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ

(جو مجھ سے، ان دونوں سے ان کے باپ (حضرت علی) سے اور ماں (حضرت فاطمہ) سے محبت رکھے وہ قیامت کے دن میرے درجے میں ہو گا۔)

اس آیت اور حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ!

☆ اہل بیت رسولؐ سے محبت کی جائے۔

☆ اہل بیتؑ کی پیروی کی جائے۔

☆ پنجتن پاکؑ سے محبت رکھنے والا جنت میں جائے گا۔

اس آیت سے تو پنجتن پاک علیہم السلام کی محبت اور اس کے فائدے ثابت ہوتے ہیں نہ کہ امامیہ کے، جو ایک مشہور مسلمان فرقہ شیعہ اثنا عشریہ کا مخصوص نام ہے۔

آیت نمبر 8 **وجعلها کلمۃ باقیۃ فی عقبہ لعلھم یرجعون** (زخرف صفحہ 28)

(اس کلمے کو اپنی اولاد میں (ہمیشہ) باقی رہنے والا بنا کر گئے تا کہ وہ خدا کی طرف رجوع کریں۔)

اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول نقل ہوا ہے۔ اس سے پہلی آیتوں میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنی قوم اور اپنے چچا سے فرمایا کہ

اننی براء مما تعبدون الا الذی فطرنی فانہ سیھدین (زخرف 27,26)

(میں ان سے بیزار ہوں جن کو تم پوجتے ہو مگر جس نے مجھے پیدا کیا ہے وہی مجھے ہدایت دے گا۔)

ہمارے دوست نے اس آیت کو غلط درج کیا ہے۔ لعلھم کو لعلکم۔ بنا دیا ہے۔ اس طرح قرآنی آیات کو غلط لکھنا ان کی عادت ہے اور ان سے غلط مطلب لینا ان کی مجبوری۔

اس آیت کی تفسیر میں انہوں نے ثابت ثمالی سے حضرت امام زین العابدین کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ

جعل الامامة فی عقب الحسین الی یوم القیامة

(اللہ تعالیٰ نے امام حسین کے صلب میں قیامت تک کے لئے امامت کو رکھ دیا ہے۔)

ثابت جنوبی یا ثمالی کے بارے میں ہمیں علم نہیں لیکن اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آئمہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی نسل سے ہو گا۔ کسی اور کی اولاد سے نہیں ہو گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ثمالی صاحب کا یہ بیان قابل سند نہیں اس سے تو حضرت علی، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کا امام نہ ہونا ثابت ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ شاہ سید نے باب الامت میں اسے جگہ نہیں دی

آیت نمبر9 **قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی** (شوری 23)

(کہہ دیجئے کہ میں تبلیغ رسالت کا صلہ قرابت داروں کی محبت کے سوا تم سے کچھ نہیں مانگتا۔)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل بیت نبوی سے محبت رکھنے کی فرضیت اور ضرورت و اہمیت بیان کیا ہے۔ ہمارے دوست نے یہاں قرابت داروں کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

علی و فاطمة وابناهما

(وہ علی و فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے ہیں۔)

آیت سے تو رسول اللہ کے سارے قرابت داروں کی محبت فرض ہوتی ہے۔ اس حدیث کے ذریعے اس میں یہ تخصیص پیدا کی گئی کہ صرف ان چار حضرات کی محبت فرض ہے باقی کی نہیں۔ بہرحال دونوں سے تو ثابت ہوتی ہے کہ اہل بیت رسول کی محبت فرض ہے۔ نہ کہ امامیہ کی جو ایک مشہور فرقہ ہے

آیت نمبر 10

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا"

(الاحزاب 33)

(اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت کو ہر طرح کی رجس (ناپاکی) سے دور لے جائے اور خوب پاک و پاکیزہ رکھے۔)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل بیت نبوی کو ہر طرح کی نجاستوں' غلاظتوں اور برائیوں سے پاک کرنے کے ارادے کا اظہار فرمایا ہے۔ اس طرح اس سے اہل بیت نبوی کے فضائل و مناقب ظاہر ہوتے ہیں۔ ہمارے دوست نے حسب سابق یہاں بھی ایک حدیث نبوی نقل کی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ آیت پانچ اشخاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ حضرات رسول اللہ' حضرت علی' حضرت فاطمہ' حسن اور حضرت حسین علیہ السلام ہیں۔

اس آیت اور حدیث سے پنجتن پاک کے فضائل و مناقب اور پاکیزگی و طہارت ثابت ہوتی ہے۔ اس میں امامیہ کی طرف کوئی اشارہ تک نہیں ہے۔

آیت نمبر 11 انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنو الذین یقیمون الصلواۃ ویوتون الزکوۃ وھم راکعون (المائدہ 55)

(بے شک تمہارے ولی (آقا) اللہ اور اس کے رسول ہیں اور وہ مومن ہیں جو نماز قائم کرتے اور رکوع کرتے ہوئے زکوۃ دیتے ہیں۔

مفسرین کے مطابق اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت بیان فرمائی ہے یہ ایسی ہے جو آج تک کسی کو حاصل نہیں ہوئی لیکن ہمارے دوست نے اس واقعے کو افسانوی رنگ دینے کی کوشش کی ہے جو قابل مذمت ہے۔

اس آیت کے تحت امالی نامی کتاب کے (خرافات) نقل کر کے علی مرتضیٰ علیہ السلام

کو موجودہ زمانے کے عرب شیخ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایک تو یہ واقعہ ہی غلط ہے کہ شام کا خراج تین سو اونٹ کا بوجھ چاندی اور چار اونٹ کا بوجھ سونا تھا۔ ایک اونٹ کا بوجھ کم از کم 5 من ہوتا ہے۔ اس طرح 5 x 300 = 1500 من چاندی

1500 x 40 = 60,000 سیر چاندی

اور 5 x 4 = 20 من سونا

20 x 40 = 800 سیر سونا

شام حضرت عمر کے زمانے میں فتح ہوئی اور خراج کی وصولی کا آغاز بھی اسی زمانے میں ہوا۔ حضرت عمر کے زمانے میں شام کا کل خراج ایک کروڑ چالیس لاکھ دینار یعنی 5 کروڑ 80 لاکھ روپے تھا۔ (دیکھئے تاریخ الخلفاء صفحہ 394)

کہاں وہ علی مرتضیٰ جس نے دنیا کو تین بار طلاق دی سید محمد نور بخش ان کے اتباع کی ان الفاظ میں تلقین کرتا ہے۔

طلق الدنیا ثلاثا یا فقیر

اقتدا" اتباعا" بالا میر (غزلیات نور بخشی قلمی ص 27)

کہاں یہ علی جس کے انگوٹھی کے نگینے کی قیمت ڈیڑھ ہزار من چاندی اور 20 من سونا ہے۔

آیت بالکل درست ہے۔ اس آیت سے حضرت علی علیہ السلام کی غیر معمولی فضیلت و منقبت ثابت ہوتی ہے۔ اس کا امامیہ (شیعوں کے ایک فرقے کا نام) سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

آیت نمبر 12 ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللّٰہ واللّٰہ رؤف بالعباد۔ (البقرہ 207)

(لوگوں میں ایک شخص ایسا بھی ہے جو اپنی جان کو اللہ کی راہ میں فروخت کرتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا شفقت والا ہے۔)

اس آیت میں حضرت علی کی شب ہجرت جان سپاری کا ذکر ہے۔ جس سے آپ کی فضیلت و منقبت ظاہر ہوتی ہے۔

آیت نمبر 13 یا ایھاالذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ (البقرہ 208)

(اے ایمان والو تم سب اسلام میں پوری طرح داخل ہو جاؤ۔)

یہاں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پورا پورا مسلمان بننے کا حکم دیا یعنی قول فعل، ظاہر باطن ہر لحاظ سے مسلمان ہوں۔

ہمارے دوست نے اس آیت کے تحت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ روایت نقل کیا ہے کہ یہاں اس آیت سے مراد علی اور ان کے بعد والے اوصیاء کی ولایت ہے۔

اس آیت میں تو کسی ولایت و امامت کا ذکر نہیں ہے حدیث امام میں ولایت کا ذکر ہے۔ ولایت اور امامت الگ الگ چیزیں (عہدے) ہیں۔ جن پر ایمان رکھنا واجب ہے نہ کہ امامیہ پر۔

آیت نمبر 14 وقفوھم انھم مسئولون (الصافات 24)

(انہیں ٹھہراؤ (روکو) ان سے پوچھنا ہے۔)

اس آیت کی تشریح میں ابوسعید خدری کی یہ روایت نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ وقفوھم انھم مسئولون عن ولایۃ علی

(روکو انہیں کہ ان سے ولایت علی سے متعلق سوال کیا جائے گا۔)

اس آیت اور حدیث سے حضرت علی کا ولی اللہ ہونا ثابت ہوا ہے۔ جو آپ کی ایک فضیلت ہے۔ اس طرح ولایت علی پر ایمان کا فائدہ ثابت ہے نہ کہ امامیہ

اور آخر میں انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ

"امامت اور امامیہ کا ثبوت بنظر اختصار چودہ آیتوں سے پیش کیا ہے۔ وگرنہ قرآن کا کل چوتھائی حصہ آئمہ طاہرین کی شان میں نازل ہوا۔" ص ۵۷

افسوس ہمارے دوست نے صرف انہی 14 آیات بلکہ آیات کے ٹکڑے پیش کیئے ہیں کیونکہ ان سے امامیہ کا ثبوت نہیں ہوتا اس لئے انہیں باقی آیات پیش کرنے کی جرات نہیں ہوئی۔

حقیقت یہ ہے ہمارا دوست ایم اے اور وفاق المدارس جیسی ڈگری ہولڈر ہے لیکن ان کے پاس صرف ڈگری ہے۔ علم اور عقل نہیں جس کی وجہ سے وہ غلط فہمی کا بار بار شکار ہوتا رہتا ہے۔

الف) وہ امام/آئمہ اور امامیہ کو ایک سمجھتا ہے اسی کج فہمی کی وجہ سے وہ فضائل آئمہ کو فضیلت امامیہ سمجھ بیٹھتا ہے اور اسے بزعم خویش امامیہ کا ثبوت سمجھ لیتا ہے۔ حالانکہ یہ الگ الگ باتیں ہیں۔

ب) کسی ایک یا دو امام کی فضیلت و منقبت کو امامیہ کے فضائل و مناقب قرار دیتا ہے۔ جو انتہائی احمقانہ حرکت ہے۔

ج) پنجتن پاک کی تعریف و تمجید کو امامیہ کی مدح و ثنا سمجھتا ہے۔

د) وہ ولایت اور امامت میں موجود فرق کو نہیں سمجھتا۔ اس لئے ولایت کے بیان کو بھی امامیہ کا دلیل سمجھتا ہے۔

ذیل میں ہم دوست کے پیش کردہ ان آیات کی موضوعاتی درجہ بندی کرتے ہیں۔

ان آیتوں میں سے آیت نمبر 6,5,8 اور 13 سے آئمہ اطہار کے فضائل ومناقب ثابت ہوتے ہیں نہ کہ امامیہ کے۔

آیت نمبر1، نمبر2 اور نمبر4 سے امامت کا ثبوت ملتا ہے جو ایک دینی منصب ہے نہ کہ امامیہ کا جو ایک فرقے کا نام ہے۔ آیت نمبر3 آیت نمبر7 آیت نمبر9 آیت نمبر10 سے پنجتن پاک کے فضائل و مناقب ثابت ہوتے ہیں۔ ان سے امامیہ ثابت نہیں ہوتا جو ایک فرقے کا نام ہے؟

آیت نمبر11، نمبر12 اور نمبر14 سے صرف حضرت علی کے فضائل ثابت ہوتے ہیں نہ کہ امامیہ کے جو ایک مشہور فرقے کا نام ہے۔

واضح رہے کہ ہمارے دوست نے آیت نمبر1 کا ترجمہ اپنی مرضی سے کیا ہے انہیں چاہیے تھا کہ الفاظ آیات سے زائد عبارات کو بریکٹ کے اندر رکھتے تاکہ اصل اور الحاقی عبارات خلط ملط نہ ہو جائیں۔ کیا اس قسم کا کام بد دیانتی نہیں؟

آیت نمبر1 کے بعد ہمارے دوست نے وضاحت کے تحت غلط وضاحت کی ہے۔ اصول اعتقاد یہ باب ولایت کی عبارت سے اثنا عشر ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ دونوں عبارات سے تعداد کا لامحدود ہونا ہی ثابت ہوتا ہے جو بالکل درست موقف ہے اس سے میرے بات کی توثیق ہوتی ہے۔

آیت نمبر چار کا ترجمہ بھی غلط لکھا ہے۔ انہوں نے عہدی کو عہدہ لکھا ہے۔ ہم اپنے دوست سے پوچھتے ہیں یہاں عہد کو عہدہ بنانے سے کیا کفر لازم نہیں آتا؟ اللہ تعالیٰ کا عہدہ کیا ہے؟ اگر یہ عہدہ ظالموں کو نہیں مل سکتا تو کیا عادل لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا عہدہ (منصب) (نعوذ باللہ) مل سکتا ہے؟

آیت نمبر13 غلط لکھا ہے۔ اسی طرح اس سے متعلق حدیث بھی غلط لکھی گئی ہے نیز اس کا ترجمہ بھی غلط لکھا ہے۔

آیت نمبر 14 سے متعلق حدیث بھی غلط اور اس کے ترجمے میں اپنی طرف سے خیانت کی ہے۔

قارئین گرامی! آپ خود فیصلہ کریں کہ ان آیات سے تو رسول اللہؐ حضرت علی پنجتن پاک اور آئمہ اطہار کے فضائل و مناقبت اور ان سے تمسک کی ضرورت و اہمیت ثابت ہوتے ہیں جس پر ہم غیر متزلزل یقین رکھتے ہیں ان آیات سے امامیہ کا کس طرح ثبوت ملتا ہے؟ وہ کونسی عبارت ہے جس سے امامیہ کے فضائل وضاقب تو رہنے دیں' جواز ثابت ہوتی ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم جس وقت نازل ہوا اس وقت امامیہ (فرقہ) وجود میں آیا ہی نہیں تھا اس کے حق میں قرآن کی آیات یا آیت کے ٹکڑے پیش کرنا ہمارے دوست کی کج فہمی قرآنی بصیرت و تاریخی حقائق سے محرومی کی دلیل ہے۔

ذیل میں ہم اپنے دوست سے درج ذیل سوال کرتے ہیں کہ:

1- کس آیت کی کس لفظ اور کس جملے سے لفظ امامیہ ثابت ہوتا ہے جو ایک معروف اسلامی فرقے کا نام ہے؟

2- آیت نمبر2 اور نمبر5 کے پیش نظر کیا ہم قرآنیہ/اہل قرآن کتابیہ یا کلامیہ بھی کہلا سکتے ہیں؟

3- فضائل علی علیہ السلام فضائل پنجتن پاک یا فضائل آئمہ اطہار علیہم السلام سے امامیہ کا اثبات کس طرح ہوتا ہے جو ایک مسلمان فرقے کا اسم علم ہے؟

4- امامت کا سلسلہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی نسل سے ہونے سے امامیہ کا کیا تعلق ہے جو ایک مشہور فرقے کا اسلم علم ہے؟

5- حب علیؑ، محبت اہل بیتؑ یا مودت آئمہؑ سے امامیہ کیسے ثابت ہوتا ہے؟

6- آئمہ اطہار کی محبت سے امامیہ کہلانا ضروری یا جائز ہو جاتا ہے تو امامیہ فرقہ کے سوا دوسرے مسلمان فرقے مثلاً شافعی وغیرہ کیوں امامیہ نہیں کہلاتے جو ان کی محبت رکھتے ہیں؟ انہیں ایسا کرنے کی تحریک کیوں نہیں چلاتے؟

7- قرآن حکیم نازل ہوتے وقت امامیہ فرقے کی تشکیل تک نہیں ہوئی تھی بھلا ایک غیر متشکل فرقے کے اثبات میں آیات کیوں کر نازل ہوئے؟

8- کیا یہ آیات ہمارے بزرگوں کے پیش نظر نہ تھے اگر یہ ان کے پیش نظر تھے تو انہوں نے خود امامیہ کیوں نہ لکھا؟ حالانکہ انہوں نے ان میں سے بعض آیات کی توضیح و تشریح بھی کر دیئے ہیں۔ مگر انہیں ان میں لفظ امامیہ نظر نہ آیا کیا ہمارا دوست ان بزرگوں سے زیادہ قابل اور زیادہ عالم ہے جو ایسی دور از کار موشگافیاں کرتا پھرتا ہے؟

احادیث سے امامیہ ثابت نہیں ہوتا

قرآنی آیات سے لفظ امامیہ کا ناکام ثبوت پیش کرنے کے بعد انہوں نے احادیث نبوی سے بھی غلط مطلب اخذ کرنے کی کوشش کی ہے جو کسی بھی پڑھے لکھے صحیح الدماغ شخص کو ہرگز زیب نہیں دیتا یہاں بھی انہوں نے 14 احادیث جمع کیے ہیں۔

ذیل میں ہمارے دوست کے پیش کردہ احادیث نبوی پیش کی جا رہی ہیں جن سے امامیہ ثابت کرنے کی ہمارے دوست نے ناکام کوشش کی ہے۔

پہلے ہم دوست کے پیش کردہ احادیث اور ان کا ترجمہ پیش کرتے ہیں پھر ان کی وضاحت کرتے ہیں۔

حدیث نمبر1

حضرت جبیر بن مطعم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ کیا میں تمہارا ولی (مولا) نہیں ہوں؟ عرض کیا گیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! فرمایا مجھے عنقریب اللہ تعالیٰ بلا لے گا میں اسے قبول کروں گا

فانی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی اھلبیتی فانظروا کیف تخلفونی

(پس میں تمہارے درمیان (نفیس اور) گرانقدر دو چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ قرآن اور میری عترت اہل بیت۔ خیال رکھو کہ تم ان دونوں کی کیسی پاسداری کرتے ہو۔)

اس حدیث نبوی میں اللہ کے رسول نے قرآن و اہل بیت سے وابستہ رہنے کی وصیت کی ہے۔ اسی طرح کی روایات اور بھی ہیں۔ جن میں کتاب اللہ پر کبھی سنتی (میری سنت) کبھی اصحابی (میرے صحابہ) بھی آتے ہیں۔ اس حدیث سے متعلق آیت نمبر5 کے تحت بحث آچکا ہے۔

حدیث نمبر2: حضرت جابر کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ:

توسلوا بمحبتنا الی اللہ واستشفعوا بنا فان بنا تکرمون و بنا تحیون و بنا ترزقون فلذا غاب منا غائب فمحبونا امنائنا غدا کلھم فی الجنۃ

ہماری محبت کو اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ (ذریعہ) بناؤ اور شفاعت چاہو۔ کیونکہ تمہاری عزت اور زندگی ہماری وجہ سے ہے اور تمہاری روزی کا ہم سبب ہیں۔

جب ہم میں سے کوئی غائب ہو جائے تو ہمارے دوستدار ہمارے رازدار ہیں وہ قیامت کے دن جنت میں ہوں گے۔)

اس حدیث نبوی سے محبت رسول اور آل رسول کی اہمیت و افادیت ظاہر ہوتی ہے اور قیامت کے دن ان کی کامیابی کی بشارت ملتی ہے۔

حدیث نمبر3: حضرت جابر ہی رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا

من احب ان یتمسک بالعروۃ الوثقی فلیتمسک بحب علی بن ابی طالب و اھل بیتی

(جو عروۃ الوثقی (حبل اللہ) کو تھام لینا چاہے اسے چاہئے کہ علی بن ابی طالب اور میرے اہل بیت کی محبت کو تھامے رکھے۔)

اس حدیث نبوی میں حضرت علی اور اہلیت نبوی سے محبت کرنے اور اس محبت پر قائم رہنے کا صریح حکم ہے۔

NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

حدیث نمبر4: حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **انا اول الناس شافعا ثم علی ثم ذریتی ثم محبونا یدخلون الجنۃ بغیر حساب لا یسئلون عن ذنبھم بعد المعرفۃ والمحبۃ**

(میں پہلا شافع ہوں گا پھر علی پھر میری اولاد اور پھر میرے محب۔ وہ بلا حساب کتاب جنت میں جائیں گے۔ ہماری معرفت اور محبت کے بعد ان سے گناہوں کی کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔)

1- اس حدیث سے رسول اللہ، حضرت علی اور اہل بیت کی شفاعت ثابت ہوتی ہے۔

2- رسول اللہ، حضرت علی، اہل بیت اور ان کے دوستداروں کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

3- محبت و مودت اہل بیت کے فائدے ظاہر ہوتے ہیں۔

یہاں محبت اہل بیت کی تاکید کے لیے ایسا بیان ہے۔ اس کا مطلب یہ

نہیں کہ محب اہل بیت کا حساب ہی نہیں ہو گا ایسا سمجھنا قرآن، اسلامی عقائد اور اصول اعتقادیہ کے خلاف ہے پھر فمن یعمل مثقال ذرۃ، المیزان حق، پل صراط اور حشر و نشر کا کیا معنی ؟

حدیث نمبر5 : حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا
انا میزان العلم و علی کفتاہ و الحسن و الحسین خیوطہ والفاطمۃ علاقتہ والائمۃ من بعدی عمودہ یوزن اعمال المحبین لنا والمبغضین علینا
(میں علم کا ترازو ہوں علی اس کے پلڑے ہیں حسن و حسین اس کی ڈوریاں اور فاطمہ اس کی چوٹی اور میرے بعد آنے والے آئمہ اس کا ستون ہیں۔ اس ترازو میں ہمارے دوستوں اور دشمنوں کے اعمال تولے جائیں گے۔)

1- اس حدیث سے پنجتن پاک اور آئمہ اہل بیت کی اہمیت و فضیلت کا بیان ہے۔
2- اس سے "المیزان حق" کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

اس حدیث سے آپ کا پیش کردہ حدیث نمبر4 کی تردید ہوتی ہے جہاں سوال و جواب کی نفی آئی ہے اور بلا حساب کتاب جنت میں جانے کی بشارت دی گئی ہے اگر اسے مانا جائے تو ترازو کا کیا مصرف ؟

حدیث نمبر6 : حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :

انا معشر بنی مطلب سادۃ اھل الجنۃ انا و علی و حمزۃ و جعفر والحسن والحسین والمھدی
(ہم اولاد عبدالمطلب کا گروہ اہل بہشت کے سردار ہیں یعنی میں علی، حمزہ، جعفر، حسن، حسین اور مہدی۔)

1- اس حدیث میں رسول اللہ، حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت جعفر طیار، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور حضرت امام مہدی علیہم السلام کا ذکر ہے اور انہی کی فضیلت و مناقب ہے۔

حدیث نمبر7: حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

حب آل محمد یوما خیر من عبادة سنة ومن مات علیه دخل الجنة

(آل محمد کی محبت میں ایک دن ایک سال کی عبادت سے افضل ہے۔ جو اس پر مرے وہ جنت میں جائے گا۔)

1- اس حدیث نبوی میں آل محمد کی فضیلت بیان ہوتی ہے۔
2- آل محمد کی محبت کی اہمیت اور افادیت کا اظہار ہے۔
3- یاد رہے کہ سید محمد نور بخش کے نزدیک مرشد کامل بھی ارشاد نبوی کل تقی آلی کے تحت آل محمد ہے (الفقہ الاحوط صفحہ 214)

حدیث نمبر8: حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مثل اهل بیتی کمثل سفینة نوح من تعلق بها نجی ومن تخلف عنها دخل فی النار

(میری اہل بیت کشتی نوح جیسی ہے جو اس میں سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ جہنم میں جا گرا۔)

اس حدیث سے اہل بیت اطہار سے وابستگی کی اہمیت و افادیت ظاہر ہوتی ہے اور اس کے اخروی فائدے کا اظہار ہے۔

حدیث نمبر9: حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

الزموا مودتنا اهل البیت فان من لقی اللّٰہ وھویودونا دخل الجنۃ معنا والذی نفس محمد بیدہ لاینفع عبداً عملہ الا بمعرفۃ حقنا

(ہم اہل بیت کی دوستی کو لازم پکڑو۔ جو ہماری مودت کے ساتھ جان بحق ہوا وہ ہمارے ساتھ جنت میں جائے گا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے کسی کو بھی ہمارے حقوق کی معرفت کے بغیر اس کا عمل کچھ فائدہ نہ دے گا۔)

1- اس حدیث میں اہل بیت سے محبت کرنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کا واضح حکم ہے۔ جس سے کوئی بھی راسخ العقیدہ مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔

2- محبت اہل بیت اطہار کی فضیلت اور اس کے فائدے کا تذکرہ ہے۔

حدیث نمبر10: رسول اللہ کے غلام حضرت ابی رافع روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: من لم یعرف حق علی فھو احد من الثلاثۃ اما الزانیۃ او حملتہ امہ فی غیر طھر او منافق۔

(جو شخص علی کے حق کو نہ پہچانے وہ ان تین میں سے ایک ہے۔ یا تو اس کی ماں زنا کار ہے، یا اس کی ماں ایام غیر طہر میں حاملہ ہوئی یا وہ منافق ہے۔)

--- اس حدیث رسول میں عرفان علی کا ذکر ہے۔

--- حضرت علی علیہ السلام کی معرفت نہ رکھنے کی وعید کا ذکر ہے۔

حدیث نمبر11: حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

علی باب حطۃ من دخل فیہ کان مومنا ومن خرج عنہ کان کافرا"

(علی (بنی اسرائیل کے) باب حطہ کی مانند ہے جو اس میں داخل ہوا وہ مومن

ہے اور جو اس سے باہر رہا وہ کافر ہے۔)

- اس حدیث سے صرف حضرت علی کی فضیلت ثابت ہے۔
- فضیلت علی کے ساتھ آپ سے وابستگی کی ضرورت و اہمیت کا اظہار ہوتا ہے۔

حدیث نمبر 12: حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اتنے میں حضرت علی تشریف لائے۔ پس رسول اللہ نے فرمایا۔ هذا حجتة الله علی امتی یوم القیامتة عندالله

یہ (علی) قیامت کے دن میری امت پر خدا کی حجت ہوگا۔

اس حدیث سے بھی حضرت علی کی فضیلت ظاہر ہے۔

حدیث نمبر 13: حضرت ابوامامہ باہلی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

یاتی الناس یوم القیامتہ بالاعمال ولاینفعہم الامن قبلت انا و علی بن ابی طالب عملہ بعد قبول الامامتہ

(قیامت کے دن لوگ اپنے اپنے عمل لے کر آئیں گے۔ مگر وہ اعمال انہیں کچھ نفع نہ دیں گے، بجز اس عمل کے جسے میں اور علی امامت قبول کرنے کے بعد کسی سے قبول کریں۔)

اس حدیث میں بھی حضرت علی کی فضیلت و منقبت اور آپ کی محبت و مودت کا ذکر ہے۔

حدیث نمبر 14: حضرت فاطمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: من کنت ولیہ فعلی ولیہ ومن کنت امامہ فعلی امامہ

(جس کا میں ولی (آقا) ہوں اس کا علی آقا ہے اور جس کا میں امام ہوں اس کا علی امام ہے۔

اس حدیث میں بھی رسول اللہ نے حضرت علی کی فضیلت و منقبت بیان فرمایا ہے۔

قارئین گرامی! دیکھا آپ نے ہمارے دوست کے دلائل و براہین! ان احادیث سے آخری پانچ احادیث میں صرف اور صرف حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی فضیلت و منقبت بیان ہے۔ باقی تمام احادیث میں اہل بیت نبوی کے فضائل و مناقب اور ان کی دوستی و محبت کا بیان ہے۔ بھلا ان احادیث کے کس لفظ اور کس عبارت سے امامیہ کا ثبوت ملتا ہے؟

ذیل میں ہمارے دوست کے پیش کردہ احادیث کے مطالب پیش کئے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر1: میں رسول اللہ نے قرآن و اہل بیت سے متمسک کرنے اور ان سے وابستہ رہنے کا حکم دیا ہے۔

حدیث حضرت نمبر2: میں محبت اہل بیت کو خدا تک پہنچانے کا وسیلہ فرمایا ہے۔

حدیث نمبر3: میں حضرت علی اور اہل بیت رسول سے محبت کرنے کا ذکر ہے۔

حدیث نمبر4: میں رسول اللہ، حضرت علی، اہل بیت نبوی اور دوستداران اہل بیت کی بروز قیامت شفاعت کا ذکر ہے۔

حدیث نمبر5: اہل بیت رسول اور آئمہ اہل بیت کو میزان (ترازو) قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر6: اولاد عبدالمطلب کی فضیلت کا بیان ہے اور رسول اللہ، حضرت علی، حضرت حمزہ، حضرت جعفر، حضرت حسنین اور حضرت مہدی کا الگ الگ نام لیا ہے۔

حدیث نمبر7: آل محمد کی محبت کی فضیلت کا بیان ہے۔

حدیث نمبر8: اہل بیت نبوی کو کشتی نوح سے تشبیہ دی گئی ہے۔

حدیث نمبر9: محبت و معرفت اہل بیت کا حکم ہے۔

حدیث نمبر10: حق علی کو نہ پہچاننے کی وعید کا بیان ہے۔

حدیث نمبر 11 : حضرت علی کو بنی اسرائیل کے باب حطہ سے تشبیہ دی ہے اور آپ سے وابستگی کی ہدایت ہے۔

حدیث نمبر 12 : اس حدیث میں حضرت علی کو خدا کی حجت فرمایا گیا ہے۔

حدیث نمبر 13 : قیامت کے دن امامت علی قبول کئے بغیر کردہ اعمال کا حال درج ہے۔

حدیث نمبر 14 : حضرت علی کو حاکم (ولی) اور امام جاننے کا حکم ہے۔

یہ ان احادیث کا لب لباب ہیں جن سے ہمارے دوست نے امامیہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ان احادیث کی موضوع کے لحاظ سے درجہ بندی یوں ہوتی ہے کہ :

حدیث نمبر 1 میں قرآن اور اہل بیت سے وابستگی کا حکم ہے۔

حدیث نمبر 2,3,4,5,7,8,9 میں مختلف پیرایوں میں اہل بیت نبوی کی فضیلت و مناقب اور اہمیت و ضرورت کا بیان ہے۔ واضح رہے کہ اہل بیت سے مراد صرف اور صرف حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین مراد ہیں۔

حدیث نمبر 6 میں اولاد عبدالمطلب (خاندان رسول مقبول) کی فضیلت کا بیان ہے

حدیث نمبر 13,12,11 اور 14 میں صرف حضرت علی کے فضائل و مناقب اور اہمیت و مرتبہ کا ذکر ہے۔

1- ہمارا دوست خود بتائیے کہ ان حادیث کے کس لفظ/عبارت سے امامیہ ثابت ہوتا ہے جو ایک مسلمان فرقے کا نام ہے؟

2- اگر اہل بیت سے تمسک کی بناء پر امامیہ کہلایا جائے تو کیا قرآن سے تمسک کی بناء پر کتابیہ یا قرانیہ یا کلامیہ بھی کہلایا جائے گا اگر کہلایا جا سکتا ہے تو اس پر زور کیوں نہیں دیتے؟ اگر نہیں کہلا سکتا تو امامیہ کہلانے کی تحریک کیوں چلاتے ہیں؟

3- اگر محبت اہل بیت کی بناء پر امامیہ کہلانا ضروری ہے تو دنیا بھر میں پھیلے ہوئے غیر شیعہ اثنا عشریہ مسلمان فرقے کیوں امامیہ نہیں کہلاتے حالانکہ وہ بھی اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں؟

4- فضائل علیؑ، فضائل اہبیت یا فضائل آئمہ علیہم السلام سے بھلا کیوں کر امامیہ کا جواز پیدا ہوتا ہے؟

5- معرفت علی اور معرفت آئمہ سے امامیہ کیسے ثابت ہوتا ہے جو ایک معروف فرقے کا نام ہے؟

6- مسئلہ شفاعت ایک مسلمہ حقیقت ہے آئمہ کی شفاعتؑ کے ماننے سے امامیہ کا جواز پیدا ہوتا ہے تو کیا قرآن، اعمال صالحہ اور مومنین کی شفاعت پر اعتقاد رکھنے پر قرآنیہ، صالحیہ وغیرہ وغیرہ بھی جائز ہے؟ اگر ہے تو اس کے لئے آواز کیوں نہیں اٹھاتے؟ اگر نہیں ہے تو امامیہ کیلئے یہ شور کیوں؟

7- یہ ساری احادیث اور ان کے علاوہ بھی سینکڑوں ہماری کتابوں میں موجود ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے یہ احادیث فضائل و مناقب علیؑ، اہل بیت اور آئمہ میں نقل کیے ہیں۔ کس بزرگ نے ان سے امامیہ ثابت کیا ہے؟

8- اگر ہمارے بزرگوں نے یہ احادیث کتابوں میں لکھ کر ان سے امامیہ اخذ نہیں کیا تو آج آپ اور ہم کون ہوتے ہیں جو اسے دین کے نام کا جزو بنانے کی تحریک چلانے لگیں؟

دراصل یہ ہمارے دوست کی عقل اور فہم و فراست کے فتور کا شاخسانہ ہے جو ان کی بڑی مجبوری بھی ہے۔ کیونکہ عہد رسالت میں ابھی امامیہ فرقے کی تشکیل بھی نہیں ہوئی تھی۔ ایسے وقت میں رسول اللہ کی زبان مبارک سے اس کی مدح و ثنا یا اثبات ممکن ہی نہیں تھا۔ چنانچہ ہمارے دوست نے ان احادیث کو امامیہ کی تعریف و تمدیح سمجھ لیا جن میں حضرت علی یا کسی اور اہل بیت نبوی کا ذکر موجود ہو۔ حالانکہ ان سے کوئی فاتر العقل ہی امامیہ کا اثبات کر سکتا ہے۔

قارئین گرامی! ہمارے دوست نے یہ ساری احادیث حضرت امیر کبیر میر

سید علی ہمدانی کی مودت القربیٰ سے لیئے ہیں۔ یہ کتاب فضائل اہل بیت کے موضوع پر ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی حضرت علی کی فضیلت میں السبعین اور اربعین فی فضائل امیرالمومنین کے عنوانوں سے دو مزید کتابیں بھی ہیں۔ اول الذکر میں 70 احادیث اور ثانی الذکر میں 40 احادیث ہیں اول الذکر شائع ہو چکی ہے۔ ان کتابوں میں امامیہ کا کوئی ذکر نہیں۔ غالباً" ہمارے سلسلے کے سبھی بزرگ ان احادیث سے خوب خوب واقف رہے ہیں۔ بعض احادیث انہوں نے اپنی کتابوں میں نقل کئے ہیں اور حضرت علی و اہل بیت نبوی کو خراج عقیدت پیش کئے ہیں۔ لیکن انہیں ان سے امامیہ کی بو بھی نہیں ملی۔ آج ہمارا دوست ہمارے بزرگوں سے زیادہ عالم و عارف' ذہین بن بیٹھا ہے اور دور از کار باتیں ان کی طرف منسوب کر کے سادہ لوح نور بخشیوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

بہترین موقعہ یہی تھا کہ مودۃ یا مذکورہ بالا کتابوں میں فضائل و مناقب آئمہ کے بعد لکھ دیا جاتا کہ میرا مذہب امامیہ ہے یا لوگو مذہب امامیہ اختیار کرو۔ آج حضرت امیر کبیر کی وفات کے 628 سال اور سید محمد نور بخش کے 545 سال بعد یہ لفظ ان پر چسپاں کرنا کتنا بڑا ظلم ہے؟

کتب اسلاف کے دلائل کا رد

غلط فہمی:

ہمارے دوست نے امامیہ کا ثبوت از روئے کتب اسلاف کے تحت بہت سی "ٹامک ٹوئیاں" کی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

دلیل نمبر 1: سید قاسم شاہ کی شائع کردہ کتاب الاعتقادیہ کے سرورق (جلد) پر یہ لفظ آیا ہے۔

دلیل نمبر 2: حمزہ علی ولد خلیل محمد نے فلاح المومنین میں یہ لفظ لکھ دیا ہے۔

دلیل نمبر 3 : ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر بخاری نے سید علی ہمدانی میں شاہ ہمدان کا مذہب صوفیہ امامیہ لکھا ہے۔

دلیل نمبر 4 : فیض بخش نے مصابیح الاسلام میں یہ لفظ لکھا۔

دلیل نمبر 5 : فقہ احوط کے متعدد نسخوں میں سے ایک نسخے پر یہ نام آیا ہے۔

دلیل نمبر 6 : مرحوم سید عون علی الموسوی نے تحفتہ الاحباب کے حوالے سے یہ نام لکھا ہے۔

دلیل نمبر 7 : رسالہ امامیہ دعوات صوفیہ کے پرانے نسخے پر یہ نام آیا ہے۔

دلیل نمبر 8 : دارالشکوہ نے مجمع البحرین میں یہ نام درج کیا ہے۔

دلیل نمبر 9 : لغت کی کتابوں میں امامیہ کی تعریف ہے۔

دلیل نمبر 10 : کتاب نور بخشیہ میں یہ نام آیا ہے۔

ہمارے دوست کو شکر کرنا چاہئے کہ یہ لفظ نور بخشی بزرگوں سے نہ سہی عام قسم کے لوگوں سے مل ہی جاتا ہے۔ مشہور فارسی ضرب المثل "جوئندہ یا بندہ" کے تحت ثبوت مل ہی گیا ثبوت میں جان نہ ہو تو کوئی بات نہیں۔ اگر ثبوت ثبوت بننے کے قابل نہیں تو کوئی ہرج نہیں۔

ہمارے دوست کے دلیل نمبر 1 وہی رات بھر کے مباحثے کا حاصل ہے۔ ہمارے دوست اور ہم سب اس پر متفق ہیں اور میں نے جو رپورٹ لکھی ہے اس میں بھی میں نے کھلے دل سے اس کا ذکر کیا ہے۔ بورڈوں کا ذکر بھی کرنا چاہئے تھا تاکہ اپنے ہم خیالوں کی خوشیاں دوبالا ہوتیں۔ گو یہ الگ بات ہے کہ بورڈ لگانے کا رواج ابھی تک ہمارے ہاں مقبول نہیں آج سے بہتر سال پہلے بلتستان میں بورڈ کہاں تھا؟ واضح رہنا چاہئے کہ سید قاسم شاہ کھرکوی نے غیر قانونی اور غیر آئینی طور پر سید محمد نور بخش کی کتاب اصول اعتقادیہ کے جلد پر امامیہ درج کیا ہے۔ ایسا کرنے کا نہ انہیں کوئی حق پہنچتا ہے اور نہ ہی یہ کوئی قابل استناد ہے۔ حضرت سید محمد نور بخش کا انتقال 869 ھ میں ہوا۔ ان کی

وفات کے 473 سال بعد اس کی جلد پر یہ لفظ لکھ دینا ان کی بد دیانتی ہے۔ ایک ثابت شدہ بد دیانت عمل کو سر آنکھوں پر بٹھانا ہمارے دوست کو بھی بد دیانت بناتا ہے اور یہ ایسی بد دیانتی ہے جو مسلمان کو منافق بناتا ہے۔

یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث میں فرمایا ہے کہ منافق کی تین علامتیں ہیں۔

(1) جھوٹ بولنا (2) امانت میں خیانت کرنا (3) وعدہ خلافی کرنا۔

ہمارے بزرگوں کی کتابیں ہمارے پاس امانت ہیں۔ ان میں قطع برید خیانت ہے۔ جو اس کی حمایت کرے وہ از روئے قانون اور اصول شریک جرم ہے

۱ کیا کوئی ایسا نسخہ ہے جس پر مصنف نے خود صوفیہ امامیہ لکھا ہو؟
۲ کسی بددیانت کی بددیانتی پر اعتبار کرنے کی دنیا میں کوئی مثال ہے؟
۳ دنیا میں سہو رقم (جلد) پر لکھی عبارت پر عمل کرنے کی کوئی نظیر ملتی ہے؟
پھر امامیہ پر اس قدر اصرار کی کیا بنیاد ہے؟

دلیل نمبر 2 کا جواب یہ ہے کہ حاجی حمزہ علی ہی وہ مرد مجاہد ہے جنہوں نے مذہب صوفیہ نور بخشیہ کے ساتھ لفظ امامیہ کی پیوند کاری کا ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا اور اپنی معرکۃ الاراء کتاب نور المومنین لکھی تھی۔ جو اب تک ہمارے دوست کے منہ پر طمانچہ بنا ہوا ہے جس سے وہ تلملاتا رہا ہے۔ نور بخشیہ کا نام صوفیہ تقریباً ایک ہزار بار لکھا ہے ایک بار سہو قلم سے لفظ امامیہ نکل گیا تو ہمارے دوست نے اسی کو اپنے لئے مال غنیمت سمجھ لیا اور سوچے سمجھے بغیر اسے نقل کر کے ثبوت ملنے کا دعویٰ کر بیٹھا۔ انہیں چاہئے تھا کہ ان کی کتاب میں ہزار بار صوفیہ آیا ہے۔ یہاں ایک جگہ یہ امامیہ کیوں آیا؟ کہیں کسی نے اسے یہاں لگا تو نہیں دیا یا اس کی وجہ کیا ہے؟

لو ہمارے دوست کے لئے ہم عرض کئے دیتے ہیں کہ اسی ایک جگہ اخوند مرحوم نے کیوں درج کیا ہے؟ ان کی اپنی زبانی اس کی وجہ یوں ہے لکھتے ہیں:

صوفیہ نور بخشیہ کی کسی کتاب یا رسالہ میں شیعہ یا امامیہ درج ہوئے ہوں وہ محض دوستداری پارٹی کی وجہ سے ہے۔ بلکہ اس نحیف نے بھی فلاح المومنین میں لکھا ہے کہ بلحاظ دوستداری آئمہ طاہرین (نورالمومنین صفحہ 10)

قارئین کو چاہئے کہ اصل نقطہ نظر کے لئے نور المومنین کا مطالعہ فرمائیں۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

دلیل نمبر 3 : ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر نے شاہ ہمدان کے مذہب کو صوفیہ امامیہ کبھی نہیں کہا۔ یہ ہمارے دوست نے سادہ لوح نور بخشیوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے جھوٹ باندھا ہے۔ دراصل یہ عبارت "اعیان شیعہ" وغیرہ کے ایرانی شیعہ مولفین کا دعویٰ ہے جبکہ سیدہ اشرف ظفر نے آپ کو باصفا صوفی پاک باز عارف صاحب نظرولی لکھا ہے۔ دیکھئے سید علی ہمدانی صفحہ 169

لیکن ہمارے دوست کو چاہئے کہ اب نور بخشی نوجوان پڑھ لکھ کر بہت باشعور ہیں۔ انہیں غلط حوالوں سے گمراہ کرنا ان کے بس میں نہیں ہے۔

دلیل نمبر 4 : فیض بخش سے منسوب مصابح الاسلام کے بارے میں اسی کتاب کے اگلے صفحات پر مکمل تحقیقی بحث موجود ہے۔ یہ سراسر جعلی کتاب ہے جس کا مصنف مجہول (نامعلوم) ہے شاہ قاسم فیض بخش کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

دلیل نمبر 5 : فقہ احوط کے متعدد نسخوں میں سے صرف ایک کا ہمارے دوست نے حوالہ دیا ہے۔ اس کے بارے میں آگے بحث آ رہی ہے وہاں رجوع کریں یہ دلیل بن ہی نہیں سکتا۔ ایسے مبہم ناقابل فہم باتیں کوئی دیوانہ ہی بول اور لکھ سکتا ہے اور یہ دیوانے کے بڑ سے زیادہ نہیں ہے۔

دلیل نمبر 6 : مرحوم سید عون علی کے فتوے کا ذکر آگے آ رہا ہے وہاں رجوع کریں۔ باقی تحفہ الاحباب میں یہ لفظ کہیں موجود نہیں ہے۔

نمبر ۴:۔ ہمارے دوست نے دعویٰ کیا ہے کہ رسالہ امامیہ اور دعوات صوفیہ کے پرانے نسخوں پر یہ لفظ موجود ہے۔ قارئین سے مخفی نہیں کہ دعوات الصوفیہ اور

رسالہ امامیہ کے سینکڑوں نسخے پائے جاتے ہیں کسی بھی پرانے نسخے پر یہ لفظ موجود نہیں ہے۔ بلکہ دعوات صوفیہ کے تمام قلمی و مطبوعہ نسخوں کے متن میں چودہ کلمات قدسیہ کے ضمن میں مذہب کا نام واضح طور پر صوفیہ لکھا ہوا ہے۔ البتہ بعد میں لکھے گئے کسی نسخے کے جلد پر یہ لفظ ہو تو یہ دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ سینکڑوں نسخوں کے متن کو طاق نسیان میں رکھ کر ایک نسخے پر عمل کرنا کہاں کا انصاف ہے نیز یہ کلیہ مسلمہ ہے کہ:

للاکثر حکم الکل حکم اکثر کے لئے ہو گا۔نہ کہ ایک کو اکثر پر ترجیح دی جائے گی۔

ہمارے دوست کے مطابق وہاں "موافق مذہب فرقہ ناجیہ امامیہ عرف نام نور بخشیہ" لکھا ہوا ہے تو ہمارے دوست کو اپنے مذہب کا نام صرف امامیہ نور بخشیہ لکھنا چاہئے کیونکہ ان پر صوفیہ ہے نہیں نیز ناجیہ بھی ملا کر ناجیہ امامیہ نور بخشیہ لکھنا اور کہلوانا چاہئے۔ **سا تھ ہی عرف کو ملا کر ناجیہ امامیہ عرفہ نوربخشیہ کہلوانا موزوں ہے**

نمبر8: اسلاف کی کتب سے دلیل نمبر8 کے تحت ہمارے دوست نے شاہجہان کے بیٹے دارالشکوہ کی مجمع البحرین سے ثبوت لایا ہے۔ اس سے آپ ہمارے دوست کی بے بسی کا اندازہ لگائیں۔ انہیں چاہئے تھا کہ کسی نور بخشی بزرگ کی کتاب سے ثبوت لائے!کیونکہ بزرگوں سے ان کے مطلب کا ثبوت نہیں مل سکتا تھا۔ کیا ہمارا دوست دارالشکوہ کو بھی نور بخشی سمجھتا ہے؟ وہ ہمارے کس شیخ طریقت کے مرید یا خلیفہ تھے؟ یا ہمارے کس بزرگ نے ان کی کتابوں پر عمل کرنے کی ہدایت کی ہے؟

نمبر9: ہمارے دوست نے لغت سے امامیہ کا غلط حوالہ دیا ہے۔ لغات کی کتابوں میں امامیہ کی تعریف یوں ہے۔

امامیہ = اہل تشیع جو سوائے بارہ اماموں کے اور کسی کو صاحب ولایت نہیں مانتے ہیں۔ فیروز اللغات فارسی ص 77

امامیہ = اہل تشیع جو بارہ اماموں کے سوا کسی اور کو صاحب ولایت نہیں مانتے۔

(نوراللغات جلد اول صفحہ 358)

امامیہ = شیعوں کا ایک فرقہ جو بارہ اماموں کے سوا کسی کو صاحب ولایت نہیں مانتا۔ (فیروز اللغات اردو جدید صفحہ 83)

امامیہ = اہل تشیع جو صرف بارہ اماموں کو مانتے ہیں۔ (فیروز اللغات جامع صفحہ 120)

امامیہ = فرقہ شیعہ کہ بجز دوازدہ امام بولایت کسی اعتقاد ندارند (غیاث اللغات صفحہ 104)

(شیعہ فرقہ جو سوائے بارہ امام کے اور کسی کے ولایت کا اعتقاد نہیں رکھتے۔)

قارئین گرامی! دیکھا آپ نے کہ اہل لغت کس فرقے کو امامیہ کہتے ہیں؟ اور امامیہ فرقے کا عقیدہ کیا ہے؟ کیا یہی ہمارا بھی عقیدہ ہے؟ اگر یہی ہمارا عقیدہ ہے تو پھر **واعتصمنا مس لانهم ائمتنا فی الدین** کا کیا بنے گا؟ لا ۔تنقطع الی یوم الدین کا کیا ہو گا؟ بزرگوں کی کتابوں خاص طور پر سید محمد نور بخش کی تحریروں کا کیا بنے گا؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ روئے زمین اولیائے کرام سے کبھی خالی نہیں رہتی سلسلہ نور بخشیہ کے تمام مشائخ طریقت بڑے بڑے ولی گزرے ہیں۔

نمبر 10: کتاب نور بخشیہ کسی نوربخشی شیخ طریقت کی نہیں ہے اس کے مندرجات ناقابل اعتبار ہیں مزید اس کی حقیقت آگے آ رہی ہے۔

قارئین گرامی آپ خود اندازہ کریں کہ ہمارے دوست کس قدر علمی دیانتداری سے محروم اور تاریخی حقائق سے نابلد آدمی ہے؟ اور کس قدر جھوٹ بولنے اور فریب دینے میں بے باک ہے؟

اس نے کتب اسلاف کا عنوان باندھا لیکن ظاہر ہے کہ اسلاف کی کتابوں میں یہ لفظ سرے سے موجود ہی نہیں۔ چنانچہ اس نے:

1- سید قاسم شاہ کھرکوی (متوفی 1953ء) اور اخوند حمزہ علی متوفی (1957ء) کو اسلاف بنا کر پیش کیا۔

2- ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر (مد ظلھا) کو پیش کیا۔ جو اب بھی زندہ ہے اور نور بخشی نہیں ہے۔ **بلکہ مذہبًا شیعہ امامیہ اثنا عشریہ ہے۔**

3- تین کتابوں (1) مصابیح الاسلام (2) رسالہ امامیہ (3) کتاب نور بخشیہ کا نام دیا جن کے اصلی مصنفین کا ہمارے دوست کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے تینوں کتابیں جعلی ہیں۔

4- شاہجہان کے بیٹے دارالشکوہ کی کتاب کا حوالہ دیا جو نور بخشی نہیں تھے۔

5- سید عون علی الموسوی کے خط کا حوالہ دیا لیکن مرحوم کے ایسے دستاویزات بھی ہیں جن میں مذہب کا نام صوفیہ نور بخشیہ ہونے کی تصدیق کی ہے۔

6- ہمارے کس اسلاف نے لغت کی کتاب لکھی ہے؟ جسے اسلاف کی کتاب کے عنوان سے درج کیا ہے؟

7- مطبوعہ سراج الاسلام کے جلد پر عمل کرنا ہو تو صرف امامیہ لکھیں کیونکہ وہاں نہ صوفیہ ہے نہ نور بخشیہ۔

8- یا میر عبد اللہ کے فقہ کے جلد پر عمل کرتے ہوئے امامیہ نور بخشیہ لکھیں وہاں صوفیہ ہے نہیں

پھر بھی ہمارے دوست کو اپنی بات پر اصرار ہے تو ہم صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ

بے سروپا ہے قصہ شہر کا رنگ کلام
چند بے بنیاد باتوں پر اسے اصرار ہے

انمال صوفیہ نور بخشیہ سے امامیہ ثابت نہیں ہوتا

ہمارے دوست کو قرآن حکیم اور حدیث نبوی سے امامیہ کے ثبوت میں کوئی دلیل نہیں ملا۔ محض آیات قرآنی اور حدیث نبوی سے غلط مطالب نکال کر کئی صفحات سیاہ کئے جو ان کی مجبوری اور بصیرت قرآن سے محرومی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ قرآن حکیم اور حدیث نبوی کہاں لفظ امامیہ کہاں؟

ہمارے دوست نے اپنی پادر ہوا باتوں کو نوربخشی عملیات سے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ امامیہ کا ثبوت ازروئے اعمال کے عنوان سے درج ذیل 13 نکات اٹھائے ہیں۔

1- اذان 2- اقامت 3- ورد کلمہ طیبہ 4- اعمال 18 ذوالحجہ 5- اعمال عاشورہ 6- اعمال 3 رمضان 7- اعمال 15 رمضان 8- اعمال 21 رمضان 9- اعمال بین مغرب و عشا 10- دعائے شفیع 11- دعائے توسل خمسہ 12- از روئے نو کلمات 13- ازروئے تکفین

ہمارے دوست نے مذکورہ بالا عناوین سے پوری دعائیں اور اعمال نقل کر دیئے ہیں اور نقل کرنے کے بعدیہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ ان سے امامیہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حالانکہ نمبر1، نمبر2، نمبر4 اور نمبر8 صرف اور صرف حضرت علی علیہ السلام کے فضائل و مناقب پر مشتمل ہے۔ جبکہ باقی کلمات اہل بیت رسول سے اہل تصوف کی عقیدت کے اظہار کو واضح کرتا ہے۔

۱-- کون کہتا ہے کہ حضرت علی کو ولی اللہ کہنے یا ماننے سے امامیہ ہو جاتا ہے؟

۲-- اذان و اقامت میں کہاں لکھا ہے کہ یوں کہنے سے امامیہ (خاص مسلمان فرقہ) بن جاتا ہے؟

۳-- اسی طرح 18 ذوالحجہ اور 21 رمضان کے اعمال امامیہ والوں کے ہاں کہاں رائج ہیں؟ جن کے بجا لانے سے نوربخشی بھی امامیہ ہو جائیں؟

۴-- ان اعمال کے کس لفظ سے امامیہ کا اثبات ہوتا ہے؟

نمبر5 : حضرت امام حسینؑ حضرت علی اکبرؑ اور باقی شہدائے کربلا سے یکجہتی اور مودت پر مشتمل ہے۔

نمبر۶ : حضرت فاطمۃ الزہرا کے ساتھ، نمبر7 امام جعفر صادق کے ساتھ، خاص ہیں۔

نمبر۹ : پنجتن پاک کے ساتھ مخصوص ہیں جس میں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم، حضرت علی مرتضیٰؑ حضرت فاطمہ الزہراؑ اور حسنین کریمینؑ شامل ہیں۔

بھلا کس لفظ سے کسی عبارت سے اور کس عمل سے امامیہ کہلانا ضروری ہو جاتا ہے؟ اور یہ کہاں لکھا ہے کہ فلاں نیت سے نفل پڑھے تو امامیہ ہوجاتا ہے؟ یا فلاں جملے کا ورد کرے تو امامیہ بن جاتا ہے؟

یہاں کلمہ طیبہ کے ضمن میں اس حقیقت کی نقاب کشائی ضروری معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ ہمارے دوست نے فرض نمازوں کے بعد کلمہ طیبہ پڑھنے سے امامیہ کے ثبوت کا عنوان قائم کیا ہے۔ ہمارے بعض مساجد میں نماز باجماعت کے فوراً بعد کلمہ طیبہ پڑھنے کا رواج شروع ہوگیا ہے یہ عمل نوربخشی بزرگوں سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ استغفراللہ العظیم کے بعد اوراد مقررہ ہی ثابت ہے۔

ہمارے دوست نے کلمہ طیبہ سے امامیہ ثابت کرنے کیلئے بالکل غلط اور اوچھے ہتھکنڈے استعمال کیے ہیں

انہوں نے صوفیہ نوربخشیہ کے کلمہ طیبہ سے بات شروع کی ہے

اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالے سے امامیہ صوفیہ نوربخشیہ کا کلمہ طیبہ یوں نقل کیا ہے

لا الہ اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ و خلیفۃ رسول اللہ

قارئین گرامی دیکھا آپ نے ہمارے دوست امامیہ کا ثبوت دیتے دیتے کہاں تک جا پہنچے اس نے اپنی کتاب میں کلمہ طیبہ کیلئے کبھی صرف لا الہ الا اللہ کبھی مندرجہ بالا اور کبھی صوفیہ نوربخشیہ کا کلمہ طیبہ درج کیا ہے اس طرح کلمہ طیبہ کو مشکوک بنانے کی مذموم سعی کی ہے۔ کیا مذکورہ بالا کلمہ طیبہ وہی نہیں جو شیعہ حضرات کے ہاں رائج ہے جسے وہ اذان میں بھی پڑھتے ہیں۔ جس سے ملت نوربخشیہ کا بچہ بچہ واقف ہے؟

ہمارے دوست کا یہی کلمہ پیش کرنے سے ان کے ناپاک عزائم کی نقاب کشائی ہو جاتی ہے۔

گندم از گندم بروید جوز جو

از مکافات عمل غافل مشو!!

(گندم سے گندم اور جو سے جو پیدا ہوتا ہے۔ مکافات عمل سے خبردار رہو بے خبر مت ہو جا) اسی واقعے سے نور بخشیوں کی آنکھ کھل جانی چاہیے اور اس قسم کے گندم نما جو فروش سے ہشیار رہنا وقت کا تقاضا ہے۔

نمبر۹ میں نماز ہدیہ آئمہ ہدیٰ کا ذکر ہے۔ اس میں ہم آئمہ کے ایصال ثواب کے لیے دو رکعت نفل پڑھتے ہیں بھلا اس سے امامیہ کیسے ہو جاتا ہے؟ اس کے کس لفظ اور کس عبارت سے امامیہ (فرقہ معروف شیعہ) ثابت ہوتا ہے اگر آئمہ کی ایصال ثواب کیلئے نماز پڑھے یا دعا پڑھے تو امامیہ کہلائے تو ہم ہر روز اللھم صلی علی محمد وال محمد و بارک وسلم علیھم و صلی علی جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی ملائکتک المقربین وعلی اہل طاعتک اجمعین کہہ کر انبیائے کرام، مرسلین عظام، ملائکہ مقربین، اہل طاعت اور بندگان صالحین کے لیے دعا کرتے ہیں۔ تو کیا ہم ملائکیہ، طاعتیہ اور صالحیہ بھی کہلائیں گے؟

ہمارے دوست نے مکمل دعائے . مشفع دیا ہے۔ جس میں حضرت خدیجہ الکبری سمیت پانزدہ نفوس قدسیہ کو شفیع بنا کر اللہ سے دعا کی گئی ہے

اس دعا کے کس لفظ سے امامیہ ہونا ثابت ہوتا ہے؟

دعائے توسل میں جبرائیل امین کو بھی شفیع بناتے ہیں کیا ہم جبرئیلیہ بھی کہلائیں گے؟

بات یہ ہے کہ ان میں کوئی ایسی بات سرے سے موجود ہی نہیں ہے جن کی بناء پر ہم امامیہ (ایک مسلمان فرقہ) کہلائیں محض آئمہ اطہار کو ماننے ان سے مودت و محبت رکھنے سے امامیہ نہیں بنتا بلکہ اس کیلئے باقاعدہ امامیہ (فرقہ) میں شمولیت اختیار کرنا ہوتا ہے

حیرانگی کی بات یہ ہے کہ عنوان میں 9 کلمات سے ثبوت لانے کا دعویٰ کیا ہے مگر انہیں پانچ کلمات سے ہاتھ دھونے پڑا ہے چنانچہ چار کلمات سے ثبوت لے آئے ہیں۔

(۱) کلمہ طیبہ . (۲) کلمہ رد کفر (۳) کلمہ طریقت (۴) کلمہ تہلیل یا تلقین میت

(۱) کلمہ طیبہ میں پنجتن پاک سے مودت و محبت کا اظہار اور ان کے دشمنوں سے

بیزاری و بریت ظاہر کی گئی ہے۔ اس کے کس لفظ سے امامیہ ثابت ہوتا ہے؟ یہ تو ہر مسلمان کا نعرہ ہے۔

(۲) نمبر ۲ اور نمبر ۳ میں صرف رسول اللہ اور حضرت علی مرتضیٰ کا بیان اور ان کے فضائل و مناقب بیان ہیں۔ ان سے امامیہ ہونا کیسے ثابت ہوتا ہے جو ایک فرقہ کا اسم علم ہے؟

(۳) نمبر ۴ میں قرآن، کعبہ، اسلام، رسول اللہ اور آئمہ معصومین کا نام ہے۔
کیا آئمہ کرام کو امامی کہنے اور ماننے سے امامیہ کہلانا ضروری ہے؟

ا = اگر ضروری ہے تو ہم القران کتابی پڑھتے ہیں تو کیا ہم قرآنیہ یا کتابیہ یا کلامیہ بھی کہلائیں گے؟

ب = اسی طرح قبلہ رو ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور والکعبۃ قبلتی پڑھتے ہیں۔ تو کیا ہم کعبیہ یا قبلیہ بھی کہلائیں گے؟

ج = اگر نہیں کہتے تو پھر امامیہ پر اصرار کیوں؟ اگر کہنا چاہیئے تو آپ جس طرح امامیہ کیلئے تحریک چلاتے کتاب لکھتے اور مناظرہ کرتے ہیں۔ ان کیلئے آپ ایسا کیوں نہیں کرتے؟

د = اگر آئمہ کو ماننے سے امامیہ کہلانا ضروری ہے فرید الدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں عبدالرحمن جامی نے شواہد النبوہ میں عبدالرحمن چشتی نے مرات الاسرار میں شریف میروی نے بارہ امام میں ۱۲ اماموں کا تفصیلی تذکرہ لکھا ہے۔ تو کیا یہ بھی امامیہ کہلاتے ہیں؟

ہ = اگر دوسرے لوگ آئمہ کو مانتے ہوئے امامیہ نہیں ہوتے (کیونکہ یہ ایک فرقہ کا اسم علم ہے) تو ہم کیوں کر ہو جاتے ہیں؟ اگر ہو جاتے ہیں تو قرآنیہ، کعبیہ، ملائکہ، کتابیہ، ولایتیہ کہلاتے کیوں نہیں؟ یہ الفاظ مذہب کا جزو نام بنانے کیلئے تحریک کیوں نہیں چلاتے؟

چونکہ ہمارے دوست کو کلمہ تہلیل کے آخری حصے سے مذہب کا نام صوفیہ ماننا ہی پڑتا

تھا چنانچہ اس حصے کو نقل ہی نہیں کیا تا کہ اپنی ناکام کاوشوں کا بھانڈا بیچ چوراہے کے نہ پھوٹے۔

سوال یہ ہے کہ سارے کلمات کے بعد مذہب صوفیہ آتا ہے۔ اگر کلمات کے مندرجات کو ماننے سے امامیہ ہو جاتا تو یہ بہترین موقع تھا کہ مذہب صوفیہ کی بجائے مذہب صوفیہ امامیہ آتا۔

لیکن چونکہ امامیہ ایک خاص فرقے کا نام ہے۔ یہ نام اس کے ساتھ خاص ہو کر اسم علم بن چکا ہے۔ چنانچہ ہمارے بزرگوں نے اپنے مذہب کا نام امامیہ کے بجائے بصرف اور صرف صوفیہ رکھا۔ یہی ہمارا موقف ہے

بندہ خدا	ذریت آدم	ملت ابراہیم
امت محمد	دین اسلام	کتاب قرآن
کعبہ قبلہ	متابعت سنت	محب علی
سلسلہ ذھب	مذہب صوفیہ	مشرب ہمدانیہ
روش نور بخشیہ	مرید مرشد	

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہمارے دوست کے پیش کردہ

(۱) قرآن حکیم کی پیش کردہ آیات یا ان کے اجزاء سے امامیہ ثابت نہیں ہوتا جو ایک معروف مسلمان فرقہ کا افتخاری نام ہے۔

(۲) احادیث نبوی خواہ غیر نور بخشی بزرگوں کے ہوں خواہ نور بخشی (یاد رہے کہ صرف حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کے ۶ مجموعہ احادیث ہمیں دستیاب ہوئی ہیں) سے امامیہ کا اثبات نہیں ہو سکتا جو شیعوں کا ایک معروف فرقہ ہے۔

(۳) نور بخشی بزرگوں کی کتاب کے متن سے ثابت نہیں ہوتا البتہ اس کی جلد پر آج سے ۴۷ سال قبل غیر قانونی طور پر درج ہوا ہے جس کا اعتبار کرنا باضمیر لوگوں کیلئے ممکن ہی نہیں ہمارے دوست کی ضمیر سے متعلق کوئی تبصرہ کرنا نہیں چاہتا۔

(۴) کسی بھی غیر جانبدار اہل علم نے سلسلہ نور بخشیہ کو امامیہ قرار نہیں دیا۔ ہاں کچھ لوگوں نے غلط فہمی کی بناء پر شیعہ قرار دیا ہے اور شیعہ و امامیہ میں بہت بڑا فرق ہے۔

(۵) نور بخشی مصنفین اخوند حمزہ علی اور سید قاسم شاہ کے نزدیک بھی ہمارے مذہب کا نام صرف اور صرف صوفیہ نور بخشیہ ہے۔ امامیہ نہیں ہے۔

(۶) داراشکوہ سیدہ اشرف ظفر بخاری اور لغتوں کے مصنف غیر نور بخشی ہیں۔ جن کی تحریریں ہمارے لیے حجت نہیں۔

(۷) ہمارے اعمال و وظائف سے امامیہ ثابت ہرگز نہیں ہوتا جو ایک شیعہ فرقے کا مخصوص نام ہے

(۸) ہمارے اوراد اور کلمات سے بھی امامیہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ صریح طور پر صوفیہ ہی لکھا ہوا موجود ہے۔

NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

محافل و مجالس سے ثبوت

غلط فہمی نمبر۱

ہمارے دوست کے "امامیہ کا ثبوت از روئے محافل و مجالس" کے عنوان سے عشرہ محرم اور میلاد و وفات کی مجلسوں کے حوالے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان سے امامیہ ثابت ہوتا ہے۔ یہ بھی ان کے طبیعت کی اپج اور واقعات عالم سے ناواقفیت کی علامت ہے شیعوں سمیت بہت سے مسلمان فرقے مختلف محافل اور مجالس کا انعقاد کرتے ہیں اس قسم کے قومی دنوں کا انعقاد تقریباً" سبھی فرقوں اور سبھی قوموں میں پایا جاتا ہے۔ محرم الحرام کی تقریبات تمام مسلمان فرقے مناتے ہیں۔ اہلسنت کے تمام فرقے بھی محرم میں مجالس منعقد کرتے ہیں۔ وہ صرف سینہ کوبی نہیں کرتے۔ جبکہ بوہرہ فرقے اور نزاریہ فرقے کے لوگ باقاعدہ سینے کوبی بھی کرتے ہیں ان کے علاوہ بہت سے سنی بھی تعزیہ کے جلوس نکالتے ہیں۔ اس کے باوجود نہ وہ "امامیہ" ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور نہ ہی ایک عمل کے کرنے سے وہ "امامیہ" ہو جاتے ہیں

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ شہداء کربلا پر ماتم کا آغاز سنیوں نے کیا تھا۔ مشہور سنی خلیفہ مطیع اللہ عباسی کے زمانے میں ۳۵۲ھ کو پہلی بار سرکاری سطح پر ماتم کیا گیا دیکھئے قول حق ص ۵۳ سنی علماء نے واقعات کربلا پر کتابیں لکھیں۔ روضۃ الشہداء، سر شہادتین، عناصر شہادتین اور خزینۃ البکا وغیرہ اس وقت کی کتابیں ہیں جبکہ ماتم کا رواج سنیوں میں تھا نہ کہ شیعوں میں۔ بعد میں سنیوں نے رفتہ رفتہ اسے خیرباد کہا اور شیعوں نے اسے اختیار کیا ہے۔ بہرحال ہمارے دوست کیلئے اس میں بھی امامیہ کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

کتابوں اور ان پر اندراج کی حقیقت

قارئین گرامی قرآن و حدیث بزرگان نوربخشیہ کی کتابوں اور رسالوں سے امامیہ کا اثبات نہیں ہوتا۔ ہاں امام یا آئمہ ہدی کا نہ صرف اثبات ہوتا بلکہ ان کی

محبت ومودت اور ان کی اقتداء و پیروی ثابت ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ امامت اور امامیہ بالکل الگ الگ باتیں ہیں اول الذکر ایک الگ اصطلاح ہے ثانی الذکر الگ۔ اول الذکر باقاعدہ ایک دینی عہدہ ہے جبکہ ثانی ایک مشہور مسلم فرقے کا نام جس کی اپنی ذیلی شاخیں ہیں۔

ذیل میں ہمارے دوست کے پیش کردہ ان کتابوں اور ان پر درج شدہ امامیہ کی حقیقت بیان کی گئی ہے

اصول اعتقادیہ

اصول اعتقادیہ میر سید محمد نوربخش کی اہم تالیف ہے۔ اس کے درجنوں قلمی نسخے نوربخشی گھرانوں میں موجود ہیں۔ کئی لوگوں نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ اب تک اردو میں بھی دو ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔

کتاب کے اندر امام اور آئمہ کا ثبوت موجود ہے لیکن امامیہ کا لفظ تک موجود نہیں ہے۔

یہ کتاب میر سید محمد نوربخش نے تمام مسلمانوں کیلئے لکھی۔ آج بھی اس میں تمام مسلمانان عالم کیلئے رشدو ہدایت موجود ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ میر سید محمد نوربخش کی وفات ۸۶۹ھ کے ۴۷۳ سال بعد ۱۹۲۳ء میں سید قاسم شاہ کھرکوی نے کتاب کے سرورق (جلد) پر للفرقہ ناجیہ امامیہ صوفیہ المعروف نوربخشیہ کی عبارت غیر قانونی طور پر لکھدیا۔ اور اسے لاہور سے شائع کر دیا۔

سید صاحب کی یہ حرکت بالکل غیر قانونی اور غیر اخلاقی ہی نہیں۔ بلکہ یہ مداخلت فی الدین بھی ہے اس عبارت نے اصول عقائد کو عام مسلمانوں سے الگ کر دیا اور صرف چند پڑھے لکھے نوربخشی علماء تک محدود کر دیا۔

سید صاحب کی یہ جسارت اگر کسی اور قوم کے بزرگ کی کتاب پر کی جاتی تو ان کا جرم ناقابل معافی قرار دیا جاتا لیکن ہماری قوم نے اس پر چپ سادھ لی۔ جس سے نوربخشیہ میں بدعتی اور بدعت کے سرپرستوں کو کھیل کھیلنے کا موقع ملا۔ آج ہمارا دوست اسی لفظ کو لے کر نوربخشی قوم کو ایک خاص مذہب کے قریب لانے اور اس میں ضم کرنے

کی پیش بندی کیلئے اقدامات کرنے میں مصروف ہے حالانکہ کسی بزرگ کی وفات کے بعد اس کی کتاب میں ترمیم و اضافہ کرنا۔ کسی صورت جائز نہیں۔ پھر اس غلط اقدام کو اپنے لئے دلیل راہ بنانا مجرمانہ ذہنیت کے لوگوں کیلئے تو عار کی بات نہیں کسی صحیح الدماغ شخص کیلئے اس سے زیادہ شرم کی کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ کیا ہمارے دوست کے پاس ان سوالوں کے جواب ہیں کہ۔

(۱) کیا کوئی ایسا قلمی نسخہ موجود ہے جس پر اسی سو سال سے پہلے لفظ امامیہ لکھا ہوا ہو؟

(۲) جب سید محمد نوربخش نے اپنے قلم سے یہ لفظ لکھا نہیں اُن کی وفات ۸۶۹ ھ کے ۴۷۳ سال بعد اس پر یہ لفظ لکھنے کی کیا ضرورت پڑی؟

(۳) کیا کسی بزرگ کی کتاب پر بغیر اجازت کے کوئی تحریر کرنا جرم نہیں؟ اگر جرم ہے تو پھر آپ اس جرم کی حمایت کرکے خود مجرم کیوں بنتے ہیں؟

(۴) اگر ایسا کرنا جرم نہیں تو آپ کو اس لفظ کیلئے دور کی کوڑی لانے کی کیا ضرورت؟ تمام نوربخشی کتابوں کے اندر باہر یہ کیوں نہیں لکھتے؟

(۵) اگر آپ سید قاسم شاہ کی اس اندراج کو صحیح سمجھتے ہیں تو پوری عبارت لینے کی بجائے صرف امامیہ صوفیہ نوربخشیہ کیوں کہتے ہیں؟ یا تو امامیہ صوفیہ کہیئے یا نوربخشیہ یا امامیہ صوفیہ المعروف نوربخشیہ سید صاحب کی عبارت کو دلیل راہ بنانا اور اس میں اپنی من پسند قطع و برید کرنا کیا آپ کے قول و فعل کے تضاد کی نشاندہی نہیں کرتی؟ کیا قول و فعل کے تضاد کا دوسرا نام منافقت نہیں؟

ہمارے دوست کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے اصول اعتقادیہ سے دلائل دے کر مخالفین امامیہ کو چکرا دیا تھا؟

ہمارے دوست نے وہ دلیل کتاب میں درج نہیں کیا جس سے مخالفین چکرا گئے تھے اگر وہی سرورق والی بات تھی تو ان سے چکرا ہمارا دوست ہی جائے گا۔ اگر باب الامامت سے چکرا گیا تھا تو وہاں کوئی ایسا دلیل سرے سے موجود ہی نہیں جس سے امامیہ ثابت ہو۔ ذیل میں ہم پورا باب امامت درج کر رہے ہیں۔

امامت پر اعتقاد

اس بات پر اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ امامت کی دو قسمیں ہیں (۱) حقیقی (۲)اضافی

امامت حقیقی

امامت کے جملہ صفات صوریہ' صفات معنویہ اس کی شرائط اور ارکان کا پوری طرح حامل ہونا حقیقی امامت ہے۔

امامت کی شرائط

(۱) مرد ہونا (۲) آزاد ہونا (۳) بالغ ہونا (۴) عقلمند ہونا

امامت کی اصل

(۱) شجاعت کا حامل ہونا (۲) قریشی ہونا

امامت کی صفات صوریہ

(۱) سیادت منصوص کا حامل ہونا (۲) فاطمی نسبت رکھنا (۳) علم (۴) تقویٰ (۵) شجاعت (۶) سخاوت کا حامل ہونا

امامت کے ارکان

(۱) علم کامل کا حامل ہونا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

(کمزور امام ملعون (قابل رد) ہے یعنی جو دینی معاملات میں غیر کی طرف محتاج ہو)

(۲) صحیح سادات کا حامل ہونا

(۳) (صوری و معنوی) وسیع مملکت کا مالک ہونا

(۴) صریح ولایت کا حامل ہونا

حضرت علی علیہ السلام کے بعد امامت کی یہ تمام صفات آئمہ میں سے کسی میں بھی آج تک جمع نہیں ہوئیں۔ چنانچہ حقیقی معنوں میں کامل امام وہی ہے جس میں امامت کی یہ تمام صفات موجود ہوں

امامت اضافی

جو ان صفات امامت میں سے بعض سے متصف ہو وہ اسی قدر امام ہے پس اس کی امامت اسی مناسبت سے اضافی ہو گی۔

اے فرزند مجھے تمہاری خدا داد ذہانت پر پورا پورا اعتماد ہے لہٰذا تم خوب سوچ لے اور گزشتہ آئمہ اور باقی ماندہ آئمہ کی اچھی طرح سے پہچان کر اور بہت بڑی کامیابی سے ہمکنار ہو جا

قارئین گرامی! یہ تھی سالم باب امامت کا اردو ترجمہ

اس باب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ

۱۔ امامت پر یقین رکھنا واجب ہے نہ کہ امامیہ پر جو ایک معروف فرقہ کا نام ہے۔

۲۔ امامت کی دو قسمیں ہیں امامیہ کی بقول شاہ عبدالعزیز ۳۹ اور بقول اکبر آبادی ۲۹ فرقے ہیں

۳ اس سے حضرت علی کے فضائل مناقب اور آپ کا روحانی قدر منزلت ظاہر ہوتا ہے

اب ہم اپنے دوست سے سوال کرتے ہیں کہ

۱۔ اس باب کی کس عبارت یا کس لفظ سے امامیہ ثابت ہوتا ہے؟

۲۔ اگر امامت پر اعتقاد رکھنا واجب ہونے سے امامیہ ہو جاتا ہے تو کیا ولایت پر اعتقاد واجب ہونے سے اولیائیہ اور انبیاء پر اعتقاد واجب ہونے سے انبیائیہ فرشتوں پر اعتقاد واجب ہونے سے ملائکیہ کلام الٰہی پر اعتقاد واجب ہونے سے کتابیہ قیامت پر ایمان رکھنے سے قیامتیہ بھی ہو جاتا ہے جن کے بارے میں پورا ایک ایک باب موجود ہے؟ اسی طرح معراج پر ایمان رکھنے کی بناء پر معراجیہ؟ واضح رہے کہ اس موضوع پر نوربخشؒ کا رسالہ معراجیہ بھی موجود ہے؟

فقہ احوط سراج الاسلام

سراج الاسلام فقہ احوط کا فارسی ترجمہ اور فارسی شرح ہے جو حضرت میر مختار اخیارؒ کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ فقہ احوط میر سید محمد نوربخش کی فقہی کتاب ہے جو ایک بے نظیر فقہ کی کتاب ہے۔ فقہہ احوط میں فقہی مسائل کے ساتھ ساتھ بہت سے صوفیانہ آراء بھی موجود ہیں جو دوسرے تمام فقہی کتابوں سے اسے امتیازی مقام عطا کرتی ہے۔ اس مہتم بالشان کتاب کا نام شروع سے ہی فقہ احوط ہے۔ لیکن کسی شخص نے غلط طور پر اس پر "فقہ امامیہ" لکھا اور اسے شائع کر دیا ستم ظریفی یہ کہ آج ہمارے مخالف کو چونکہ بزرگوں کی تعلیمات سے یہ لفظ نہیں ملتا چنانچہ اس کو لے اڑا۔ حالانکہ یہ لفظ فقہ احوط پر غلط درج ہوا ہے لیکن ہمارے مفلس مخالف کو صحیح و غلط کی کیا تمیز اسے یہ لفظ چاہیے۔ جہاں سے ملے جیسے بھی ملے۔

فقہ احوط پر فقہ امامیہ لکھنا ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ قرآن پر انجیل یا زبور پر قرآن لکھا جائے۔ فقہ احوط کے مصنف سید محمد نوربخش کا انتقال ۸۶۹ھ میں ہوا۔ ان کی وفات کے پونے پانچ سو سال بعد اس پر کچھ لکھنا اور لکھکر اس کے حق میں شور مچانا "چوری سینہ زوری" نہیں تو اور کیا ہے؟ ہمارا مخالف اس چوری کا حامی بھی ہے۔ اس طرح اصولی طور پر اعانت جرم کا مرتکب ہو رہا ہے لیکن ہمارے دوست کو اعانت جرم کی کیا پرواہ! انہیں اپنے دال روٹی کی فکر ہے۔ یہ

سلامت رہے وہی کافی ہے باقی کسی اقدام کے غلط ہونے، بدیانت قرار پانے اور طوق منافقت میں گرفتار ہونے کا انہیں کیا ڈر؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ معاملہ بھی مناظرے میں پیش ہوا تھا۔ راقم نے اسے غلط ثابت کرتے ہوئے درج ذیل تاریخی کتابوں کا نام لیا تھا اور یہ چیلنج بھی دیا تھا کہ کوئی ایسی تاریخی کتاب دکھائیں جس میں سید محمد نوربخش کی فقہی کتاب کا نام فقہ احوط کی بجائے فقہ امامیہ ہو موقعہ پر ان سے جواب نہیں بن پڑا تھا اور میرا دعویٰ ہے کہ قیامت تک وہ جواب نہیں دے سکیں گے ذیل میں ان کتابوں کا نام دیا جاتا ہے جن میں فقہ احوط درج ہوا ہے

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف
۱۔	تحفتہ الاحباب میں ۲۷ جگہ	محمد علی کشمیری (مرید میر شمس الدین عراقی بت شکنؒ)
۲۔	تاریخ رشیدی	مرزا حیدر دوغلت گورگان
۳	تاریخ فرشتہ	محمد قاسم فرشتہ
۴۔	تاریخ مکمل کشمیر	محمد الدین فوق
۵۔	تاریخ کشمیر	سید محمود آزاد
۶۔	تاریخ اعظمی	محمد اعظم دیدہ مری
۷۔	المنجد	
۸۔	اسلامی تصوف میں غیر اسلامی آمیزش	پروفیسر یوسف سلیم چشتی
۹۔	مقالات شفیع	ڈاکٹر مولوی محمد شفیع
۱۰۔	تاریخ کشمیر (مسلم عہد)	صابر آفاقی
۱۱۔	تزک جہانگیری	نورالدین جہانگیر
۱۲۔	بلتستان پر ایک نظر	محمد یوسف حسین آبادی
۱۳۔	بلتستان ان ہسٹری	بنات گل آفریدی
۱۴۔	شمالی علاقہ جات میں اشاعت اسلام (قراقرم ہندو کش)	عبدالحمید خاور

۱۵۔ کشمیر عہد سلاطین میں	پروفیسر محب الحسن
۱۶۔ کشمیر میں اشاعت اسلام	سلیم خان گمی
۱۷۔ جلوہ کشمیر	ڈاکٹر صابر آفاقی
۱۸۔ شمالی علاقے	رشید اختر ندوی
۱۹۔ سفرنامہ کشمیر لارنس	والٹر لارنس
۲۰ تاریخ جموں	مولوی حشمت اللہ

اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۳ پر ہمارے دوست نے لکھا ہے کہ

"فقہ احوط کے مختلف قلمی نسخے دستیاب ہوئے ہیں" ہمارے دوست کے مطلب کا ایک نسخہ انہیں پسند آیا جس کے سرورق پر یوں لکھا ہے۔

"نسخہ نمبر ا

فرقہ امامیہ صوفیہ از فقہ میر عبداللہ بن حضرت میر مختار کتاب لاجواب معروف بہ فقہ امامیہ نوربخشیہ تاریخ ۱۲۶۸ھ "/ ص ۱۰۳

ا۔ ہمارے دوست کو چاہیے تھا کہ صرف اسی ایک پر اکتفا کرنے کی بجائے دوسرے نسخوں کے سرورق بھی دیتا تاکہ یہ ظاہر ہوتا کہ

ا۔ سرورق پر مرقوم ناموں میں کس قدر فرق ہے؟

۲۔ بعض نام کس قدر مضحکہ خیز ہیں؟

۳۔ جن جن لوگوں کے ہاتھ نسخہ لگا۔ انہوں نے کیسی کیسی یادگار تحریریں اس پر ثبت کی ہیں؟

۴۔ کثرت تحریر کی وجہ سے سرورق کس قدر بگڑ گیا ہے؟

۵ مصنف کی وفات کے بعد ان کی کتاب میں خیانت کرنے والے اور اسکی حمایت کر کے شریک جرم ہونے والے ڈاکوؤں کی تعداد کتنی زیادہ ہے؟

ہمارے دوست کو ذرا بھی علمی بصیرت حاصل ہوتی وہ خود مذکوہ بالا نسخے کی عبارت کو پڑھ کر اندازہ لگالیتا کہ یہ عبارت کس قدر مبہم بے معنی اور بے اصل ہے؟ پوری عبارت کا نہ سر ہے نہ پیر' نہ ابتداء ہے نہ اختتامیہ

ہم اپنے دوست سے گزارش کرتے ہیں کہ ذرا ہمیں بھی سمجھائیں کہ
"فرقہ امامیہ صوفیہ از فقہ میر عبداللہ بن حضرت میر مختارؒ" کا کیا مفہوم ہے؟
یا از فقہ میر عبداللہ بن حضرت میر مختار کتاب لاجواب معروف بہ فقہ الامیہ
نوربخشیہ تاریخ ۱۱۶۸ھ کا کیا مفہوم ہے؟

یہ معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

ہمیں کریس ہی کے ایک مخلص دوست نے جو بہت گمنام مگر نور ایمان سے لبریز دل و دماغ کے مالک ہیں نے اطلاع دی ہے کہ جس نسخے پر یہ عبارت درج ہے وہ کئی کاتبوں کے ہاتھوں کا لکھا ہوا ہے۔ اور سرورق کی عبارت اصل متن کی عبارت کے بہت بعد لکھی گئی ہے اور یہ عبارت بھی ایک سے زائد کاتبوں نے لکھا ہے۔

دیکھا آپ نے! ہماری یہ مظلوم کتاب کیسے کیسے لوگوں کے مشق ستم بنتی رہتی ہے؟

ہمارے دوست نے صفحہ ۱۶ پر فقہ احوط کی باب الوقف کی عبارت سے امامیہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جس میں میر سید محمد نوربخش نے فرمایا ہے۔

ولو وقف علی الشیعۃ انصرف الی من اعتصم بسلسلۃ الاولیاء المرشدین المتصلین بدا ید علی علیہ السلام

(اگر شیعہ کیلئے وقف کرے تو وہ سید الاولیاء حضرت علیؑ علیہ اسلام تک یکے بعد دیگرے بالاتصال پہنچنے والے اولیائے مرشدین کے سلسلے کو تھامنے والوں کی طرف پھیرے گا۔)

۱۔ اس عبارت میں آئمہ اثنا عشریہ کا ذکر کس عبارت میں ہے؟

۲۔ اگر امامیہ کیلئے آئمہ اثناعشری شرط نہیں بلکہ چند آئمہ ہی کافی ہے تو پھر نقشبندی سلسلے کے سوا باقی تمام صوفیانہ سلاسل کے ساتھ امامیہ کیوں نہیں آتے؟

۳۔ اگر ان سلسلوں سے منسلک لوگ ایسا نہ کریں تو آپ خود اس کیلئے سعی کیوں نہیں کرتے؟

سے زیدیہ اور اسماعیلیہ فرقے خود کو امامیہ کیوں نہیں کہلاتے؟

حقیقت یہ ہے۔ کہ یہاں میر سید محمد نور بخشؒ نے لفظ حقیقی دوست دار علی کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ نہ کہ شیعہ مذہب کے جس کے اکثر ذیلی فرقے دائرہ اسلام سے بھی خارج ہو چکے ہیں۔ نیز یہ کہ جنہیں شیعان علی ہونے کا دعوی ہے۔ وہ طریقت و ولایت ہی کو نہیں مانتے اور نہ ہی ان کا کوئی سلسلہ اخذ بیعت ہے۔ جو حضرت علیؓ تک بالا تصال پہنچتے ہوں۔ شاہ سید علیہ الرحمتہ کا مراد ہی سلسلہ صوفیہ نوربخشیہ ہے جو خود نوربخش سے معروف کرخی اور ان سے آٹھویں امام حضرت علی رضاؑ اور ان سے امام الاولیاء علی علیہ السلام تک یدًا بید بالا تصال پہنچتا ہے۔

بھلا مذکورہ عبارت سے امامیہ کہاں ثابت ہوتا ہے؟

جب ہمارے بزرگوں نے اس لفظ کو درج ہی نہیں کیا۔ اب الفاظ کی کتر بونت اور کھینچا تانی سے ہمارے دوست کا مسئلہ حل نہیں ہوگا اور اس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں نکلے گا کھودا پہاڑ نکلا چوہا[۹۸]

کشف الحقیقت

کشف الحقیقت فی عوالم الوحدت والکثرت کے عنوان سے چھ جلدوں پر مشتمل کتاب ایران سے طبع ہو چکی ہے۔ اس کتاب پر ناشر نے میر سید محمد نوربخش کا نام بطور مصنف و شاعر درج کر دیا بے سوچے سمجھے ہمارے علماء نے بھی اسے درست سمجھتے ہوئے اس سے استفادہ کیا۔ میرے نزدیک کتاب تو اچھی ہے لیکن یہ سید محمد نوربخش کی نہیں ہے بلکہ یہ نور علی شاہ کرمانی نعمتہ اللہی کی ہے۔

قارئین سے مخفی نہیں کہ میر سید محمد نوربخش کا ۸۶۹ھ میں وصال ہوا۔ جبکہ کشف الحقیقت کا مصنف لکھتا ہے۔

پنج پنجہ بود افزون از ہزار!!
کایں ششم جنت شد از غیب آشکار جلد ششم[۹۹]

یعنی ۸۵۵ھ کے سال میں یہ چھٹی جنت منصۂ شہود پر آگئی اور یہ سال میر سید محمد نوربخش کی وفات کے ۱۸۶ سال بعد کا واقعہ ہے۔

یہاں اس بات کی وضاحت کی جاتی ہے۔ کشف الحقیقت کا اصل نام "جنات الوصال" ہے۔ اور اس کا مصنف نور علی شاہ کرمانی ہے۔

واضح رہے کہ اس کتاب کی دو جلدیں بلتستان میں موجود تھیں۔ ایک جلد سید عباس سرموی کے ذریعے سید منظور حسین ہمدانی کے پاس پہنچی جو اس وقت ان کے پاس ہوگی۔ دوسری جلد مرحوم سید عون علی الموسوی کے پاس تھی۔ آخرالذکر جلد کی فوٹو کاپیاں بکثرت نکال کر کئی لوگوں کے پاس موجود ہیں۔ چونکہ اس پر مذکورہ بالا سال تصنیف درج تھا۔ جس سے بعض مفاد پرستوں کے عزائم خاک میں مل جاتے تھے۔ چنانچہ سال تصنیف والے اشعار کو پھاڑ دیئے گئے تھے۔ چونکہ جھوٹ کبھی چھپ نہیں سکتا۔ ایران سے مزید دو نسخے ملے جن پر یہ اشعار موجود ہیں۔ تیسری کاپی سکردو فیض بخش لائبریری کے لئے شیخ سکندر نے ایران سے پہنچا دیا ہے۔

حال ہی میں میر سید محمد نور بخش کے مرید اور خلیفہ شمس الدین لاہجی کی مفاتیح الاعجازفی شرح گلشن راز کا ایک نیا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے اس کے مصحح نے بھی تسلیم کیا ہے کہ کشف الحقیقت دراصل نورعلیشاہ کرمانی کی جنات الوصال ہے۔ میر سید محمد نوربخش کی نہیں (مقدمہ مفاتیح الاعجاز ۴۷)

غرض یہ کتاب میر سید محمد نوربخش کی نہیں بلکہ نور علی شاہ کرمانی کی جنات الوصال ہے۔

قارئین کرام درج بالا نکات میری اپنی تحقیق ہے۔ اگر کوئی ان حقائق کو رد کر سکتا ہو تو میں خیر مقدم کروں گا۔ تاہم حقیقت سب کو تسلیم کرنی پڑے گی۔

خطوط سید عون علی الموسوی

اس عنوان سے ہمارے دوست نے نوربخشیوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے خط کا حوالہ موصوف نے اپنی کتاب کے ص ۱۰۳ پر بھی درج کیا ہے۔ یہ وہی خط ہے جو دوران مباحثہ موصوف کے اشارے پر جناب سید محمد شاہ صاحب نے بریف کیس سے نکال کر پیش

کیا تھا۔ کیونکہ اس خط میں محمد علی کشمیری اور ان کی کتاب تحفتہ الاحباب کے حوالے سے امامیہ لکھا تھا۔ اس لئے میں نے یہ کہہ کر مسترد کر دیا تھا کہ تحفتہ الاحباب میں ہمارے مذہب کا نام امامیہ درج نہیں ہے۔ اگر ہے تو دکھائیں؟ چنانچہ انہیں یہ خط واپس لینا پڑا تھا۔ پھر راقم نے بھی سید موصوف کا وہ خط دکھایا تھا جس میں صریح لکھا ہوا ہے کہ "صوفیہ ہمارا مذہب ہے" چنانچہ ہمارے مخالفین اپنا سا منہ لے کر رہ گئے تھے۔

اگر ہمارے دوست کو ذرا بھی شرم ہوتا تو یہاں اسے ذکر نہ کرتا لیکن "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کے مصداق اسی کو پھر دلیل بنا کر پیش کر دیئے ہیں جو ان کی کم مائیگی اور بے بسی کی دلیل ہے۔

مرحوم سید عون علی صاحب کے خطوط کے بارے میں یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ جس خط میں غلط طور پر تحفتہ الاحباب کے حوالے سے امامیہ لکھا ہوا ہے وہ واحد خط ہے جو موجودہ پیر سید محمد شاہ کے بریف کیس میں بند ہے۔ جبکہ راقم کے پاس موجود خط جس میں "صوفیہ ہمارا مذہب ہے" لکھا ہوا ہے کی کاپیاں اے سی خپلو سے صدر پاکستان تک کے دفاتر اور قومی ریکارڈ سینٹروں میں محفوظ ہیں اور یہ چھپ بھی چکی ہے اور مسلک نوربخشیہ سے لگاؤ رکھنے والے پڑھے لکھے ہر نوربخشی گھر میں موجود ہے۔

کتاب نوربخشیہ

ہمارے دوست نے مناظرے کے وقت بھی "کتاب نوربخشیہ" میں مندرج "امامیہ صوفیہ نوربخشیہ" بطور ثبوت پیش کیا تھا۔ راقم نے موقع پر اس کتاب کی خوب تردید کی تھی۔ اگر احقاق حق اور ابطال باطل کے جذبے سے افہام و تفہیم کی راہ نکالتا تو وہی رد ان کیلئے کافی تھا مگر انہوں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۵ پر پھر حوالہ دیا ہے۔ چنانچہ اب معاملہ قارئین پر چھوڑتا ہوں۔ وہ خود پڑھ کر اس کتاب کے مصنف اور اس کی اہمیت کا اندازہ

ء! ایک شخص کے دو سوالوں کا جواب ہے ایک مذہب کے نام سے متعلق دوسرا ذوالجناح کے بارے میں۔ چونکہ فتویٰ مسجد میں ذوالجناح کی حرمت پر ہے جس پر کسی علاقے میں عمل ہوتا ہے اس لیئے مصلحتاً اسے چھپا دیا گیا ہے

کریں نیز ہمارے دوست کی باتوں کا تجزیہ کریں۔ یہ کتاب سراسر جعلی ہے اسلئے کہ :۔

۱۔ اس کتاب کے مصنف (سید محمد نوربخش باکوری) نے لکھا ہے کہ

سید علی ہمدانی نے مذہب شافعی ترک کر کے مذہب صوفیہ نوربخشیہ اختیار کیا ملخص ص ۶

یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے؟ شاہ ہمدان نے ۷۸۶ھ میں وفات پائی جبکہ نوربخش ۱۵ شعبان ۷۹۵ کو پیدا ہوا۔ یعنی شاہ ہمدان کی وفات کے تقریباً ۹ سال بعد۔ شاہ ہمدان کی وفات کے وقت نوربخش پیدا ہی نہ ہوئے تھے۔

۲۔ کتاب پر سال تالیف ۸۲۶ھ ہے جبکہ کتاب میں درج ذیل اشخاص کا ذکر ہیں ان کا شاہ سید سے فرق درج ذیل ہے۔

عبدالقادر بیدل	۲۹۱ سال
بہاؤالدین عاملی	۱۱۴ سال
ابوتراب کاکوری	۳۱۲ سال
نوراللہ شوستری	۱۴۸ سال
محسن فیض کاشانی	۲۲۲ سال
مرزا مظہرجان جاناں	۳۲۶ سال

اس میں رائج انگریزی اوزان' پیمانے' جو شاہ سید کی وفات سے ۴۰۵ سال اور اس کتاب کی تصنیف سے ۴۴۷ سال بعد رائج ہوئے۔ ان کا ذکر ہے۔

میر سید محمد نوربخش نے فقہ احوط میں اہل قبلہ کی تکفیر ناجائز قرار دیا ہے نیز فقہ احوط میں تنگ نظری اور توہم پرستی بالکل نہیں۔ لیکن زیر تبصرہ کتاب میں انہی باتوں کی فراوانی ہے مثلاً"

۱۔ اوراد فتحیہ کے ایک لفظ کا منکر کافر ہے ص ۴۲

۲۔ شب برات کو مزاروں پر چراغ روشن نہ کرنے والا کافر ص ۵۵

۳۔ تراویح جماعت سے نہ پڑھنے والے کیلئے جنت حرام ص ۵۳

۴۔ کسی کلمے یا اس کے حصے کا انکار حرام اور کفر ص ۱۰

دیکھا آپ نے! کیا یہ کتاب اور فقہ احوط ایک شخص کی ہو سکتی ہے؟ دونوں میں مسائل مذکور ہیں۔ ایک میں اس قدر تنگ نظری دوسری میں ایسی کوئی بات سرے سے موجود ہی نہیں۔ پھر بھی اسے قابل اسناد سمجھنا ہمارے دوست کی کم ظرفی اور نالائقی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

چونکہ تاریخی لحاظ سے نیز نوربخش کی اپنی تعلیمات کے پیش نظر یہ کتاب میر سید محمد نوربخش کی ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی اور ایسی کتاب کو بطور سند پیش نہیں کیا جا سکتا۔ پھر بھی ہمارے دوست کو اصرار ہے تو ہمیں کوئی اعتراض انہیں تاہم بطور سوغات مذکورہ کتاب سے ذیل کی عبارات پیش ہیں

گر قبول افتد زہی عزو شرف

۱۔ سلسلہ نوربخشیہ میں وضو کے دوران پاؤں کا مسئلہ

غسلتین و مسحتین شد فرض عین
ہر کہ باشد منکران نیست جز دیو لعین
ص ۲۳

(دونوں پاؤں کا دھونا اور دونوں کا مسح کرنا فرض عین ہے اور ان کا منکر شیطان لعین ہے)

(۲) تراویح

قال النبی من صلی صلوۃ التراویح بالجماعتہ فقد مات فی الدنیا شہیدا ومن ترک الصلوۃ التراویح بالجماعتہ حرم لہ الجنۃ و حل لہ النار و جعل مقامہ فی الدنیا

رسول اللہ نے فرمایا (نعوذ باللہ) جس نے باجماعت تراویح پڑھی وہ شہید کی موت مرا۔ اور جس نے باجماعت تراویح نہ پڑھی اس کیلئے جنت حرام اور دوزخ حلال ہے اور اس کا ٹھکانہ دنیا (کذا) ہے۔ ص ۵۳

مصابیح الاسلام

یہ کتاب عربی میں ہے اور اب تک دوبار شائع ہو چکی ہے۔ ایک شائع شدہ نسخے میں ــــ

شاہ قاسم فیض بخش کا نام بطور مولف دو جگہ آیا ہے جبکہ دوسرے نسخے میں صرف ایک جگہ۔۔

نسخہ سید قاسم شاہ کھرکوی

ابین بما لا یعین فی دیننا وکتابنا الفقہ احوط

منکہ قاسم بن محمد بن عبداللہ ہوں۔ میں وہ (مسائل) بیان کروں گا جو ہمارے دین اور ہماری کتاب فقہ احوط میں معین (واضح) نہیں ہیں۔

نسخہ سید عباس خپلوی

فیقول العبد الضعیف قاسم بن محمد عفی اللہ عنہما کتبت ھذا الکتاب امتثالا بامرابی

پس عبد ضعیف قاسم بن محمد عفی اللہ عنہما کہتا ہے کہ میں نے یہ کتاب اپنے اباجان.... سید محمد نوربخش کے حکم کی تعمیل میں لکھی ہے۔

دیکھا آپ نے کتنا فرق ہے؟ کیونکہ کتاب جعلی ہے اس لیے یہ فرق ہے

سید قاسم شاہ کے نسخے میں للفرقۃ ناجیہ امامیہ صوفیہ معروف بہ نوربخشیہ لکھا ہوا ہے جبکہ سید عباس کے نسخے میں یہ پوری عبارت سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ اسی طرح نسخہ قاسمی میں کتاب کا نام مصابح الاسلام لکھا ہوا ہے۔ جبکہ نسخہ سید عباس میں یہ سرے سے موجود نہیں ہے۔

یہ کتاب بھی سراسر جعلی ہے۔ اس کے جعلی ہونے کے ہمارے پاس درج ذیل ثبوت موجود ہیں

۱۔ کسی کتاب سے ثابت نہیں ہے کہ سید قاسم فیض بخش نے کوئی کتاب لکھی ہو حتی کہ ان کی تفصیلی حالات زندگی پر مبنی کتاب تحفۃ الاحباب بھی خاموش ہے۔

۲۔ اس کتاب میں بہاء الدین آملی کا نام درج ہے دیکھئے ص ۱۳۴ اور یہ صاحب ۱۰۳۰ھ میں پیدا ہوئے ہیں اس طرح یہ شاہ قاسم فیض بخش کے ۱۱۱ سال بعد کی شخصیت ہے

۳۔ رسالے پر سال تالیف ۸۳۰ لکھا ہے اس طرح سال تالیف سے ۲۰۰ سال بعد پیدا ہونے والے شخص کا اس کتاب میں نام کیونکر آ سکتا ہے؟

۴۔ اس کی عربی عبارات انتہائی کمزور اور اغلاط سے بھری ہوئی ہے۔ شاہ قاسم جیسے بزرگ جن کے بارے میں سید محمد نوربخش نے کہا ہے کہ

از نوربخش ہر کہ طلب میکند بگوی

تا پیش قاسم آید و مردی شود متین (غزلیات)

فقہ احوط میں ان کی قابلیت کی تصدیق فرمائی ہے۔

ایسے عالم فاضل شخص سے ایسے گھٹیا عربی عبارات یہی عبارات ہی ان کے نہ ہونے کی شہادت دیتی ہے۔

۵۔ مصنف دعوی کرتا ہے کہ

ابین بما لا یعین فی دیننا و کتابنا الفقہ احوط

میں انہیں بیان کروں گا جو ہمارے دین اور ہماری کتاب فقہ احوط میں واضح نہیں کی اور جگہ بھی یہی دعوئی ہے۔ لیکن وہ کسی وضاحت طلب بات کی وضاحت نہیں کرتا بلکہ پہلے سے واضح بات میں عجیب و غریب فقہی موشگافیاں کرتا ہے۔ ذیل میں ایسی عبارات دی جاری ہیں

۱ فقہ احوط میں نواقض وضو تفصیل سے ہے جو یہ ہیں۔

۱۔ پیشاب ۲۔ پاخانہ ۳۔ ریح ۴۔ ودی ۵۔ زوال عقل ۶۔ ٹیک لگا کر سونا مصابیح الاسلام کے مطابق پہلی دوسری چوتھی صورت برقرار ہے۔ جبکہ صورت نمبر ۵ اور ۶ کا کوئی ذکر نہیں۔ صورت نمبر ۳ کے بارے میں لکھتا ہے۔

ہمارے مذہب میں اگر کھانا ثقیل قسم کی ہو اور زور دار ریح نکلے تو استنجا واجب ہے اور اگر کھانا ہلکا ہو اور ریح زور دار نہیں بلکہ ہلکی نکلے تو وضو نہیں ٹوٹتی۔ ص ۱۳۴

۲۔ فقہ کے مطابق مرد کیلئے دو غسل واجب ہے۔ (۱) جنابت (۲) مس المیت اور عورتوں کیلئے ۵ غسل واجب ہیں مذکورہ دونوں۔ (۳) حیض (۴) نفاس (۵) استحاضہ مصابیح میں

دونوں کیلئے مس المیت کا کوئی ذکر نہیں ۱۳۴!

۳۔ فقہ احوط میں ایک تیمم سے دو فرض پڑھنا جائز مصابح میں ناجائز ۱۳۵

۴۔ فقہ احوط میں تراویح نفل نماز ہے۔ یہ انفرادی طور پر بھی پڑھنا جائز ہے۔

مصابح میں بحوالہ حدیث مذکورہ میں نماز تراویح کا ترک حرام

من صلی صلوۃ التراویح بالجماعۃ فھو مع الشھداء فقد مات فھو شھید دخل الجنۃ

ومن ترکھا حرمت علیہ الجنۃ فدخل النار ص ۱۳۹!

جس نے تراویح باجماعت پڑھی وہ شداء کے ساتھ ہوگا شہید کی موت مرے گا اور جنت میں جائے گا جس نے اسے چھوڑا اس کیلئے جنت حرام ہے پس وہ جنہم میں جائے گا

۵۔ فقہ میں امام جماعت کے اوصاف سب موجود ہیں مصابح میں

لا یجوز امامۃ الدباغۃ والبوس و کثیر البھو والھرمۃ والدومتبن ان کان فقیھا ورعا" ص ۱۳۹

چہرہ ساز ، اچھوت دکاندار، بوڑھا اور چکی والا کی امامت جائز نہیں خواہ وہ فقیہ اور پرہیز گار ہو

دیکھا آپ نے! آخری عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا مصنف کس قسم کے نظریات پیش کرتا ہے اور اس کی کیا علمی حیثیت ہے؟

ہمارے خیال میں مصابح الاسلام آقای سید علی کریمی کے زمانے کی پیداوار ہے انہوں نے مختلف چھوٹے چھوٹے فقہی مسائل کو ہوا دے کر نور بخشیوں میں اضطراب پیدا کیا تھا۔ ان کے باتوں کی تردید کیلئے کسی نے یہ کتاب عربی میں لکھی اور سید قاسم شاہ صاحب نے اسے شاہ قاسم فیض بخش کا نام لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دیا اس کتاب میں انہی مسائل پر۔خاص طور پر زور موجود ہے جو کسی زمانے میں نوربخشی علماء کے ہاں اختلافی سمجھے جاتے تھے۔ مثلاً" میت کیلئے تین غسل دینا سنت ہے ہر غسل میں ایک ایک بار دھونا واجب اور تین تین بار دھونا سنت ہے۔ جبکہ بعض کے نزدیک تین بار سے زیادہ دھونا ناجائز ہے اس ضمن میں فقہ احوط کی عبارت ثلاث غسلات وجہ نزاع ہے زیر بحث

کتاب میں آخری صورت حال کا تذکرہ ہے اور لکھا ہے کہ ۳ x ۳ کے حساب سے ۹ مرتبہ پانی ڈال کر دھوئے اگر اس سے زاید دھوئے تو غسل باطل۔ اسی طرح تعداد کفن میں اختلاف رہا ہے فاضل مرتب لکھتا ہے اگر تین سے زائد کپڑوں کا کفن دے تو باطل ہے اللہ تعالیٰ میت کے قبر کو آگ سے بھر دے گا"

دیکھا آپ نے کہ جعلی کتابوں میں کیا نہیں ہوتا۔ غسل زندہ لوگ دیتے ہیں اور اسے کفن پہناتے ہیں۔ ان کی معمولی غلطی سے اسے یہ سخت عذاب کیوں؟ اس کا کیا قصور؟

پھر بھی ہمارے دوست کو اصرار ہے کہ یہ کتاب شاہ قاسم فیض بخش کی ہے اور وہ اسی سے دلیل لے آتے ہیں حالانکہ ایسی مشکوک کتاب کو پیش کرتے ہوئے ہمارے دوست کو شرم آنی چاہیے۔

کس پر یقین کیجئے کس پر یقین نہ کیجئے
لائی ہیں بزم یار سے خبریں الگ الگ

رسالہ امامیہ

اس نام سے ایک رسالہ گزشتہ تقریباً" پون صدی سے ہمارے ہاں رائج ہے۔ اس کتاب کے بھی بے شمار قلمی نسخے ملتے ہیں یہ اب تک تین بار شائع ہو چکی ہے۔ اب چوتھی ہوئی ہے۔ اس اشاعت کے مصحح اور تصدیق کنندگان نے اسے مکمل قرار دیا ہے لہٰذا اس کتاب سے متعلق ہم اسی ایڈیشن کی روشنی میں تبصرہ کر رہے ہیں۔

کتاب کا مصنف

اس کتاب کے تمام چھاپی نسخوں پر شاہ قاسم فیض بخش کا نام ہے۔ لیکن یہ ان کی نہیں ہو سکتی کیونکہ!

۱۔ کسی کتاب میں شاہ قاسم فیض بخش کی کسی تصنیف کا کوئی ذکر نہیں

ہے۔ حتی کہ تحفۃ الاحباب بھی خاموش ہے۔ حالانکہ اس میں ان کی مکمل حالات درج ہیں

۲۔ کتاب کا ترقیمہ ۸۹۱ھ دیا ہے۔ اسی سال تالیف کو مصنّف نے جلد اور سرورق پر بھی درج کیا ہے۔

۳۔ کتاب میں شاہ جہاں کے زمانے کی اوزان شاہجہانی کا ذکر ہے۔ اور شاجہان کو ۹۹۸ھ میں حکومت ملی ہے۔ یہ مذکورہ سال سے ۱۰۷ سال بعد کا واقعہ ہے۔

۴۔ حاجی جان محمد قدسی کا منظوم سلسلہ نور بخشیہ درج ہے جسے انہوں نے ۹۱۳ھ میں منظوم کیا اور میر شمس الدین عراقی کو خانقاہ نور بخشیہ جدی بل کی تکمیل پر پیش کیا تھا۔ "تحفۃ الاحباب" صفحہ ۳۱۸ یہ ۲۲ سال بعد کا واقعہ ہے۔

۵۔ کئی جگہ انگریزی روپیہ' اوزان کا ذکر ہے۔ اور یہ برصغیر میں ۱۸۵۷ء ۱۲۷۳ھ کی جنگ کے بعد رائج ہوئے ہیں۔ اس طرح یہ تقریباً تین سو بیاسی سال بعد کا واقعہ ہے۔

اس لیے یہ تاریخی اعتبار سے شاہ قاسم فیض بخش کی نہیں ہو سکتی۔

۶۔ شاہ قاسم فیض بخش نے ایران سے باہر کبھی سفر نہیں کیا۔ حیرت ہے کہ کتاب میں ایران کے دو پیمانوں کے علاوہ برصغیر' کشمیر' تبت' شگر اور کریس کے پیمانوں کا ذکر ہے۔

۷۔ فیض بخش کے زمانے میں انگریز کا یورپ سے باہر کہیں نام و نشان نہیں تھا۔ حیران کن بات یہ ہے کہ اس کتاب میں انگریز کے لیے انگریز استعمال ہوا ہے۔ حالانکہ یہ لفظ صرف برصغیر میں انگریز کے لیے استعمال ہوتا ہے ورنہ عربی میں انجلیز اور فارسی میں انگلیسی آتا ہے۔

۸۔ کتاب میں ایسے الفاظ موجود ہیں جو اردو اور ہندی میں مستعمل ہیں۔ فارسی میں یہ ہے ہی نہیں اس لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ شاہ قاسم فیض بخش کی نہیں ہے۔

نور بخشی تعلیمات کے منافی

چونکہ کتاب میں سال کتابت ۸۹۱ھ درج ہے اور شاہ قاسم فیض بخش ۹۱۹ھ میں فوت ہوئے گویا اس کے ۲۸ سال بعد فیض بخش کا وصال ہوا ہے۔ اس کتاب میں ایسے مضامین اور اندراج موجود ہیں جو نور بخشی تعلیمات کے بالکل خلاف ہیں۔ کتاب کے مولفؒ ۲۸ سال زندہ رہ کر بھی اس کی تصحیح نہ کرنا ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ ذیل میں چند مثالیں دی جاتی ہیں۔

۱۔ فقہ احوط کے مطابق آب قلتین میں حلال گوشت جانوروں کے خون گرنے یا کسی کے استنجاء کرنے سے پانی نجس ہو جاتا ہے۔ اس سے وضو جائز نہیں۔ جب کہ اس کتاب میں جائز ہے۔ دیکھئے صفحہ ۲

۲۔ فقہ احوط میں سجدہ گاہ کے لیے دو شرط ہے (۱) پاک ہونا (۲) غیر غصبی ہونا اس میں اون، چمڑہ وغیرہ پر بھی ناجائز لکھا ہے صفحہ ۱۵

۳۔ دعوات الصوفیہ اور ذخیرۃ الملوک کے مطابق شرط ایمان اقرار باللسان، تصدیق بالقلب عمل باتن اور متابعت سنت ہے۔ جب کہ اس کتاب میں تصدیق بوحدانیت و عدل و افعال و تصدیق نبوت انبیاء و ولایت ائمہ ہے۔ اور باقی تینوں سرے سے موجود ہی نہیں ہیں۔

درست فیصلہ

قارئین گرامی۔ باب دوم آپ نے پڑھی ہے۔ ہمارے دوست نے جو آیات پیش کیے ہیں۔

۱۔ ان سے آئمہ اطہار علیہم السلام کی محبت، فضائل و مناقب حضرات اہل بیت نبوی علیہم السلام کے فضائیل و مناقب ثابت ہوتے ہیں۔ ان سے امامیہ ثابت نہیں ہوتا۔ جو ایک فرقے کا نام ہے۔

۲۔ جو احادیث پیش کیے ہیں ان سے بھی حضرت علیؓ حضرات اہل بیت نبوی اور آئمہ و اہل بیت علیہم السلام کے فضائل و مناقب ثابت ہوتے ہیں۔ امامیہ ثابت نہیں ہوتا جو ایک فرقے کا نام ہے۔

۳۔ شیعہ فرقہ کے بیسیوں ذیلی فرقے ہیں جن میں سے پچاس سے زائد اب بھی موجود ہیں۔ امامیہ شیعہ فرقے کی ایک ذیلی شاخ ہے۔ جس کے مزید ذیلی فرقے ہیں۔ صوفیہ نور بخشیہ نہ شیعہ کی شاخ ہے نہ امامیہ کی۔

۴۔ ہمارے اسلاف کی کتب سے امامیہ کا اثبات نہیں ہوتا البتہ صوفیہ ثابت ہوتا ہے۔

۵۔ نور بخشی عملیات اور کلمات سے امامیہ ثابت نہیں ہوتا۔ جبکہ صوفیہ کا اثبات ہوتا ہے۔

۶۔ اصول اعتقادیہ اور فقہ احوط کے سرورق (جلد) پر آج سے ۴۳ سال پہلے یہ لفظ غیر قانونی' غیر شرعی اور غیر اخلاقی طور پر ناشر نے محض مادی مفاد کی خاطر لکھ دیا ہے۔ جو صریح جرم ہے۔ جو اس غیر شرعی اندراج کی حمایت کرتے ہیں وہ اعانت جرم کے مجرم ہیں۔ اس سے امامیہ کا اثباب مجرمانہ ذہنیت والوں کے لیے ہوتا ہے باضمیر لوگوں کے لیے نہیں ہوتا۔

۷۔ (i) کشف الحقیقت فی عوالم الوحدت وا لکثرت' (ii) کتاب نور بخشیہ (iii) مصابیح الاسلام (iv) اور رسالہ امامیہ کسی نور بخشی بزرگ کی کتاب نہیں ہے۔ اول الذکر نور علی کرمانی نعمتہ اللہی کی ہے۔ باقی ساری کتابوں کے مصنف مجہول الحال ہیں۔ ایسی کتاب پر عمل کرنا اہل علم' باکردار اور باضمیر انسانوں کے لیے ممکن ہی نہیں ہے۔

۸۔ سید عون علی مرحوم کے خط اور تحریروں سے صوفیہ ثابت ہوتا ہے نہ کہ امامیہ جو ایک شیعہ فرقہ کا نام ہے۔

باب سوم

اس باب میں ہمارے دوست کے ان جوابات کا محاکمہ ہے جو "پوچھا آسمان بولا زمین" کے مصداق ہیں نیز ان کی غلط بیانوں کا پول کھولا گیا ہے۔

نور محمدی سے امامیہ کا ثبوت نہیں ملتا

غلط فہمی نمبرا

ہمارے دوست نے راقم کے مضمون کا طویل اقتباس نقل کیا ہے۔ کہ

"ساری رات اس مسئلے پر بحث ہوتی رہی کہ امامت اور امامیہ کتاب و سنت سے ثابت ہے یا نہیں؟ مگر اس ضمن میں سوائے راقم الحروف کے کسی نے سوال نہیں اٹھایا کہ آیا لفظ امامیہ ہمارے بزرگوں کی کتابوں میں ہے؟ تاہم یہ بات متحقق ہو گئی کہ آج سے ۷۳ سال پہلے ۱۳۴۱ھ مطابق ۱۹۲۳ء میں یہ لفظ پہلی بار اصول عقائد کی لاہوری چھاپ کے سرورق پر درج ہوا! اس کے بعد دعوات الصوفیہ اور قاعدوں کے سرورق پر، مختلف مدرسوں، تنظیموں اور مسجدوں کے بورڈ پر درج ہوا تاہم نوربخشی بزرگوں کی کتابوں کے متن اب بھی اس نام سے محفوظ ہے"

اس طویل اقتباس کو نقل کرنے کے بعد ہمارا دوست اس بات پر پھولے نہیں سماتا کہ "حسنو نے محمد شاہ ستو خصال کے زمانے سے ہونا مانا ہے"

راقم کا خیال ہے کہ لفظ امامیہ کا ہمارے حلقے میں آمد کی قدیم ترین تاریخ کا کھوج لگنا ہی کم کامیابی نہیں۔ یہ کامیابی رات کے بحث و تمحیص کا حاصل ہے اسی حقیقت کو اگر ہمارا دوست اور ان کے ہم خیال ساتھی کھلے دل سے تسلیم کریں تو معاملہ یہیں ختم ہو جاتا ہے۔

نہ صرف راقم بلکہ ہر پڑھا لکھا نوربخشی فرد اسے تسلیم کرتا ہے کہ آج سے ۷۳ سال قبل اس لفظ سے ہمارے لوگ آشنا ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے یہ لفظ ہمارے بزرگوں کے لیے یا تو نامانوس تھے یا ناگوار۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کسی بھی کتاب میں اس کو جگہ نہیں دی۔ یہیں سے معاملہ ختم ہو جانا چاہئے۔

ایک فرقہ کا نام ہے۔ کسی غیر جانبدار شخص سے پوچھ کہ ذرا معلوم کیجیے؟

قارئین دیکھا آپ نے ہمارے دوست کی دلیل؟ نور محمدیؐ کی تخلیق سے امامیہ کا ثبوت؟ ہمارے دوست کے دلائل ایسی بے تکی' اور غیر متعلقہ ہیں۔ جنہیں کوئی فاتر العقل ہی بطور دلیل پیش کرتا ہے۔ کسی صحیح الدماغ شخص کے لیے اس میں لفظ امامیہ کی کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔

ہمارے دوست کو آگاہ ہونا چاہئے نور محمدیؐ" عقل اور مذکورہ بالا حدیث تقریبا" احادیث کی تمام کتابوں میں موجود ہیں خواہ وہ شیعہ کتب ہوں یا سنی اہل علم ان سے تخلیق کائنات' فضیلت محمدؐ و علیؑ مراد لیتے ہیں۔ ہم اپنے دوست کو چیلنج دیتے ہیں کہ اگر کسی نے اس حدیث سے امامیہ ثابت کی ہو تو کتاب سے

ہمارے دوست اور ان کے ہم خیال حضرات کی یہ کامیابی کیا کم ہے کہ وہ آج سے ۱۳۷ سال قبل اس لفظ کی عالم نور بحیثیت میں موجودگی ہم سے منوانے میں کامیاب ہوئے۔

انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ رات بھر کی طویل بحث کے بعد جس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں رہا۔ اسی کو تسلیم کر لیا جاتا مگر افسوس یہاں پھر وہی میں نہ مانوں" والی شیطانی وسوسوں نے آلیا۔ اور اس حقیقت کو تسلیم کرنے کی بجائے یہ بے سروپا دعویٰ کر بیٹھا کہ

"میں تو آدمؑ سے بھی پہلے امامیہ کا ہونا ثابت کروں گا۔ ملاحظہ ہو۔

خلقت انا وعلی من نور واحد قبل ان یخلق اللہ ادم باربعۃ عشر الف عام	میں اور علی ایک ہی نور سے آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار برس پہلے پیدا کیے گئے۔

اس حدیث نبوی (مودت القربی) سے رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اس سے امامیہ ثابت کیسے ہوتی ہے؟ جو شیعوں کے

ثابت کریں خواہ وہ کوئی غالی شیعہ ہی کیوں نہ ہو۔ ہم مبلغ ۱۰ ہزار روپے انعام دیتے ہیں۔

علم اور اسناد

غلط فہمی نمبر ۲

ہمارے دوست نے اپنی کتاب میں ایک نور بخشی بزرگ کے خلاف نازیبا زبان استعمال کی ہے۔ جو مشہور مقولے کے عین مطابق ہے۔

المرءُ یقیس علی نفسہ

آدمی دوسروں کو خود پر قیاس کرتا ہے۔

لمبی داڑھی رکھنا کوئی جرم نہیں یہ تو سنت رسولؐ ہے۔ یہاں ہمارے دوست نے سنت رسولؐ کو ہدف تنقید بنا کر اپنی خبث باطنی کا اظہار کیا ہے۔ اس طرح انہوں نے عالم نہ ہونے کا طعنہ دیا ہے۔ حالانکہ عالم سند والے کو نہیں کہا جاتا بلکہ حدیث نبویؐ کے مطابق عالم۔

لیس العلم بکثرت التعلم ولکن العلم نور یقذفہ فی قلب من یشاء

(تفصیل کیلئے دیکھئے معراج السعادۃ ص ۴۳ حقیقت علم از امام غزالی صفحہ ۲۴۵)

(ترجمہ) علم کثرت سے پڑھنے (تعلیم) میں نہیں بلکہ یہ ایک نور ہے جس کے دل میں چاہے روشن کرتا ہے۔

اور ملت اسلامیہ میں بلا تعلیم بذریعہ الہام و القا کی گنجائش موجود ہے۔ جسے علم لدنی کہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا علم علم لدنی ہی ہے۔ اور آپؐ کا افتخاری لقب نبی امی (ان پڑھ نبیؐ) ہے۔ شیخ دانیال، شمس الدین عراقی، شاہ قاسم فیض بخش، خواجہ اسحاق نجم الدین کبریٰ، معروف کرخی وغیرہ کس درسگاہ کے سند یافتہ تھے۔ اگر ہمارا دوست ڈگری والوں اور اسناد والوں کو ہی عالم سمجھتا ہے تو انہیں چاہئے کہ

۱۔ بلتستان کا سب سے زیادہ سرٹیفکیٹ ر ڈگری کا مالک ہمارا دوست جناب حشمت علی کمال الہامی ہے۔ ان کا مرید بن جائے۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ الہامی صاحب ہمارے اس بد نصیب کو اپنے قریب بھی پھٹکنے نہیں دیں گے۔ اور اگر

۲۔ بلتستان کے سب سے بڑی ڈگری ہولڈر کا مرید بننا چاہے تو ہمارے استاد محترم جناب ڈاکٹر حمید اللہ عبدالقادر کے حلقہ ارادت میں شامل ہو جائیں۔ لیکن ہمارے دوست کو وہ بھی "گھاس نہیں ڈالیں گے"

ہمارے دوست نے جس بزرگ کے بارے میں اپنی خباثت باطنی کا اظہار کیا ہے۔ وہ کوئی بعید از قیاس نہیں اور ان کا یہی عمل ان کے حسد اور جہالت کی غماز ہے۔ ان پر اعتراض چاند کی طرف تھوکنا ہے۔ ہمارے دوست کو شاید یہ شکایت ہے کہ

☆ وہ پڑھا لکھا "عالم" نہیں میں "عالم" اور ایم اے ہوں

☆ وہ کسی عہدے پر فائز نہیں میں ہیڈ ماسٹر ہوں۔

☆ ان کا کوئی امتیازی اعزازی نام نہیں میں "نوری" ہوں۔

☆ وہ کوئی بہترین مقرر نہیں میں "مقرر" ہوں

☆ انہیں کوئی تنخواہ نہیں ملتی میں حکومت سے ہزاروں تنخواہ لیتا ہوں۔

☆ وہ کراچی جیسے شہر میں نہیں رہا میں کئی سال تک وہاں رہ کر آیا ہوں۔

☆ وہ کتاب لکھ نہیں سکتا دیکھئے میں لکھ سکتا ہوں میں نے فرقہ ناجیہ لکھا۔

☆ وہ کوئی فتویٰ نہیں دیتا میں فتویٰ دیتا ہوں۔ میں مفتی ہوں۔

☆ پھر بھی لوگ ان کا احترام کیوں کرتے ہیں؟

☆ انہیں اپنی مشکلات اور مسائل کیوں پیش کرتے ہیں؟

☆ ان سے تسبیح کیوں لیتے ہیں؟

میرے فتوے ردی کی ٹوکری میں کیوں ڈالتے ہیں؟

ہمارے دوست کو ہمارا مشورہ یہ ہے کہ اس قسم کے غوغا سے کیا فائدہ؟ ان پر الٹے سیدھے اعتراضات کر کے اپنی دنیا اور آخرت کیوں برباد کرتے ہو؟ اگر "مرد" ہے تو آؤ ان کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں۔ اگر یہ منظور نہیں ہے تو لوگوں کی اصلاح کر کے دکھائیں۔

سچی بات یہ ہے کہ ان کا کوئی خاندانی پس منظر نہیں اسی طرح وہ پڑھا لکھا بھی نہیں۔ ان کے قول و عمل میں کوئی تضاد نہیں۔ جس کی وجہ سے یہ اس قدر روشن ضمیر اور پاک باز انسان ہے۔ جن سے فی الوقت ہزاروں نور بخشی مستفید ہو رہے ہیں۔ مسجدوں میں جماعت اور اوراد خوانی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے جو ہمارے نااہلی اور کوتاہی کے نتیجے میں ویران ہو رہے تھے۔ جن کے طفیل نور بخشی جوانوں میں قومی احساس کا جذبہ بیدار ہوا۔ اور اپنے بزرگوں کی تعلیمات پر عمل کرنے اور فلاح دارین حاصل کرنے کی امنگ پیدا ہوا۔ آج تہذیب فرنگ کے غلبے کے زمانے میں ان کے چہرے کلین اپ کی بجائے سنت نبویؑ (داڑھی) سے دمک رہے ہیں ان کے جیبوں میں سگریٹ کی ڈبیہ اور نسوار کی پوٹلی کے بجائے تسبیح رکھے ہوتے ہیں۔ ان کے ذرائع ابلاغ پر فلمی گانوں کی بجائے قرآن کی تلاوت اور علماء کرام کے وعظ و نصیحت نشر ہوتے ہیں۔ خواب غفلت میں محو رہنے کی بجائے نماز ہائے شب کے لیے بیدار ہوتے ہیں۔ وہ سکولوں اور دفتروں میں وقت ہونے پر نہ صرف نماز پڑھتے ہیں بلکہ جماعت قائم کرتے ہیں اور نوجوان وی سی آر دیکھنے کی بجائے شب بیداری اور عزلت نشینی میں وقت گزارتے ہیں۔

اس عظیم شخص کے بارے میں ہمارے دوست کا واویلہ بالکل بے جا اور نور بخشی قوم کے ساتھ زیادتی ہے۔ جس کا حاصل کچھ بھی نہیں ہے۔ تاہم یاد

رکھیئے کہ

عرفی تو میندیش زغوغای رقیباں
آواز سگاں کم نہ کند رزق گدا را

نوربخش شطح گو نہیں

غلط فہمی نمبر ۳

میں نے نوائے صوفیہ میں سید محمد نوربخش کا یہ شعر درج کیا تھا۔

ہم صوفی و شیخ خانقا ہیم
ہم مرشد سالکان راہیم

(واردات نوربخش)

(یعنی ہم صوفی بھی ہیں اور شیخ خانقاہ اور مرشد سالکان بھی ہیں۔)

ہمارے دوست نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے واردات نوربخش سے بعض دوسرے اشعار بھی دیئے ہیں۔ آخر میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ "یہ اشعار شطحیات سے ہیں جن کا سمجھنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں"

مجھے ان کی بات سے اتفاق نہیں اور نہ یہ میری بات کا جواب ہے

نیز ہمارے دوست نے ان عبارات کو شطحیات کہہ کر نہ صرف شاہ سید کی بلکہ ہم سب کی توہین کی ہے۔

قارئین کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ شطح کی جمع شطحیات ہے اور شطحیات کا معنی ہے بیہودہ باتیں کرنا، فضول بکنا، خلاف ظاہر شریعت باتیں زبان پر لانا۔

اس گستاخ آدمی کی جرات کا اندازہ کریں جو میر سید محمد نور بخش جیسے

عارف حق سے متعلق یہ کہتا ہے کہ انہوں نے شطحیات کہا ہے۔ استغفر اللہ عارف حق کے بارے میں ایسی گستاخی! اس شخص کی میر سید محمد نور بخش اور سلسلہ نور بخشیہ سے محبت کا اسی سے اندازہ فرمایئے۔

دراصل واردات کے الفاظ میں ایسے اصطلاحات درج ہوئے ہیں جو ہمارے دوست کی سمجھ سے بالاتر ہیں چونکہ انہوں نے کسی بزرگ کی اصطلاحات الصوفیہ کا مطالعہ کیا نہیں جس کی وجہ سے وہ اسے شطحیات قرار دے کر اغماض برت رہے ہیں۔ حالانکہ اس میں موجود الفاظ اور تراکیب میر سید علی ہمدانی کی "مرادات حافظ" میں من و عن موجود ہیں جو عام مل جاتی ہے۔ ہمارے دوست کو شاہ ہمدان اور دوسرے بزرگوں کی اصل کتابوں سے کیا کام؟ ان سے ان کے خود ساختہ عقیدوں اور رسومات کی قلعی کھل جاتی ہے۔ اس لیے وہ ہاتھ دھو کر ایسی کتابوں اور رسالوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں جو جعل و فریب کا مرقع ہوتے ہیں۔ لیکن یاد رکھے اگر آپ بزرگوں کی تعلیمات سے آنکھیں میچ لیں۔ تو بھی حقائق تبدیل نہیں ہوتے۔

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کی اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کی پھولوں سے

بہرحال ہمارے دوست کو طوطے کی آنکھیں میچنے سے کیا فائدہ۔ ذرا میرے اس سوال کا جواب دیں پھر اپنی آنکھیں موندھ لیں کہ
چلو شطحیات کے طور پر سہی نوربخش خود کو صوفی کہتا ہے۔

۱۔ کیا کوئی ایسی عبارت ملتی ہے جس میں بطور شطح سہی امامیہ یا امامی کہی ہو؟

۲۔ خود کو امامیہ یا امامی لکھنے اور کہنے میں انہیں کیا مانع ہے؟

اینٹی صوفیہ کون؟

غلط فہمی نمبر ۴

ہمارے دوست نے میرے مضمون کے حوالے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ اور ان کے ساتھی صوفیہ کے خلاف نہیں بلکہ حامی ہیں۔
ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحیح معنوں میں صوفی با صفا بنائے آمین

تاہم اطلاعاً" عرض یہ ہے کہ جناب سید محمد شاہ مرحوم کے زمانے میں امامیہ کہنے نہ کہنے کی بحث چل نکلی تھی۔ اسی دوران جناب اخوند حمزہ علی نے نور المومنین لکھ کر صوفیہ نور بخشیہ اور شیعہ امامیہ کو الگ الگ ثابت کیا تھا۔
اینٹی امامیہ کا سرخیل جناب اخوند صاحب موصوف تھے۔

اینٹی صوفیہ کون کے عنوان سے جو واقعات ہمارے دوست نے درج کیئے ہیں۔ راقم ان سے آگاہ نہیں کہ اصل صورت حال کیا ہے؟ لیکن اگر ایسی کوئی تجویز زیر غور آئی تھی تو راقم سمجھتا ہے کہ نہایت اچھی تجویز تھی۔ اور امامیہ کے حامی اگر اسے تسلیم کر لیتے تو یقیناً" قرآنی حکم کے مطابق اجر پاتے اور نوربخشی سلسلے کو انتشار و افتراق سے بچا سکتے تھے۔

ہمارے دوست نے امامیہ کے مخالفین کیطرف سے لچک پیدا کرنے کو ان کی شکست سے تعبیر کیا ہے۔ اور اسے سودا بازی قرار دیا ہے۔ اگر انہوں نے فی الواقع کوئی ایسی لچک پیدا کی تھی اور مذکورہ بالا تجویز کو پیش کیا تھا تو نہایت اچھی تجویز تھی۔

قرآن حکیم میں اہل کتاب "عیسائیوں" کے بارے میں واضح حکم موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے انہیں یہ پیغام دیا تھا کہ

قل یا اہل الکتاب تعالو الی کلمتہ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا

نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ (آل عمران ۶۴)

(ترجمہ) فرمایئے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسے کلمے کو اختیار کریں جو ہم دونوں کے لیے برابر (متفقہ) ہیں وہ یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے اور خدا کے سوا کسی کو رب نہیں بنائیں گے۔

دیکھا آپ نے یہاں اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو دعوت دے رہا ہے کہ اختلافی معاملات کو رہنے دیں اور متفقہ بات پر اتفاق کر لیں۔

اس مباحثے میں صوفیہ اور نوربخشیہ پر سب کو اتفاق تھا۔ اور امامیہ بجا طور پر ہمیں قبول نہیں تھا۔ اور صوفیہ نوربخشیہ یا صرف نوربخشیہ یا صرف صوفیہ پر کسی کو عتراض نہ تھا اگر ان میں سے کسی پر اتفاق کر لیا جاتا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہوتی اور ہماری یہ سیدھی سادھی جنتی قوم پریشانی کا شکار نہ ہوتی۔ لیکن ہمارے دوست کو قومی اتفاق اور احکام خداوندی کی تعمیل سے کیا غرض وہ خود آئے ہی فتنہ فساد پھیلانے نوربخشی قوم کو انتشار و افتراق میں دھکیلنے کے لیے۔

چنانچہ وہ ایسا لچک پیدا کرنے پر مجھے اور میرے ہم خیال حضرات کو کوستے ہیں۔ اور اپنی غیر قرآنی رویے پر اتراتے ہیں۔ اور اس سے یہ غلط تاثر قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھی اینٹی صوفیہ ہیں! سبحانک ھذا بہتان عظیم صوفیہ نوربخشیہ سے تعلق رکھنے والا ہر ہر فرد جانتا ہے کہ ہم ہی ہیں جو ہمارے دوست کی راہ میں مضبوط چٹان بن کر کھڑے ہیں۔ ورنہ یہ دین کو کیا سے کیا بنا دیتے اور ایک مخصوص مکتبہ فکر کی مخصوص باتوں کو ایک ایک کر کے سلسلہ نوربخشیہ میں شامل کرتے چلے جاتے۔ اس کے باوجود ہمیں اینٹی صوفیہ قرار دینا ہمارے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی ناکام کوشش اور ناپاک جسارت ہے۔

ائمہ اثنا عشریہ کا جاری کردہ سلسلہ کہاں ہے؟
غلط فہمی نمبر ۵

راقم کا دعویٰ ہے کہ ائمہ اثنا عشر کا جاری کردہ کوئی صوفی سلسلہ موجود نہیں نہ کوئی مذہب موجود ہے۔ "آج تک کوئی کتاب تالیف نہیں ہوئی ہے جس میں ائمہ کا جاری کردہ کوئی سلسلہ طریقت درج ہو حتی کہ دنیا مں بارہ اماموںؑ سے منسوب کوئی سلسلہ طریقت موجود ہی نہیں"

اس عبارت پر یہ کہہ کر تبصرہ کیا ہے کہ یہ عبارت لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ شاہ سید محمد نور بخش کی الفقہ الاحوط میں بارہ اماموں سے منسوب سلسلہ طریقت ہے۔

پھر انہوں نے فقہ احوط کی درج ذیل اقتباس اور اس کا ترجمہ دیا ہے۔

ولو وقف علی الشیعۃ انصرف الی من اعتصم بسلسلۃ الاولیاء المرشدین المتصلین یدا بید الی علی علیہ السلام

(ترجمہ) اگر کوئی شیعہ کے لیے وقف کرے تو وہ سید الاولیاء حضرت علی علیہ السلام تک یکے بعد دیگرے بالاتصال پہنچنے والے اولیائے مرشدین کے سلسلے کو تھامنے والوں کی طرف پھیرے گا۔

ہمارا دوست ہمیں بتائے کہ

۱۔ اس عبارت میں آئمہ اثنا عشر کا کہاں ذکر ہے؟

۲۔ اگر امامیہ کے لیے بارہ ائمہ کی شرط نہیں بلکہ چند ائمہ کا ہونا ہی کافی ہے تو پھر نقشبندی سلسلہ کے سوا باقی تمام صوفیا نہ سلاسل کے ساتھ امامیہ کیوں نہیں آتے؟

۳ زیدیہ اور اسماعیلیہ فرقے خود کو امامیہ کیوں نہیں کہلاتے؟ ہمارے

دوست کو چاہئے تھا کہ فقہ احوط کی عبارت نقل کرنے کی بجائے جس میں میرے سوالوں کے جواب نہیں ہیں' اپنی طرف سے جواب لکھے۔ میرے سوالات یہ ہیں۔

۱۔ آئمہ اثنا عشر کا جاری کردہ کوئی صوفی سلسلہ دنیا میں موجود نہیں۔

۲۔ آئمہ اثنا عشر سے منسوب کسی صوفی سلسلے کا کسی کتاب میں ذکر نہیں۔

سلسلہ نوربخشیہ میں اخذ بیعت کا سلسلہ حضرت معروف کرخیؒ سے آٹھویں امام حضرت امام علی رضاؑ سے جا ملتا ہے نہ کہ بارھویں امامؑ سے۔

ہمارے دوست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کے جوابات دے کر معصوم نوربخشیوں کے اذہان کو مطمئن کرے۔ اگر ہمارا دوست ادھر ادھر ٹامک ٹوئیاں کرنے (جو ان کی مجبوری ہے) کے بجائے یہ ثابت کریں کہ ائمہ نے فلاں صوفی سلسلہ جاری کیا ہے؟ یا فلاں کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ فلاں سلسلہ صوفیہ آئمہ اطہار سے منسوب ہے تو راقم معقول انعام دے گا۔

کیا ہم سنی ہیں؟

سلسلہ نوربخشیہ کے معمولات میں سے بعض ایسے ہین جو صرف اہلسنت میں پائے جاتے ہیں۔ امامیہ میں نہیں پائے جاتے مثلاً

اصول دین

۱۔ اللہ' اللہ کی کتابوں' اللہ کے فرشتوں' اللہ کے پیغمبروںؑ اور قیامت کے دن پر ایمان قدر مشترک ہے۔ باقی قدر خیر و شر اللہ میں اور بعث و نشوز قیامت میں شامل ہے۔

۲۔ **فروع دین**۔ کلمہ شہادتین' صلوۃ خمسہ' صوم رمضان' زکوۃ المال اور حج البیت دونوں کا ایک ہے جبکہ شیعوں کے ہاں خمس' جہاد اور امر

باقی تردید کرنا ہمارا فرض ہے۔ حق و باطل اور اصلی و جعلی میں تمیز کرنا بنی نوع انسان کا فرض ہے۔ میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ جو آپ کو مزید پریشانی کا باعث بنتا ہے اس کے لیے میں کیا کر سکتا ہوں؟ تاہم ذیل میں آپ کی ضیافت طبع اور دین و ملت سے ہمدردی کے امتحان کے لیے دو باتیں عرض کرتا ہوں امید ہے تسلی بخش جواب دیں گے یا اگر ضمیر میں تھوڑا سا جذبہ خلوص ہو تو اپنے گریبان میں جھانکیں گے۔ اور آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ اور آپ کے ساتھی "کتنے پانی میں ہیں"

؎ خوگر حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے

۱۔ چند سال قبل آپ کے ہم وطن سید عباس کرپی نے تنویر سراج کے نام سے فقہ احوط کی شرح شائع کی اور مقدمے میں نور بخشی سلسلے کو شیعہ ثابت کرنے کیلئے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے۔ ہماری طرف سے تو اس کی تردید میں مضامین (نوائے صوفیہ میں تین قسطیں) شائع ہوئے بتایئے آپ نے کیا کیا؟ تحریری اور تقریری طور پر کیا تردید کی؟

۲۔ اسی سید عباس نے کاشف الحق کے نام سے ایک جعلی کتاب لکھ کر سید علی کرپی کی طرف منسوب کر دیا۔ جس میں مرحوم سید عون علی الموسوی کے والد اور موجودہ پیر سید محمد شاہ کے دادا مرحوم سید مختار صاحب کو تقیہ باز شیعہ اور شیعوں کا ایجنٹ تک قرار دیا۔ بتایئے آپ نے اس پر کیوں چپ سادھ لی؟ کیا یہ آپ کا مجرمانہ خاموشی نہیں؟ جبکہ راقم نے جواب لکھا مگر بوجوہ شائع نہ کر سکا۔ پھر آپ کو مجھ پر اعتراض کا کیسے حق پہنچتا ہے؟

۳۔ آج سے ۱۰ سال پہلے ماہنامہ میثاق میں سلسلہ نور بخشیہ کے خلاف مضمون شائع ہوا جو اب علیحدہ کتاب کی شکل میں دستیاب ہے۔ اس مضمون کی اشاعت پر راقم نے احتجاج کیا اور اس کی تردید میں مضمون

بالمعروف بھی ہے۔

۳۔ کلمہ شہادتین، کلمہ تمجید، کلمہ توحید دونوں کا مشترک ہے۔ جبکہ امامیہ کا سرے سے کوئی کلمہ ہی نہیں ہے۔

۴۔ امامیہ کے ہاں موزے پر مسح نہیں ہو سکتا۔ سینوں اور نور بخشیوں کے ہاں یکساں موقف ہے۔

۵۔ امامیہ حضرات اولیائے کرام کا منکر نور بخشی اولیاء کا قائل ہیں۔

۶۔ امامیہ حضرات بڑے بڑے صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں۔ جب کہ ہمارے بزرگوں نے ایسا نہیں کہا ہے۔

۷۔ امامیہ حضرات صحابہ کرامؓ سے حدیث روایت نہیں کرتے جبکہ ہمارے بزرگوں نے ان سے روایات اخذ کیے ہیں۔

۸۔ امامیہ حضرات سماع کے سخت خلاف ہیں جبکہ سینوں کی طرح ہمارے ہاں سماع متداول رہا ہے۔

۹۔ ہمارے اوقات خمسہ اور ہفتہ میں پڑھی جانے والی تسبیح سینوں کے ہاں معمول ہے۔ امامیہ کے ہاں ان کا تصور تک نہیں ہے۔

۱۰۔ نماز رضوان، رغائب، شب قدر، شب برات اہلسنت کے ہاں بھی رائج ہیں۔

۱۱۔ سینوں کے ہاں عرس ہوتا ہے امامیہ کے ہاں نہیں ہم عرس مناتے ہیں۔ اور ہمارے بزرگوں سے بھی عرس کرنا ثابت ہے۔

۱۲۔ کلمہ تہلیل میں ہم "متابعت سنت" کا ورد روز کرتے ہیں امامیہ کے ہاں کلمہ تہلیل ہی موجود نہیں۔

۱۳۔ ایمان کی تعریف میں اقرار باللسان، تصدیق بالقلب، عمل بالارکان

اور متابعت سنت شامل ہے۔

ان دلائل کی روشنی میں کیا ہم خود کو اہل سنت یا سنی کہلائے جا سکتے ہیں؟ ہاں ضرور کہلائے جا سکتے ہیں لیکن

۱۔ ہمارے بزرگوں نے کتابوں میں نہیں لکھا اس لیے نہیں کہلا سکتے۔

۲۔ اہلسنت ایک گروہ کا اسم علم ہے۔ جو اسی مذہب کے ساتھ خاص ہے اس لیے نہیں کہلا سکتے۔

۳۔ ان باتوں کے اختیار کرنے سے کوئی شخص سنی یا اہلسنت نہیں بن سکتا جب تک کہ

وہ اہلسنت کے فرقوں میں سے کسی فرقے میں شامل نہ ہو جائے۔

زبدۃ المناقب ترجمہ خلاصۃ المناقب

غلط فہمی نمبر ۶

خلاصۃ المناقب حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی کی قدیم ترین اور مستند ترین سوانح عمری ہے جسے آپ کے مرید نور الدین جعفر بدخشی نے لکھا لیکن بد قسمتی سے یہ کتاب ابھی تک شائع نہیں ہوئی ہے جب کہ اسی کتاب سے ماخوذ شاہ ہمدان کی حالات پر مشتمل ۱۶ کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ خوش قسمتی سے اس اہم ترین کتاب پر ایک عظیم خاتون دانشور سیدہ اشرف ظفر بخاری نے پی ایچ ڈی کیا۔ ان کی P.H.D کا مقالہ اردو زبان میں "امیر کبیر میر سید علی ہمدانی" کے نام سے چھپ چکی ہے۔ آج کل عالمگیر سطح پر شاہ ہمدان کا جو تعارف ہو رہی ہے وہ نور الدین اور سیدہ اشرف ظفر کی کوششوں کا نتیجہ ہے اور اس کی بنیاد خلاصۃ المناقب ہے۔

کتاب کی اہمیت کے پیش نظر راقم نے سیدہ سے اس کا ترجمہ کرنے کی

درخواست کی۔ انھوں نے ترجمہ کی تو میں نے ہی ندوہ اسلامیہ کے جنرل سکرٹری جناب غلام حسین نورانی کو اس کی اشاعت کی ترغیب دی۔ اب وہ پہلی بار شائع ہو چکی ہے۔ ہمدانیات سے دلچسپی لینے والوں کی طرف سے اس کی اشاعت کا زبردست خیر مقدم کیاجا رہا ہے۔ لیکن یہی کتاب ہمارے دوست کے لیے ناقابل برداشت ہے وہ "دانشوران قوم عنقا طائر کی طرح کہاں غائب ہو گئے" کے رنگین عنوان سے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ رفع اختلاف پر شور کیوں کیا؟ جب کہ زبدۃ المناقب پر خاموش کیوں ہیں۔؟

اس ضمن میں عرض" یہ ہے کہ رفع اختلاف کے بارے میں جو تردیدی مضموں نوائے صوفیہ میں چھپ چکا ہے۔ اگر اس کی تردید ہو سکتی ہے تو لکھ کر پیش کریں۔ جیسا کہ کتاب کے صفحہ ا پر آپ نے خود دعوت دی ہے اور لکھا ہے کہ "رفع اختلاف میں وہ کون سے معمے ہیں جو حل نہ ہوا؟" جو معمہ میں حل نہ کر سکا تھا وہ معمے نوائے صوفیہ قسط ۸ میں موجود ہیں۔ انھیں حل کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

لیکن راقم کو یقین ہے کہ ہمارا دوست قیامت تک یہ معمے حل نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ یہ معمے ہیں سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

اب آیئے پھر خلاصۃ المناقب کی طرف۔

باقی آپ کا یہ کہنا قطعاً" غلط ہے کہ رفع اختلاف کے بارے میں غیر کے لکھنے کا صرف شک ہے۔ ہمیں شک نہیں بلکہ یقین ہے۔ ہمارے یہی یقینیات تحریری صورت میں نوائے صوفیہ میں شائع ہو چکے ہیں۔

آپ کا یہ کہنا بھی قطعاً" غلط ہے کہ

"زبدۃ المناقب" کو ایک غیر مذہب والی خاتون سیدہ اشرف ظفر نے لکھا۔ اور اس کتاب میں کیے گئے ہیر پھیر سے مستقبل میں ناقابل تلافی نقصان ہوں گے۔"

(الف) ہمارے دوست کو واضح ہونا چاہئے کہ یہ کتاب سیدہ نے نہیں لکھی بلکہ سیدہ نے صرف اس کا ترجمہ کیا ہے۔

(ب) ترجمے میں سیدہ نے کوئی ہیر پھیر نہیں کی۔ بالکل صحیح ترجمہ کیا ہے۔ کیا آپ ان ہیر پھیر کی نشاندہی کرنا پسند کریں گے؟ جعفر بدخشی کے نظریات ہمارے لیے حجت نہیں۔

(ج) یہ کتاب کسی سلسلۃ الذھب کے بزرگ کی نہیں نہ ہی اسے کسی کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

(د) کتاب پر آپ لوگوں کی طرح للفرقۃ امامیہ صوفیہ نوربخشیہ (فرقہ صوفیہ امامیہ نوربخشیہ کے لیے) کا جعلی لیبل نہیں لگایا۔

پھر آپ کا اعتراض کیا معنی؟

مولف فرقہ ناجیہ سے شکایت

غلط فہمی نمبر ۷

ہمارے دوست نے اپنی کتاب میں یہ تاثر قائم کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ خلاصۃ المناقب کی پذیرائی اور جعلی کتابوں کے رد ان کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ ان جعلی کتابوں کو اصلی ثابت کرنا اور خلاصۃ المناقب کی تردید کرنا ان کے بس کی بات نہیں چنانچہ

کھسیانی بلی کھمبا نوچے

کے مصداق خواہ مخواہ مجھ پر اور میرے دوستوں پر ان کتابوں پر سکوت اور جعلی کتابوں کے پول کھولنے پر خفگی کا اظہار کرتا ہے۔ راقم اس سلسلے میں بالکل حق بجانب ہے۔ ان کتابوں کا رد کرنا آپ کا فرض بنتا ہے جو آپ سے نہیں ہوتا ہم اس کا کیا علاج کریں؟

لکھا جو میثاق میں شائع بھی ہوا۔ اس شر انگیز مضمون کے خلاف آپ نے کونسا رد عمل ظاہر کیا؟ اور اس کی تردید میں کونسا تیر مارا؟

حقیقت یہ ہے کہ ہمارا یہ دوست نور بخشی عوام کو دھوکہ دینے کے لیے ہمارے مقابلے میں آتا ہے اور نہ خود کام کرتا ہے نہ ہمیں کام کرنے دیتا ہے ہمارے سامنے یہ شیر بن جاتا ہے جبکہ غیر نور بخشی دانشوروں اور علماء کے سامنے "گربہ مسکین" دوسرے الفاظ میں یہ نور بخشی کے لیے لوہے کا چنا بن جاتا ہے اور غیر نور بخشیوں کے لیے موم کی ناک۔

بزرگان نور بخشیہ کی تصانیف

غلط فہمی ۸

ہمارے دوست نے یہ شکایت کی ہے کہ حسنو نے الطالقانیہ اور کتاب الفتوت جیسے کتابوں کے حوالہ دیا۔ جن میں بارہ ائمہ کا ذکر نہیں ہے۔ صفحہ ۱۵

راقم کی نظر سے کوئی ایسی نور بخشی کتاب گزری ہی نہیں جس میں تمام ائمہ اثنا عشر کا نام سلسلہ نور بخشیہ میں آیا ہو۔

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کی (۱) الطالقانیہ (عربی) (۲) کتاب الفتوت (۳) داؤدیہ (۴) فقریہ میں سلسلہ طریقت مفصل دیا ہوا ہے۔ اسی طرح میر سید محمد نور بخش نے صحیفۃ اولیاء (منظوم) اور کشف الحقائق میں اپنا سلسلہ درج کیا ہے۔ محمد علی کشمیری نے میر شمس الدین عراقی کا سلسلہ طریقت تحفۃ الاحباب میں درج کیا ہے۔ شمس الدین لاہجی نے مفاتیح الاعجاز شرح گلشن راز میں شاہ سید کا سلسلہ دیا ہے۔ ان کے علاوہ سیکڑوں کتابوں میں سلسلہ نور بخشیہ درج ہے۔ کسی بھی کتاب میں ائمہ اثنا عشر کا نام سلسلے میں نہیں آیا۔ بلکہ صرف سات ائمہ اطہار علیہم السلام کے نام آئے ہیں۔ یہاں اس حقیقت کا اظہار

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہماری دعوات الصوفیہ میں بارہ ائمہ کے دو جگہ نام آئے ہیں۔ ہم دونوں نام پڑھتے اور ان سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ دونوں جگہ ان کے اسمائے گرامی حصول برکات' اور تحصیل فیض کے لیے بطور ورد پڑھنے کی غرض سے آئے ہیں۔ سلسلے میں جو ہمارے حلقے میں "وا عتصمنا" کے نام سے معروف ہے۔ ان کا نام موجود نہیں ہے۔ آج زبردستی شامل کرنا نہ ثبوت ہے نہ یہ کوئی دلیل بلکہ ایک بالکل ہی غلط حرکت ہے۔

حضرت معروف کرخی سے میر سید محمد نوربخش تک ہمارے جتنے بزرگ گزرے ہیں۔ ان میں سے بیشتر صاحب تصانیف ہیں جن بزرگوں کی کچھ تصانیف ملے ہیں ان کی فہرست درج ذیل ہے۔

(۱) حضرت جنید بغدادی (۲) حضرت ابو نجیب سہروردی (۳) حضرت امام احمد غزالی

(۴) حضرت نجم الدین کبریٰ (۵) حضرت عبدالرحمن اسفرائنی (۶) حضرت علاوءالدولہ سمنانی (۷) حضرت سید علی ہمدانی (۸) حضرت میر سید محمد نور بخش

میر سید محمد نور بخش کے بعد ہمارے بزرگوں نے کتابیں لکھنے کا سلسلہ بند کر دیا۔ یا حالات ہی ایسے پیدا ہو گئے کہ انھیں کتابیں لکھنے کا موقع ہی نہ ملا۔ متاخرین میں سے حضرت میر نجم الدین ثاقب (متوفی ۱۲۸۵ھ) بڑے عالم گزرے ہیں۔ بتاتے ہیں انہوں نے کتابیں لکھی تھیں۔ مگر افسوس راقم کو صرف ان کے ترجمہ مودۃ القربیٰ اور بعض اشعار ملے ہیں۔ ان کی کوئی تصنیف دستیاب نہیں ہوئی ہے۔

بہر صورت اب تک ہمیں بزرگوں کی جو کتابیں ملی ہیں۔ جن کی صحت ناقابل شک ہے (فہرست نیچے دی جا رہی ہے) کسی میں بھی لفظ امامیہ درج نہیں ہے۔ البتہ ۱۹۲۳ء کو شائع ہونے والی کتاب الاعتقادیہ میں اور متھرا سے شائع

ہونے والے فقہ احوط پر بالترتیب للفرقہ ناجیہ اسلمیہ صوفیہ اور فقہ اسلمیہ درج ہوا یہ اولین واقعہ ہے جو کسی نور بخشی سلسلے کی کتاب کے باہر جلد پر پیش آیا۔ اس اندراج کی شرعی' اخلاقی' قانونی کیا حیثیت ہے۔ جس کا ذیل میں جائزہ لیا جانا ضروری ہے۔

ا۔ سرورق پر اندراج کی شرعی حیثیت

اس قسم کے اندراج کی شریعت مطہرہ میں کوئی گنجائش نہیں ہے اس طرح کرنا شرعاً" حرام ہے جب علمائے یہود و نصاریٰ نے کتابیں لکھ لکھ کر اپنے دین کو بگاڑ دیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تحریف شدہ کتابوں کو قرآن حکیم کے ذریعے منسوخ کر دیا۔ کسی مصنف کی غیر موجودگی میں کسی قسم کی تحریف و تبدیل جرم ہے۔ اور کسی مصنف کی موجودگی میں جبراً" حک و اضافہ کرنا حرام اور جرم ہے۔ اب آپ اندازہ کریں کہ میر سید محمد نور بخش نے ۸۶۹ھ میں وفات پائی۔ ان کی وفات کے ۴۷۳ سال بعد کوئی آدمی ان کی کتاب میں حک و اضافہ کرے تو یہ ایک حرام فعل ہے جس کی اسلامی نقطہ نظر سے کوئی گنجائش سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ ایسے مجرمانہ فعل کا ارتکاب کرنے والے فعل حرام کا مرتکب مجرم ہے اور جو ایسے کام کی تائید کرے وہ بھی اعانت جرم میں برابر کا شریک ہیں۔

ذیل مین بزرگوں کی دست یاب تصانیف کی فہرست دی جا رہی ہے۔

آثار حضرت جنید بغدادی

(۱) معانی الہمم — یہ اردو' عربی اور انگریزی میں شائع ہوئے ہیں۔

(۲) رسائل جنید (۱۸ رسائل کا مجموعہ) — یہ اردو' عربی اور انگر[illegible] شائع ہوئے ہیں۔

تصانیف شیخ احمد غزالی

(۱) بحر الحقیقہ (اس کا اردو میں ترجمہ بھی ہوا ہے)(۲) سوانح العشاق (۳) رسالہ عینیہ (۴) رسالتہ الطیور(۵) مکتوبات غزالی (۶) وصایا غزالی (۷) مقالتہ الروح

اثار ابونجیب سہروردی

آداب المریدین اس کا متن، ترجمہ اور اس کی شرح شائع ہو چکی ہے۔

آثار نجم الدین کبریٰ

(۱) فواتح الجلال و فوائح الجمال (۲) السایر الحایر (۳) الاصول العشرہ

(۴) آداب الصوفیہ (یہ تمام کتابیں شائع شدہ ہیں۔)

آثار شیخ عبدالرحمٰن اسفرائنی

(۱) کاشف الاسرار (۲) روش سلوک و خلوت (۳) رسالہ کیفیت نور

(۴) رسالہ حلال و حرام (۵) رسالہ سرسماع (۶) رسالہ تعبیر خواب عرفانی

(۷) فضیلت لا الہ الا اللہ (۸) شرح اقوال لبتی (۹) مکاتیب اسفرائنی (یہ سب شائع شدہ ہیں۔)

آثار سمنانی

(۱) دیوان سمنانی (۲) العروہ لاھل الخلوۃ والجلوۃ (۳) آداب السفرہ

(۴) سرسماع (۵) شرح حدیث ارواح (۶) شطرنجیہ (۷) فرحتہ العاملین

(۸) چہل مجلس (۹) مناظر المحاضر للمناظر الحاظر (۱۰) مکتوبات

(۱۱) سر البال (۱۲) بیان الاحسان

یہ تمام کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

تصانیف میر سید علی ہمدانی

(۱) ذخیرۃ الملوک (۲) المودۃ القربیٰ (۳) کتاب ذکریہ (۴) کتاب الاوراد
(۵) مشارب الاذواق (۶) مکتوبات امیریہ (۷) کتاب الفتوۃ (۸) مصباح العرفان
(۹) دہ قاعدہ (۱۰) چہل مقام صوفیہ (۱۱) عقبات یا قدوسیہ (۱۲) اوراد فتحیہ
(۱۳) درویشیہ (۱۴) السبعین فی فضائل امیرالمومنین (۱۵) چہل اسرار
(۱۶) منہاج العارفین (۱۷) مرادات حافظ شیراز (۱۸) مشکل حل و حل مشکل
(۱۹) کنز الیقین
(۲۰) اسرار النقطہ (۲۱) اقرب الطرق الی اللہ (۲۲) عقلیہ (۲۳) مرات التائبین
(۲۴) تلقینیہ (۲۵) ہمدانیہ (۲۶) سیر الطالبین (۲۷) چہل حدیث (صفتہ الفقر)
(۲۸) چہل حدیث (۲۹) چہل حدیث (۳۰) ذکریہ (صغریٰ) (۳۱) ذکریہ (عربی)
(۳۲) رسالہ التوبہ (۳۳) منامیہ (۳۴) داودیہ (۳۵) فقریہ (۳۶) اعتقادیہ
(۳۷) اصطلاحات الصوفیہ (۳۸) رسالہ ورطب (۳۹) رسالہ معرفت نفس
(۴۰) واردات امیریہ
(۴۱) رسالہ مناجات (۴۲) فراست نامہ (۴۳) نوریہ (۴۴) حقیقت ایمان
(۴۵) حق الیقین (۴۶) الطالقانیہ (۴۷) اسناد اوراد فتحیہ (۴۸) درجات معرفت ۴۹ مشیت ۵۰ سلسلہ الاولیاء ان میں سے بیشتر شائع ہو چکی ہیں۔

تصانیف نور بخش

(۱) الفقہ الاحوط (۲) اصول اعتقادیہ (۳) دیوان نور بخش ر غزلیات (۴) عبرت نامہ نور بخش (۵) واردات نور بخش (۶) صحیفتہ الاولیاء (۷) معراجیہ

(۸) اقسام دل (۹) نوریہ (۱۰) مکارم الاخلاق (۱۱) انسان نامہ (۱۲) رسالہ شرح حدیث عما (۱۳) رسالہ تفسیر آیہ (۱۴) تلویحات (۱۵) فوائد (۱۶) فوائد (۱۷) معاش السالکین (۱۸) سلسلۃ الاولیاء

(۱۹) کشف الحقائق (۲۰) نفس ناطقہ (۲۱) وجودیہ (۲۲) قدم و حدوث

قارئین گرامی! یہ ہمارے بزرگوں کے کتابوں اور رسالوں کی فہرست ہے۔ جو اب تک ہم حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں ان کے علاوہ درج ذیل بزرگوں کی کتابیں بھی ملی ہیں۔ جو ہمارے سلسلے کے شیخ طریقت تو نہیں ہیں البتہ ان کے نامور مرید ضرور ہیں۔

۱۔ تحفۃ البررہ از مجد الدین بغدادی مرید نجم الدین کبریٰ

۲۔ عوارف لمعارف از شہاب الدین سہروردی مرید ابو نجیب سہروردی۔

۳۔ کشف المحجوب وغیرہ از داتا گنج بخش مرید ابو القاسم گرگانی۔

۴۔ خلاصۃ المناقب از جعفر بدخشی مرید میر سید علی ہمدانی۔

۵۔ تحفۃ الاحباب از محمد علی کشمیری مرید شمس الدین عراقی

۶۔ رسالہ کمالیہ از عبد اللہ برزش آبادی مرید خواجہ سحاق ختلانی

۷۔ چہل مجلس از امیر اقبال سیستانی مرید علاؤ الدولہ سمنانی

لفظ امامیہ نہ صرف ہمارے بزرگوں کی کتابوں میں درج نہیں ہیں بلکہ ان کے مریدوں کی کتابیں بھی اس نام سے خالی ہیں۔

ہمارا استرداد

غلط فہمی نمبر۹

ہمارے دوست نے "یہ کہاں کا انصاف ہے" کے عنوان سے یہ شکایت کی ہے کہ "جن کتابوں سے امامیہ عزاداری حسینؑ اور خلافت علیؑ کے دلائل دستیاب ہوں انہیں مسترد اور جن سے ان مسائل کے خلاف مواد دستیاب ہوں

انہیں قبول کیے جا رہے ہیں کچھ حضرات تو شاہ سید کی کشف الحقیقت اور شاہ قاسم فیض بخش کی مصابیح الاسلام پر بھی شک کرنے لگے ہیں" ص ۳۱)

ہمارے دوست کی یہ شکایت بے جا ہے۔ عزاداری حسینؑ اور خلافت علیؑ میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ لیکن امامیہ کے بارے میں ہم سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ

اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست

کیونکہ یہ سلسلہ نوربخشیہ میں ایک اجنبی لفظ ہے۔ جسے کچھ لوگوں نے چوری چھپے نوربخشی کتابوں کے جلدوں، اداروں کے بورڈوں پر غیر قانونی اور غیر اخلاقی طریقوں سے لگائے ہیں۔ اس کے حق میں دلیل ہے بھی کس کتاب میں جسے ہم مسترد کریں؟ ہمارے سلسلے کے شیوخ طریقت کی کسی کتاب میں یہ لفظ سرے سے موجود ہی نہیں۔

باقی کسی کتاب کے قبول کرنے اور مسترد کرنے کے بارے میں عرض یہ ہے کہ ہمارے بزرگوں کی جس کتاب کے بارے میں اطلاع ملے ہم ہر قیمت پر اسے حاصل کرتے ہیں۔ کتاب حاصل کرنے کے بعد اسے پڑھتے ہیں۔ تاریخی حقائق اور اندرونی و بیرونی شواہد کے ذریعے اسے پرکھتے ہیں۔ کتاب کی زبان مضامین کی ہیئت کا بزرگ کی دوسری تصانیف سے موازنہ کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی کتاب کے مندرجات اور اس زمانے کے عقائد، نظریات، رجحانات معاشرتی اقدار اور وسائل روزگار سے مقابلہ کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ راقم کے نزدیک صرف قرآن حکیم جانچ پرکھ سے برتر ہے۔ اس طرح جب اندرونی و بیرونی شواہد سے تصدیق ہو جائے تو ہم ایسی کتاب کو سر آنکھوں سے لگاتے ہیں۔ خواہ اس کے مضامین قابل عمل ہو یا نہ ہو، اسی طرح ہمارے موجودہ نظریے سے مطابقت رکھتے ہوں یا نہ ہوں۔ ہم ذاتی ترجیحات اور میلانات کی طرف کبھی توجہ

نہیں دیتے۔ اگر توفیق ہوئی تو ان پر عمل کر کے مستفیض ہوتے ہیں ورنہ اپنی بدبختی کا ماتم بھی کرتے ہیں۔

اگر تھوڑی سی بھی ثبوت نہ ملے تو ہم اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔ خواہ اس کے مضامین قابل عمل ہو یا نہ ہو۔ اور ذاتی رجحانات، میلانات اور نظریات سے کتنے ہی مطابقت رکھتے ہوں۔ اس طرح ہم نے بے شمار کتابوں کو سر آنکھوں سے لگائے ہیں۔ اور درجن بھر کتابوں کو مسترد کر دیئے ہیں۔ لیکن آگاہ رہے کہ ہم

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

کے مصداق نہیں بنتے اور نہ قطع و برید کے ذریعے ان میں تحریف کرتے ہیں۔ بلکہ بزرگوں کی تعلیمات میں رنگ جانے کی سعی کرتے ہیں۔ اور اسی کو اپنے لیے فلاح دارین کا موجب سمجھتے ہیں۔ اس ضمن میں ہم کسی کی ملامت اور استہزاء کی پرواہ نہیں کرتے۔ ہمارے دوست کا یہ کہنا کہ بعض تو کشف الحقیقت اور مصابیح الاسلام میں شک کرنے لگے ہیں۔ شروع میں میں بھی ان کتابوں کو نوربخشی بزرگوں کی تصنیف سمجھتا تھا۔ ۱۹۸۵ء میں ۳۰۰ روپے کی لاگت سے کشف الحقیقت کی فوٹو کاپی بنوائی تھی۔ مطالعہ کرنے، درایت و روایت سے تصدیق نہ ہونے اور بزرگوں کے نہ ہونے کا ناقابل تردید ثبوت ملنے پر اب ہم انہیں قابل اعتنا نہیں سمجھتے انہیں ہم کیوں مسترد کرتے ہیں؟ اس سوال کا جواب متعلقہ باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲۷ سال کا امامیہ

غلط فہمی نمبر ۱۰

مباحثہ چھچن کا حاصل یہ ہے کہ اس تاریخی مباحثے میں یہ متعین ہوا کہ

آج ۱۹۹۳ء سے بہتر سال پہلے لفظ امامیہ کتاب الاعتقادیہ کے لاہوری چھاپ کے باہر جلد پر ناجائز طور پر شائع ہوا۔ جسے ہمارے دوست نے اپنی عظیم فتح قرار دیا ہے۔ حالانکہ کسی بھی عقل و خرد کے حامل انسان کے لیے یہ مقام عبرت ہے۔ اس قسم کی تاریخی انکشافات اگر کسی اور قوم یا معاشرے میں ہوتے تو غلط بیانی کرنے والوں اور تاریخی حقائق کا مذاق اڑانے والوں کا ناطقہ بند کر دیا جاتا۔ لیکن افسوس ہم ایک طویل عرصہ تک ڈوگرہ غلامی میں سسکتے اور تڑپتے رہے ہماری اکثریت ان پڑھ ہیں۔ اس طرح ہماری قومی غیرت و حمیت کا جنازہ نکل گیا۔ آج ہماری حالت یہ ہے کہ ایک ناقابل تردید حقیقت کے انکشاف ہونے پر حق و صداقت کی جانب آنے کی بجائے دوسروں کو بھی باطل کی جانب بلاتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ

۱۔ بہتر سال قبل ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۳ء میں یعنی سید محمد نور بخش مصنف کتاب الاعتقادیہ) کی وفات کے ۴۷۳ سال بعد کتاب پر امامیہ لکھنے کی کیا ضرورت پڑی؟

۲۔ کسی مصنف کی کتاب میں حک و اضافہ کرنے کی کس دین اور کس قانون میں اجازت ہے؟

۳۔ سید قاسم شاہ کھرکوی نے شاہ سید کے کس اجازت سے یہ گھناؤنا کام کیا؟

۴۔ کتاب الاعتقادیہ کے سینکڑوں قلمی نسخے موجود ہیں۔ کیا کسی پر یہ لفظ موجود ہے؟

۵۔ کسی کتاب میں ردو بدل بد دیانتی ہے بددیانتی حدیث رسولؐ کے مطابق منافقت ہے۔ کیا ہمارا دوست اس کی حمایت و ترغیب سے اس

جرم میں شریک نہیں ہو رہا؟
اب ہمارے دوست کو خوش ہونا چاہئے کہ ۱۹۹۶ء میں امامیہ کی عمر ۲۷ سے ۴۷ ہو گئی ہے۔ ۱۹۹۴ء کے کسی مہینے میں چوہترویں سالگرہ منانا چاہئے۔

معجزہ چھتچن
غلط فہمی نمبر۱۱

جامع مسجد چھتچن حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی کی ایک دلآویز یادگار ہے ساڑھے چھ سو سال گزرنے کے باوجود اس کی رعنائی اور تقدس میں آج تک کوئی فرق نہ آیا۔ چھتچن کے وجہ تسمیہ اور اس سے متعلق داستانیں خپلو کے بچے بچے کی زبان پر ہیں۔ سخت سے سخت سنگ دل انسان اس تاریخی مسجد میں پہنچتے ہی موم بن جاتا ہے۔ اس سے متعلق کرامات کی فہرست بہت طویل ہے۔ جس سے ہم صرف نظر کرتے ہیں۔

۳ جون کی رات کو جو تاریخی مناظرہ ہوا تھا۔ وہاں موجود علمائے نوربخشیہ نے بڑی بحث و تمحیص کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا کہ زیر بحث مسئلے کا تعین منتخب علماء کا بورڈ کرے۔ چنانچہ علماء کا چناؤ عمل میں لایا گیا علماء کی نامزدگی کے بعد جناب سید محمد موسوی ہرنک اور سید محمد علی شاہ کاظمی میرواعظ کھرکو نے تجویز پیش کی کہ علماء سے "حلف لیا جائے کہ وہ ہماری کتابوں کے مطابق فیصلہ کریں گے اور اور ذاتی انا کا مسئلہ نہ بنائیں گے۔"

ان کی اس تجویز کو لوگوں نے پسند کیا۔ مگر جناب پیر صاحب نے یہ فرمایا کہ "یہاں حلف اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ چھتچن کا تقدس اور اس کی کرامت موجود ہے جو شخص بے ایمانی کرے گا اس کو ذلیل کیئے بغیر چھتچن باہر نکلنے نہیں

دے گا۔

چنانچہ حلف لینے کی تجویز کو عملی جامہ نہیں پہنایا گیا۔ اور کوئی رسوا ہوا بھی نہیں۔

اگلے دن ۴ جون ۱۹۹۴ء کو مولینا عبدالسلام حیدری کے گھر ہونے والے فیصلے اور تحریری عہد نامے کو سنانے کے لیے ایک بار پھر علمائے کرام، سادات عظام، زعماء اور عوام چھچن میں جمع ہوئے وہاں پڑھ کر سنایا گیا۔ مولینا اشتیاق احمد کو روی نے ایک نکتہ اٹھایا کہ موضوع کی بجائے موضوع بحث ہونا چاہیے۔ ان کے نکتے کو سب نے پسند کیا۔ چنانچہ اسے درج کرنے کے لیے ہمارے نوری صاحب دوست کو مسودہ دیا گیا۔ ہمارے دوست نے اس نکتے کو مقررہ جگہ لکھ دیا۔ ان کی بے ایمانی دیکھئے ۔ یہ لکھنے کے بعد انہوں نے مسودے کے تین لائین کے بعد درج ذیل عبارات بھی لکھ دی تھی۔ "ہم صوفیہ بھی ہیں امامیہ بھی اختلاف لفظی ہے"

جس کا وہاں ہی لوگوں کو پتہ چل گیا۔ چنانچہ لوگ بھڑ گئے اور شور مچ گیا۔ لوگوں نے ہمارے دوست کو چور، خائن، لعنتی کے القاب سے نوازا۔ اس طرح موصوف کو سر محفل بے آبرو ہونا پڑا۔ اور اپنے قلم سے ان عبارات کو پڑے۔ یوں چھچن کا معجزہ بارہ گھنٹے کے اندر اندر ظاہر ہو کر رہا۔

مشائخ نور بخشیہ نے امامیہ پر کوئی کتاب کیوں نہ لکھی؟

غلط فہمی ۱۴

ہمارے دوست نے میرا ایک سوال درج کر کے اس کا بالکل غلط جواب دیا ہے۔ سوال یہ ہے "سلسلہ نور بخشیہ کے بزرگوں نے تصوف کے موضوع پر

آداب صوفیہ' چہل مقام صوفیہ اور اصطلاحات صوفیہ کے نام سے کتابیں لکھی ہیں۔ آداب امامیہ' چہل مقام امامیہ اور اصطلاحات امامیہ کے نام سے کتابیں کیوں نہیں لکھی ہیں؟" صفحہ ۱۸

اس سوال کا جواب دینے کی بجائے ہمارا دوست لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے وہ لکھتا ہے "اس کا جواب آسان ہے .... امامت کا عہدہ ایک خاص منصب الٰہی ہے جو کہ وارثین کتاب اللہ کو نصیب ہوتا ہے جس کیلئے آداب وغیرہ سکھانے کی کیا ضرورت ہے؟" ص ۱۸

ہمارے دوست کی مجبوری یہ ہے کہ اصل مطلب کو پیش نظر رکھا جائے تو ان کی بیہودہ دعووں کیلئے بزرگوں کی کتابوں سے دلیل نہیں ملتی۔ چنانچہ وہ بار بار جان بوجھ کر اصل مسئلہ سے صرف نظر کرتا ہے دیکھا آپ نے یہاں بھی وہ میرے سوال کا جواب دینے کی بجائے یہ غیر مطلب بات لے آئے ہیں

یہاں بات امامیہ کی ہو رہی ہے نہ کہ امام کی۔ یہ ایسا ہی ہے جسے ادبی زبان میں "پوچھا زمین کہا آسماں" کہتے ہیں یعنی سوال کچھ ہے جواب کچھ۔

امامیہ کے آخر میں آنے والے یائے نسبتی کی وجہ سے یہ کیاسے کیا بن جاتا ہے؟ اس کا ہمارے دوست کو علم نہیں۔ پھر بھی ہم ان کی اطلاع کیلئے عرض کرتے ہیں کہ اس قسم کی کتابیں موجود ہیں مگر ہمارے بزرگ چونکہ امامیہ نہیں

تھے اور نہ وہ "امامیہ" کو پسند کرتے تھے چنانچہ انہوں نے اپنی کتابوں میں جگہ نہیں دی اور ایسے عنوانات پر قلم اٹھا کر اپنا وقت ضائع نہیں کیا

فرقہ امامیہ سے تعلق رکھنے والوں کو چونکہ اس سے واسطہ تھا چنانچہ انہوں نے اس موضوع پر خوب کتابیں لکھی ہیں۔ ہمارے دوست کی اطلاع کیلئے ہم کچھ کتابوں کا نام دے رہے ہیں۔

۱۔ تذکرہ علمائے امامیہ سید حسین عارف نقوی

۲۔ امامیہ قرآنیہ محمد حسن زکی

۳۔ الامامیہ لقاعلی حیدری

۴۔ امامیہ قرآنی قاعدہ سید کاظم نقوی

۵۔ عقائد امامیہ عنایت علی نقوی

۶۔ تزبصرہ الامامیہ محمد حسین نجفی

۷۔ الشیعہ الامامیہ سید علی جعفری

۸۔ نماز امامیہ حسین بخش

۹۔ اعتقادات امامیہ

۱۰۔ نماز امامیہ علی سرور

اسی طرح بے شمار کتابیں موجود ہیں جو امامیہ فرقے کے احکام و مسائل کی توضیح کیلئے لکھی گئی ہیں طوالت کے خوف سے مزید نقل کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

امامیہ سے متعلق ادارے

۱۔ امامیہ قرأت کالج لاہور
۲۔ انجمن امامیہ پرکوتہ
۳۔ امامیہ سٹوڈینٹ آرگنائزیشن (I.S.O)
۴۔ امامیہ پبلکیشنز لاہور
۵۔ امامیہ ٹیچر ایسوسی ایشن پاکستان
۶۔ جامعہ امامیہ لاہور
۷۔ امامیہ آرگنائزیشن پاکستان
۸۔ مرکزی امامیہ جامع مسجد سکردو
۹۔ امامیہ کالونی لاہور
۱۰۔ امامیہ دواخانہ لاہور

قارئین گرامی دیکھا آپ نے کہ

۱۔ امامیہ سے متعلق کتب لکھی گئی ہیں یا نہیں؟

۲۔ ان سے متعلق ادارے موجود ہیں یا نہیں؟

ثابت ہوا کہ ہمارا دوست جھوٹ بول بول کر نور بخشیوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے وہ حقیقت کو چھپا رہا ہے لیکن یاد رکھئے اس طرح زیادہ دیر تک نور بخشیوں کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا اور نہ ہی انہیں اندھیرے میں رکھا جا سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بات دلچسپی ہونے نہ ہونے کی ہے جس پر آپ کو دلچسپی ہو آپ اس موضوع پر کتاب لکھ لیں جس سے کوئی دلچسپی نہ ہو اس کا نام ہی کیوں لے؟ بس یہی حال ہمارے بزرگوں کا ہے جنہیں صوفیہ عزیز تھا اس موضوع پر کتابیں لکھیں اسے اپنی کتاب میں بکثرت درج کیا اور اس نام سے ادارے

قائم کئے۔ امامیہ سے انہیں کوئی لگاؤ نہ تھا۔ اس لئے اس کا نام تک نہ لیا۔
مشہور قول جو ہماری کتابوں میں بکثرت استعمال ہوئے ہیں ہمارے لئے سرمہ
چشم ہے من احب شیئاً اکثر ذکرہ
(ترجمہ) جس کو آدمی چاہتا ہے اسی کا بکثرت ذکر کرتا ہے۔

منظور ہے گذارش احوال واقعی
اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

صوفیہ اور امامیہ میں کوئی تعلق نہیں

غلط فہمی نمبر ۱۳

ہمارے دوست نے لکھا ہے کہ صوفیہ اور امامیہ کے الفاظ لازم والمزوم ہے
صوفیہ اور امامیہ کے آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے ص39

ہمارے دوست کی یہ باتیں خودساختہ اور دور از کار باتیں ہیں۔ لغوی
معنوی اور صوری و باطنی کسی بھی لحاظ سے یہ لازم و ملزوم ہرگز نہیں ہیں۔ اور
نہ ہی ان دونوں کا آپس میں کوئی تعلق ہے۔ ہمارا دوست کسی کتاب سے ثابت
کریں تو ہم مانیں گے۔

کس کتاب میں لکھا ہے صوفیہ اور امامیہ لازم و ملزوم ہے؟

صوفیہ کا لغوی معنی کیا ہے؟

ذیل میں ہم ان دونوں الفاظ اور اس کے مصداق کی تفصیل بیان کریں گے

قارئین خود فیصلہ کریں کہ کون دروغ گوئی سے کام لے رہا ہے

لغوی تحقیق

لفظ صوفیہ کے مادے درج ذیل ہیں

صفا۔ صفائی، پاکیزگی، دوستی، خالص، پاک، صاف، بے کدورت (فیروزاللغات فارسی ج دوم ص ۹۹)

صفہ۔ دالان، اہل صفہ، (ایضاً" ص۹۹)

صوف اون، پشم۔ (ایضاً" ص ۱۰۴)

صوفی پشم پوش، غیر اللہ سے بے نیاز رہنے والا، مخلص

تصوف۔ باطن کو صاف کرنا، خدا سے لو لگانا، صوف پہننے والا فیروز اللغات فارسی جلد اول ۲۴۲

لفظ امامیہ شیعوں کا ایک فرقہ جو بارہ اماموں کے سوا کسی کو صاحب ولایت نہیں مانتا (فیروز اللغات فارسی حصہ اول ص ۷۷ غیاث اللغات ص ۱۰۴، نور اللغات جلد اول ۳۵۸

قارئین اوپر راقم نے پاکستان میں عام طور پر مل جانے والے لغات سے دونوں الفاظ کے مادے اور اشتقاقات درج کر دیئے ہیں۔ ان دونوں میں نہ لفظی طور پر کوئی تعلق ہے نہ لغوی طور پر کوئی نسبت

اسی طرح معنوی اور اصطلاحی لحاظ سے بھی یہ دونوں بالکل الگ الگ اصطلاحات ہیں مثلاً" صوفیہ دنیا کی رغبت نہ رکھنے والا' عبادت گزار' اخلاق حمیدہ سے متصف اور اخلاق سیئہ سے پاک رہنے والا' تزکیہ نفس' تصفیہ قلب اور تجلیہ روح سے متصف ہونے والا وغیرہ کو صوفیہ کہتے ہیں۔ جن کے اپنے نظام حیات اور ضابطہ زندگی ہوتی ہے۔ اپنے اعمال' اشغال اور اوراد و وظائف ہوتے ہیں۔ جن میں وہ مصروف رہتے ہیں

اسی طرح امامیہ ایک الگ نظام حیات اور ضابطہ زندگی کے حامل ایک فرقہ ہے جس کے اپنے اعمال اور اپنے اشغال و معتقدات ہیں تقلید ہی جس کا طرہ امتیاز ہے۔ صوفیہ اور امامیہ میں کوئی تعلق نہیں مفصل تفصیل کیلئے نورالمومنین از اخوند حمزہ کا مطالعہ کریں۔ جہاں ان دونوں میں موجود تقریباً" ڈیڑھ ہزار مسائل میں بنیادی اختلافات پر سیر حاصل بحث موجود ہیں

اس کے باوجود انہیں چولی دامن کا ساتھ قرار دینا ناری کو نوری کہنا اور کسی جاہل کو فاضل قرار دینا میرے دوست کی نیرنگیاں ہی ہیں

یاد رہے کہ ہمارے دوست کے پاس کوئی ٹھوس دلیل موجود ہی نہیں۔ بزرگوں کی کتابوں میں یہ لفظ ملتا نہیں جن کتابوں میں انہیں یہ ملتا ہے وہ قابل اعتبار نہیں جس سے وہ بدحواس ہو جاتا ہے اور اس گھبراہٹ کے عالم میں کبھی چولی دامن کا ساتھ اور کبھی لازم ملزوم کی رٹ لگاتا ہے۔ گویا

وحشت میں ہر نقشہ الٹا نظر آتا ہے
مجنون نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

شیعہ امامیہ کے ذیلی فرقے

غلط فہمی ۱۴۳

ہمارے دوست نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۸ پر اسلامی فرقوں کی تفصیل کے عنوان سے پھر علمی خیانت کا ارتکاب کیا ہے اور نوربخشیوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ تہتر فرقہ والی حدیث کو پیش کیا ہے۔ جو اہل علم کے ہاں متنازعہ حدیث ہے ہمارے دوست کو اس سے کیا غرض کہ حدیث متنازعہ ہے یا غیر متنازعہ "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کے مصداق انہیں اپنی بے تکی اور بے بنیاد باتوں کیلئے سہارا چاہیے۔ خواہ وہ جھوٹ ہی کیوں نہ ہو۔

انہوں نے پھر تاریخی حقائق مسخ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امامیہ کے دو فرقے ہوئے۔

"(۱) امامیہ اثنا عشریہ (۲) امامیہ صوفیہ" ص ۳۹

اسی طرح انہوں نے اہلسنت کے دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث کا نام لیا ہے ہمارے دوست کو کریس (بلتستان) کی حدود سے باہر موجود اسلامی فرقے نظر نہ آئے۔ یہ بات وہ کریس کے سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے کیلئے کہہ سکتے ہیں۔ عالمی حالات اور تاریخی حقائق پر نگاہ رکھنے والوں کو ایسی غلط اطلاعات سے گمراہ نہیں کر سکتے

ہمارا دوست اگر کریس سے ۳۰ کلو میٹر دور دیکھنے کی ہمت کرتے تو انہیں سکردو میں اسماعیلیہ فرقہ بھی نظر آتا جو خود کو شیعہ اسماعیلیہ کہلاتا ہے

ہمارے دوست کی دیانتداری کا تقاضا یہ تھا کہ کم از کم وہ کتاب نوربخشیہ میں موجود اسلامی فرقوں کی فہرست پیش کرتا۔ جس میں شیعہ اور سنی فرقوں کی ایک مختصر فہرست موجود ہے اور اس کتاب کو ہمارا دوست قابل استناد سمجھتے ہوئے بڑے طمطراق سے دلیل پیش کرتا ہے

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے دوست کا پیش کردہ شیعہ فرقوں کی فہرست میں صرف دو فرقوں کا ذکر کرنا ہی ان کی علمی خیانت اور ذہنی اپچ کی غماز ہے

اگر ہمارا دوست شیعہ اور سنی فرقوں کے اندر موجود فرقوں کا نام لے تو اس سے ان کی بات بنتی نہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ان کا نام نہیں لیتا۔ آیئے ہم قارئین کی اطلاع کیلئے شیعہ فرقوں کی تفصیلی فہرست پیش کرتے ہیں

۱ اکبر شاہ نجیب آبادی کے مطابق =

۱۔ شیعہ اولی (مخلصین) ۲۔ تفضیلیہ ۳۔ تبرائیہ ۴۔ غلاۃ ۵۔ کاملیہ

۶۔ کیسانیہ ۷۔ ہاشمیہ ۹۔ مغیریہ ۱۰۔ بیانیہ ۱۱۔ زیدیہ ۱۲۔ جنابیہ ۱۳۔

منصوریہ ۱۴۔ مفضلیہ ۱۵۔ غرابیہ ۱۶۔ ذمیہ ۱۷۔ علیائیہ ۱۸۔ اثنینیہ

۱۹۔ علیاویہ ۲۰۔ خطابیہ ۲۱۔ معمریہ ۲۲۔ بزیغیہ ۲۳۔ راوندیہ ۲۴۔

اسماعیلیہ ۲۵۔ مبارکیہ ۲۶۔ تفویضیہ ۲۷ مقنعیہ ۲۸ عمامیہ ::

۲۹ جارودیہ دیکھئے قول حق ص ۳۸ تا ۴۱ اور ص ۴۴ تا ۴۲

سنیوں کے درج ذیل فرقے تھے

۱۔ حنفیہ ۲۔ مالکیہ ۳۔ شافعیہ ۴۔ حنبلیہ قول حق ص

خارجیوں کے فرقے یہ تھے

۱۔ ضحاکیہ ۲۔ معبدیہ ۳۔ ثعلبیہ ۴۔ شعیبیہ ۵۔ ازارقہ ۶۔ عبادیہ

قول حق ص ۴۳

۲۔ ہمارے دوست کی دل پسند کتاب کتاب نوربخشیہ میں ۲۴ شیعہ ۱۸

معتزلہ، ۷ خارجی اور ۹ سنی فرقوں کی فہرست دی ہے۔ اور نور بخشیہ کو شیعوں کا بیسواں فرقہ قرار دیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

۳۔ شاہ عبدالعزیز نے شیعوں کے مندرجہ ذیل فرقوں کی فہرست دی ہے

۱۔ مخلصین ۲۔ تفضیلیہ ۳۔ سبیہ یا تبرائیہ ۴۔ غلاۃ

غلاۃ کی ذیلی شاخیں

۱۔ سبائیہ ۲۔ مفضلیہ ۳۔ سریعیہ ۴۔ بزیعیہ ۵۔ کاملیہ ۶۔ مغیریہ ۷۔ جناحیہ ۸۔ بیانیہ ۹۔ منصوریہ ۱۰۔ امامیہ ۱۱۔ غمامیہ ر ربیعیہ ۱۲۔ تفویضیہ ۱۳۔ خطابیہ ۱۴۔ معمریہ ۱۵۔ غرابیہ ۱۶۔ ذبابیہ ۱۷۔ ذمیہ ۱۸۔ اثنینیہ ۱۹۔ خمسیہ ۲۰ نصیریہ ۲۱۔ اسحاقیہ ۲۲۔ علبائیہ ۲۳۔ رزامیہ ۲۴۔ مقنعیہ

السبیتہ یا تبرائینہ کی ذیلی شاخیں

۱۔ حسنیہ ۲۔ نغیہ ۳۔ حکمیہ ۴۔ ہشامیہ ۵۔ شیطانیہ ر نعمانیہ ۶۔ زراریہ ۷۔ مفوضہ ۸۔ بدائیہ ۹۔ یونسیہ ۱۰۔ باقریہ ۱۱۔ حاضریہ ۱۲۔ ناؤسیہ ۱۳۔ عماریہ ۱۴۔ مبارکیہ ۱۵۔ باطنیہ ۱۶۔ شمیطیہ

۱۷۔ غلفیہ ۱۸۔ میمونیہ ۱۹۔ برقیہ ۲۰۔ جنابیہ ۲۱ سبعیہ ۲۲ مھدویہ ۲۳ مستعلیہ ۲۴۔ افطحیہ ۲۵۔ مفضلیہ ۲۶۔ ممطوریہ ۲۷۔ موسویہ ۲۸۔ رجعیہ ۲۹۔ اسحاقیہ ۳۰۔ اثنا عشریہ امامیہ ۳۲۔ احمدیہ

تحفہ اثنا عشریہ کے ملخص سید محمود آلوسی نے مذکورہ بالا فرقوں کے علاوہ درج ذیل فرقوں کا ذکر کیا ہے۔ جو شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کی شاخیں ہیں اور یہ شاخیں اب بھی ایران پاکستان اور عراق میں موجود ہیں

۱۔ بابی فرقہ ۲۔ رشتی فرقہ ۳۔ شیخیہ کرمانیہ

ان کے علاوہ امامیہ اثنا عشریہ کے مزید دو اہم ذیلی شاخیں یوں ہیں

۱۔ اخباری شیعہ ۲۔ اصولی شیعہ (روح اسلام ص ۵۱۴)

یہ دونوں شیعہ فرقے اب بھی پاکستان میں موجود ہیں۔ ان کے درمیان فتویٰ بازی اور ایک دوسرے کے خلاف جذبات کیلئے ملاخطہ فرمائیں۔ تذکرہ علماء امامیہ از حسین عارف نقوی

اوپر میں نے جن دوچار کتابوں سے اسلامی فرقوں کی فہرست پیش کی ہے میں انہی پر اکتفا کرتا ہوں اور مزید حوالوں سے گریز کرتا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ دین اسلام میں فرقہ بندی بہت پرانی بات ہے۔ بہت سے فرقے پیدا ہوئے اور کچھ عرصہ بعد اپنا الگ تشخص کھو بیٹھا اور صرف ان کا نام

صفحہ تاریخ پر موجود ہیں۔ دنیا میں ان کا نام و نشان تک باقی نہیں ہیں کچھ فرقے دوسرے فرقوں میں ضم ہو گئے شیعہ فرقوں میں سے اکثر امامیہ اثناعشریہ میں ضم ہوا ہے اسی طرح ایران کے صفوی خاندان کے اقتدار کے زمانے میں شیعہ اثناعشریہ جس کا دوسرا اسم علم امامیہ ہے کو بڑی تقویت ملی ہے

کچھ اسلامی فرقوں کو کسی ملک میں عروج حاصل ہوا۔ پھر مختلف اسباب و علل کے تحت وہاں سے بالکل ہی غائب ہوا کسی اور ملک یا علاقے میں باقی رہ گیا۔ اس ضمن میں ہم اسماعیلیہ فرقے کا نام لے سکتے ہیں اس فرقے کے کئی بادشاہوں نے مصر پر حکومت کی۔ جامعہ ازہر جیسی تعلیمی ادارے کی بنیاد رکھی مگر بعد میں مصر و شام سے یہ فرقہ یکسر خارج ہوا۔ اور افغانستان و شمالی علاقہ جات میں اسے فروغ ملا۔ جواب تک موجود ہے۔

اسلامی فرقوں کے بعد میں اور بھی حصے بخرے ہوئے۔ مثلاً" اہلسنت کے حنفی فرقے سے دیوبندی اور بریلوی گروپ پیدا ہوئے۔ جواب تک موجود ہیں۔

غرض اس وقت بھی کم و بیش ۱۰۰ کے لگ بھگ اسلامی فرقے عالم اسلام میں بکھرے ہوئے ہیں۔ بعض کے درمیان معمولی نوعیت کے اختلافات ہیں۔ اور بعض کے شدید اختلافات ہیں ۔

ملت نور بخشیہ کی تشخص کے لئے خطرے کی گھنٹی

قارئین کرام کل تک تو مذہب حقہ صوفیہ نور بخشیہ کے نام کے ساتھ لفظ امامیہ کی پیوندکاری کے خواہش مند حضرات کا ظاہری موقف یہ تھا کہ مذہب کا اصل نام تو صوفیہ ہی ہے۔ کیونکہ بزرگان نور بخشیہ کے کتابوں سے ثابت شدہ ہے۔ اسی حقیقت کا اعادہ کریس کونشن کے موقع پر کیا گیا اور تقریبا" تمام علمائے نور بخشیہ نے " مذہب صوفیہ نور بخشیہ کے اصول و فروع پر کاربند ہوں" کہہ کر اسی پر دستخط ثبت کئے ہیں۔ یہ دستاویز ہمارے دوست ہی نے لکھا تھا نیز انہوں نے سکردو میں شاہ سید سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ "شاہ سید کا مسلک صوفیہ تھا جو صوفیہ نور بخشیہ کہلاتا ہے" ان کا یہ بیان حق کیسٹ میں محفوظ ہے۔

نور بخشی نوجوانوں کے شروع سے ہی یہی خیال تھا کہ امامیہ کی پیوندکاری سے ملت نور بخشیہ کے تشخص کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا اور یہ مذہب امامیہ اثنا عشریہ کی ذیلی شاخ بن کر رہ جائے گا اس خدشے کی توثیق ہمارے دوست کی حالیہ تحریر سے ہو جاتی ہے۔ جو انہوں نے اپنے سابقہ موقف سے ہٹ کر لکھی ہے ـــــــ انہوں نے اپنی تحریر میں پیغمبر اسلام کے بعد اسلام میں صرف 2 فرقے یعنی اہل سنت اور امامیہ کا ذکر کیا ہے۔ اور ان دونوں کی تعلیمات کے درمیان افراط و تفریط سے پاک مذہب وسط یعنی صوفیہ (جو اسلام کی اصل روح ہے) کو یکسر نظر انداز کر کے ہمارا شمار امامیہ کی ذیلی شاخ کے طور پر دکھایا ہے۔ یعنی امامیہ کی دو شاخ ہیں۔

(1) امامیہ اثنا عشریہ (2) امامیہ صوفیہ

اس طرح انہوں نے اپنے پہلے موقف کو خیرباد کہہ کر یہ نیا اور خطرناک موقف اختیار کر کے شیعوں کے اس دعوے پر کہ نور بخشیوں اور شیعوں میں کوئی فرق نہیں دونوں امامیہ ہیں صرف تقلید حی اور تقلید میت کا فرق ہے' پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ ہم یہ کہنے میں 100 فی صد حق بجانب ہیں کہ نوری صاحب نے نور بخشی قوم کی پیٹھ میں چھرا گھونپ دیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آیا اور کون کون نوری صاحب

کے اس ناری موقف کے حامی ہیں؟ کیونکہ چھچن کے اجلاس میں تو بات صوفیہ نور بخشیہ یا صوفیہ امامیہ نور بخشیہ کی تھی۔ باشعور حضرات کو خوب علم ہے کہ امامیہ صوفیہ کہنے سے بات کہاں تک جا پہنچی۔ ہمیں امید ہے بلکہ دعا کرتے ہیں کہ باقی علماء کرام کا خیال ایسا نہ ہو۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ امامیہ صوفیہ نوری کی اپنی تخریبی ذہن کی تخلیق ہے وگرنہ اس کی کوئی بنیاد نہیں یہی وجہ ہے کہ وہ یہ شر انگیز بات کرتے ہوئے نہ کوئی مستند تاریخی کتاب سے اس کا ثبوت دے سکے اور نہ کسی نور بخشی پیر طریقت کے کتاب میں یہ نام موجود ہے۔ اس کے برعکس' صوفیہ' مذہبی نام کے طور پر اکثر بزرگان نور بخشیہ کے مستند کتابوں میں مندرج ہے۔ خود حضرت شاہ سید محمد نور بخش فرماتے ہیں۔

واعلم ان مذهب الصوفية هو ميزان المستقيم وطريق الحق و اليقين جان لو کہ مذہب صوفیہ میزان مستقیم اور راہ حق و یقین ہے۔

دعوات صوفیہ کے چودہ کلمات قدسیہ میں مذہب کا نام صوفیہ اور روش یعنی مسلک کا نام نور بخشیہ واضح طور پر لکھا ہوا ہے۔ اس ضمن میں بعد میں مزید تفصیل ہو گی اس کے علاوہ سید محمد نور بخش اور ان سے پہلے کے اکثر پیران طریقت نے مذہب صوفیہ کا ذکر جا بجا اپنی کتابوں میں کیا ہے نیز مصنفین نے سلسلہ ذہب کے بزرگوں کے صوفیہ مذہب ہونے کا اپنی کتابوں میں بکثرت ذکر کیا ہے راقم کو اس بات کا برملا اعتراف ہے کہ نور بخشی تعلیمات کے تحت آئمہ اطہار اور اولیائے کرام پر اعتقاد واجب ہے لیکن جب ہمارے مذہب کا نام صوفیہ قرار دیا تو ہم کون ہوتے ہیں کہ مختلف بہانوں سے مذہب کے نام میں تبدیلی کریں؟

امامیہ کہلانے کے بھیانک نتائج

قارئین ذی وقار! لفظ امامیہ ہمارے بزرگوں کی کتاب سے ثابت نہیں ہوتا۔ الحمدللہ بزرگوں کی کتابوں کے متن اب بھی اس سے پاک ہے۔ جن کتابوں کو نور بخشی بزرگوں کی طرف منسوب کر کے پیش کی جاتی ہیں ان کا ایک ایک لفظ پکار کر

زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ میں جعلی ہوں۔ میری خشک زبان کہاں سید محمد نور بخش کی عارفانہ زبان کہاں؟ اور میری عامیانہ زبان کہاں شاہ قاسم فیض بخش کی حکمت و دانش سے بھری ہوئی زبان کہاں؟ میں فقہ احوط کے خلاف تاریخی حقائق کے خلاف نور بخشی تعلیمات کے خلاف ہوں۔

جن کتابوں کی جلد یا سرورق پر یہ لفظ 72 سال قبل درج ہوا ہے وہ غیر قانونی، غیر اخلاقی اور غیر اسلامی طریقہ ہے اسے دلیل بنا کر پیش کرنا ہمارے دوست کی جہالت، اہانت فی الجرم اور خیانت فی الدین ہے۔ ہمارے دوست کو ان کی شرعی حیثیت کا پورا پورا علم ہے۔ لیکن وہ اس جرم کی حمایت میں اتنا آگے جا چکا ہے جہاں سے واپسی دنیا پرستوں کے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ سوچ کر دین و ملت کے بہی خواہوں کے دل کانپ جاتے ہیں کہ

انجام گلستان کیا ہو گا؟

سلسلہ نوربخشیہ سے تعلق رکھنے والوں سے مخفی نہ رہنا چاہئے جب تک ہمارے لوگوں نے بزرگوں کی کتابوں کو اپنے لئے ضابطہ حیات بنالیا۔ سلسلہ نور بخشیہ کو فروغ ملتا رہا۔ اور اس سلسلے کے بزرگ دنیا کے کونے کونے میں پھیل کر دین اسلام کی اشاعت میں مصروف رہے۔ اس طرح ہزاروں غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں لے آئے۔ مگر جب ہمارا مرکز کمزور ہوا اور ہمارے علماء نے بزرگوں کی کتابوں کی بجائے غیر نور بخشی کتابوں کو اپنا لائحہ عمل بنایا۔ اپنے مذہب کی مشکل اور دشوار اعمال و مشاغل کے بجائے دوسرے مذاہب کی آسان اور مالی منفعت کے حامل مشاغل کا پتہ چلا کر یکے بعد دیگرے ان مشاغل کو نور بخشیہ میں رائج کرنے کی ٹھانی۔

اس طرح کام و دہن گرم رکھنے کا سامان تو ہوا لیکن نتیجہ کیا نکلا یہی کہ

کم از کم بلتستان کی حد تک

(أ) 1- وادی کھرمنگ کے مواضعات کی — 90 فیصد

2- وادی سکردو کی — 97 فیصد

3- وادی شگر کی — 63 فیصد

4- وادی کریس کی — 30 فیصد

5- وادی خپلو کی 5 فیصد

نور بخشی آبادی شیعہ امامیہ میں تبدیل مذہب کر گئی۔

(ب) چھوٹے چھوٹے اختلافی مسائل کو پہاڑ بنا کر نور بخشیوں کو دو گروہوں میں بانٹ دیا۔ یہ اختلافات اتنے غیر اہم ہیں کہ دو کپ چائے کی پیالی میں بہہ جائیں۔

بلتستان سے باہر

1- پوریگ کی کثیر نور بخشی آبادی شیعہ فرقے میں ضم ہو گئی۔

2- خانقاہ نور بخشیہ جدی بل (کشمیر) کو امام باڑہ بنا دیا گیا۔

3- جامع مسجد نور بخشیہ اسلام آباد کی تعمیر میں روڑے اٹکائے۔ اس کے باوجود اس کا شان استغنی یہ ہے کہ

شیعہ را با سنی و صوفی چہ کار
باید از این قوم بودن برکنار

(صفی علی شاہ)

(شیعوں کیلئے صوفیہ اور سنی سے کیا کام! ان سے الگ تھلگ رہنا چاہیئے)

دیکھا آپ نے ان کی بے نیازی۔ اس کے باوجود ہمارے دوست کا لازم و ملزوم کہنا اور ان کی شاخ قرار دینا "آ بیل مجھے مار" کے سوا کچھ نہیں۔ اور

"اس ہرنی کی خیر نہیں جو شیر کی جانب جائے گی"

کا مصداق ہے۔

ہمارے دوست کے اس قسم کی طفلانہ حرکت کا نوٹس نہ لیا گیا تو یہ ہمارے لئے بہت بڑی بدقسمتی کی بات ہو گی۔

باب چہارم

اس باب میں تصوف کی حقیقت،

صوفیہ نور بخشیہ کا سلسلہ

اور

نتیجے کا بیان ہے

NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

صوفیہ نوربخشیہ

قارئین گرامی! پچھلے ابواب میں راقم نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہمارے مذہب کا افتخاری نام امامیہ صوفیہ نور بخشیہ نہیں لفظ امامیہ کا ہمارے مذہب کے ساتھ سرے سے تعلق ہی نہیں ہے کیونکہ:۔

1- ہمارے بزرگوں نے اس لفظ کو اپنی کتابوں میں جگہ تک نہیں دی۔

2- جہاں ہمارے مذہب کا نام آیا وہاں اس لفظ کی بجائے "مذہب صوفیہ" درج کیا۔

3- ہمارے بزرگوں کے لئے یہ لفظ بالکل اجنبی اور نامانوس ہے۔

4- آج سے 73 سال قبل اصول اعتقادیہ کے سرورق پر اسے درج کیا وہ بددیانتی اور بے ایمانی پر مبنی جسارت ہے۔ جس کی شریعت میں کوئی حیثیت نہیں بلکہ اصول، اخلاق، قانون اور شرعی لحاظ سے اس قسم کے حک و اضافہ کی گنجائش سرے سے موجود نہیں ہے۔

5- نور بخشیہ اور مصابیح الاسلام میں بے شک یہ نام ہے۔ مگر یہ کتابیں کسی شیخ طریقت یا بزرگ کی نہیں بلکہ سراسر جعل و افترا پر مبنی ہے۔ یہ نالائق اعتبار اور ناقابل عمل ہے۔ فیض بخش کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

6- قرآن و حدیث سے بے شک آئمہ کا اثبات ہوتا ہے لیکن امامیہ کا نہیں۔

7- اسی طرح اعمال اور معتقدات سے بھی امامیہ ثابت نہیں ہوتا۔

8- امامیہ ایک معروف مسلمان فرقے کا فخریہ نام ہے اور اس کا اسم علم بھی ہے۔

9- "امامیہ" نامی رسالے سے بات نہیں بن سکتی کیونکہ ہماری سینکڑوں کتابیں اور ناموں سے موجود ہیں۔ دنیا میں کسی کتاب کے نام کی بناء پر مذہب یا جماعت بننے کی کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ مذکورہ کتاب دراصل آئمہ مساجد کے لئے ہیں جس کی وجہ سے اس کا نام امامیہ رکھا گیا تھا۔ یہ بھی فیض بخش کی نہیں ہے

10- امامیہ اس شیعہ فرقے کا نام ہے جو سوائے بارہ آئمہ کے کسی اور کی ولایت و امامت کا سرے سے منکر ہے۔

سوال یہ ہے کہ پھر ہمارے مذہب کا نام کیا ہے؟

جواب یہ ہے کہ ہمارے مذہب کا نام صرف اور صرف صوفیہ ہے یہ وہ نام ہے جسے!

1- ہمارے بزرگوں نے اپنی کتابوں میں درج کیا۔ اور طریق صوفیہ اپنانے کی ہدایت کی۔
2- اس نام پر کتابیں لکھیں۔
3- بستیاں آباد کیں اور ادارے قائم کئے۔
4- اسی لفظ کے فضائل و مناقب اور مفہوم و معانی واضح کئے۔
5- غیر نور بخشی لوگوں نے اپنی کتابوں میں ہمارے بزرگوں کا صوفی کی حیثیت سے تعارف لکھا۔
6- صوفیاء کے تذکروں میں ہمارے بزرگوں کا نام آیا اور ہمارے بزرگوں کے تذکروں میں دوسرے صوفی لوگوں کے تراجم آئے۔
7- ہمارے تمام اعمال، اشغال اور معتقدات فقہی مکاتب فکر سے میل نہیں کھاتے بلکہ سب کے سب صوفیانہ ہیں۔
8- غیر نور بخشی محققین کا اتفاق ہے کہ سلسلہ نور بخشیہ ایک صوفی فرقہ ہے۔

ثابت ہوا کہ نام مذہب "صوفیہ" ہے۔ اور نور بخشیہ اس لئے کہ

1- دنیا میں صوفیوں کے کئی سلسلے ہیں اس سے امتیاز کے لئے۔
2- ہم میر سید محمد نور بخش کے پیروکار ہیں۔ نور بخشی تاریخ میں سید محمد نور بخش کے بعد کوئی ایسی جامع کمالات شخصیت نہیں آئی۔ جو میر سید نور بخش پر فائق ہو چنانچہ اس وقت سے اب تک سلسلہ کا نام ان کے نام نامی سے نور بخشیہ چلا آتا ہے۔ لہٰذا ہمارا افتخاری نام ہے۔

"صوفیہ نور بخشیہ"

جسے ہم صرف اور صرف نور بخشیہ بھی کہہ سکتے ہیں اور کئی صدیوں سے صرف یہی نام کہتے آئے ہیں صرف یہی ایک یا دونوں ملا کر کہلانے سے کوئی قیامت نہیں ٹوٹتی اور نہ یہ ہماری تعلیمات کے منافی ہے نہ یہ تاریخی حقائق کے منافی ہے۔

NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

زنجیرہ صوفیہ نور بخشیہ

حضرت میر سید محمد نور بخش نے اپنی دو کتابوں (1) کشف الحقائق اور (2) صحیفۃ الاولیا میں اپنا شجرہ طریقت درج کیا ہے۔ یہی شجرہ تحفۃ الاحباب از محمد علی کشمیری' فقریہ' داؤدیہ' سلسلۃ الاولیاء' الطالقانیہ از شاہ ہمدان اور مفاتیح الاعجاز از شمس الدین لاہجی میں آئے ہیں۔ ان کے علاوہ ان تمام تاریخی کتابوں میں آئے ہیں جن میں سلاسل تصوف کا ذکر ہے۔ یہ منظوم شجرہ شاہ سید کی اپنی تحریر ہے۔

بود خواجہ اسحاق شیخم بدان
کہ در دور خود بود قطب جہاں

میرا شیخ خواجہ اسحاق تھا جو اپنے زمانے کا قطب جہاں تھا۔

دگر شیخ وی بود سید علی
کہ جامع چودی کس نیامد ولی

ان کا شیخ سید علی ہمدانی تھا وہ جیسا جامع کوئی ولی نہیں گزرا۔

دگر شیخ محمود از مزدقان
بود شیخی اعلش حقیقت بدان

ان کا شیخ محمود مزدقانی ہے وہ حقیقی معنوں میں شیخ طریقت تھا۔

علا دولہ باشد دگر شیخ وی
کہ در ملک معنی است دارا وکی

ان کا شیخ علاؤ الدولہ (سمنانی) تھا جو معنوی مملکت کے دارا و کیقباد تھے۔

دگر نور دین عبدالرحمن طلب
کہ شدز اسفرائین بملک عرب

ان کا شیخ عبدالرحمن تھا جو اسفرائین (ایران) سے عرب جابسا۔

دگر احمد جور فانی بود
کہ در بحر اطوار فانی بود

ان کا شیخ احمد ذاکر جوزفانی (جرجانی) تھا وہ بحر اطوار کے فانی تھے۔

دگر ابن لالا علی از جون
کہ ارباب ارشاد گشت اوعلون

ان کے شیخ شیخ علی بن لالا تھا جو ارباب ارشاد میں علو مرتبت تھے۔

دگر نجم کبری کہ از خیوق است
کہ در عصر خود مرشد مطلق است

ان کے شیخ نجم الدین کبری خیوقی تھے جو اپنے زمانے کا مرشد مطلق تھا۔

دگر شیخ عمار یاسر بود
کہ بذلش ازوبس نہ قاصر بود

ان کے شیخ عمار یاسر بدیسی تھے جن کی سخاوت بہت زیادہ ہے۔

دگر بو نجیب است از سہرورد
کہ اتباع اوبند اقطاب و فرد

ان کے شیخ ابو نجیب سہروردی تھے ان کے پیروکار اقطاب و افراد ہیں۔

دگر گشت غزالی احمد بنام
کزو ماندہ اند اولیاء تا قیام

ان کے شیخ احمد غزالی نامی ہیں جن سے قیامت تک اولیاء باقی ہیں۔

دگر شیخ ابوبکر نساج بود
کہ گوی ولایت میدان ربود

ان کے شیخ ابوبکر نساج تھے۔ جنہوں نے گوئے ولایت میں سبقت لے گیا۔

دگر شیخ ابوالقاسم گر کان
کہ قطبیت در وقت خود بے گمان

ان کے شیخ ابوالقاسم گرکانی ہیں جو اپنے زمانے میں بے شک قطب تھے۔

دگر شیخ ابو عثمان مغربی
کہ بود او بکشف و عیان نبی

ان کے شیخ ابو عثمان مغربی تھے۔ وہ کشف و عیاں کے خبر دینے والے تھے۔

دگر بد علی کاتب از اولیاء

کہ بود او بدوران خود مقتدا

ان کے شیخ ابو علی کاتب اولیاء سے تھے وہ اپنے زمانے کا مقتدا و قائد تھا۔

دگر بوعلی رود باری شمر

کہ نبود چووی مرشد معتبر

ان کے شیخ ابو علی رودباری کو سمجھ وہ جیسا مرشد معتبر کوئی نہ تھا۔

دگر خود جنید است سلطان فقر

کہ بغداد ازو برجہاں کرد فخر

ان کے شیخ سلطان فقر جنید بغدادی تھے جن کی وجہ سے بغداد کو دنیا پر فخر ہے۔

دگر خال صوری و شیخش سری است

کہ در شہر معنی ورا سروری است

ان کے شیخ اور ماموں سری سقطی تھے شہر معنی میں ان کی بادشاہت تھی۔

دگر شیخ معروف کرخی بود

کہ او لائق صدر شیخی بود

ان کے شیخ معروف کرخی تھے آپ شیوخ طریقت کی صدارت کے لائق ہیں۔

دگر شیخ وی خود علی رضا است

کہ در شرق و غرب او امام ہدیٰ است

ان کے شیخ امام علی رضا ہیں آپ مشرق و مغرب کا امام ہدا ہیں۔

دگر ہست موسیٰ کاظم بنام

کہ وی را پدر بود و شیخ و امام

ان کے والد حضرت امام موسیٰ کاظم تھے ان کے شیخ اور امام بھی تھے۔

دگر جعفر صادق است بے نظیر

کہ وی را امام و پدر بود و پیر

ان کے بعد حضرت امام جعفر صادق ہیں آپ ان کے والد بھی تھے اور امام و پیر بھی۔

دگر پیر بود و پدر در نسب
محمد کہ باقر بود در لقب

ان کے پیر اور والد حضرت محمد تھے جن کا لقب باقر تھا۔

دگر ہم علی زین عباد بود
کہ پیر و پدر بود و استاد بود

ان کے والد، استاد اور پیر حضرت امام علی زین العابدین تھے۔

دگر خود حسین است در کربلا
کہ وی را پدر باشد و مقتدی

ان کے والد اور مقتدی شہید کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام تھے۔

دگر شاہ مردان علی مرتضیٰ است
کہ پیر و پدر مرشد و راہنما است

ان کے پدر گرامی، پیر اور راہنما و مرشد شاہ مردان حضرت علی مرتضیٰؑ تھے۔

دگر مصطفیٰ پیر و پیغمبر است
کہ خلق جہاں را ہمہ رہبر است

(صحیفۃ الاولیاء صفحہ 56، 57)

ان کے پیر حضرت محمد رسول اللہؐ تھے جو تمام جہاں کے لوگوں کا راہبر ہے۔

سلسلہ صوفیہ نور بخشیہ

۱۔ رسول اللہؐ	سلسلۃ الذہب
۲۔ امام علیؑ	
۳۔ امام حسینؑ	
۴۔ امام زین العابدینؑ	
۵۔ امام محمد باقرؑ	
۶۔ امام جعفر صادقؑ	
۷۔ امام موسیٰ کاظمؑ	
۸۔ امام علی رضاؑ	

معروفیہ

۹- شیخ معروف کرخی
۱۰- شیخ سری سقطی

جنیدیہ

۱۱- شیخ جنید بغدادی
۱۲- شیخ ابو علی رودباری
۱۳- شیخ ابو علی کاتب
۱۴- شیخ ابو عثمان مغربی
۱۵- ابوالقاسم گرگانی
۱۶- شیخ ابو بکر نساج
۱۷- شیخ احمد غزالی

سہروردیہ

۱۸- شیخ ابو نجیب سہروردی
۱۹- شیخ عماریا سربدلیسی

کبرویہ

۲۰- شیخ نجم الدین کبری
۲۱- شیخ علی لالا
۲۲- شیخ احمد جوزجانی
۲۳- شیخ عبدالرحمن اسفرائینی
۲۴- شیخ علاؤالدولہ سمنانی
۲۵- شیخ محمود مزدقانی

ہمدانیہ

۲۶- سید علی ہمدانی
۲۷- خواجہ اسحاق ختلانی

نوربخشیہ

۲۸- سید محمد نوربخش
۲۹- شاہ قاسم فیض بخش
۳۰- میر شمس الدین عراقی
۳۱- میر دانیال شہید

۳۲۔ میر شمس الدین رشید
۳۳۔ میر دانیال دانا
۳۴۔ میر حسن رہنما
۳۵۔ میر ابو سعید
۳۶۔ میر مختار اخیار
۳۷۔ میر جلال الدین معصوم
۳۸۔ میر نجم الدین ثاقب
۳۹۔ میر محمد نورانی
۴۰۔ میر شاہ جلال
۴۱۔ میر محمد شاہ
۴۲۔ میر سید محمد اکبر
۴۳۔ میر خانہ علوم
۴۴۔ میر محمد شاہ
۴۵۔ میر عون علی

تصوف

صاف شو با حق نہاں و آشکار
صوفیان صاف را این است کار

تصوف کیا ہے؟ خدا سے ملنے اور اسے پانے کی شدید آرزو کا نام ہے۔۔ جو دین اسلام کی اصل روح ہے جو انسان کو اپنے مقصود حقیقی و مطلوب اصلی سے لو لگائے رکھنے پر آمادہ رکھتا ہے۔ اس طرح نہ صرف اس کے ظاہر کو مسلمان بناتا ہے بلکہ دل و نگاہ کو بھی سچا مسلمان بناتا ہے۔

تصوف ایک عالمگیر صداقت ہے کیونکہ یہ دین کی روح ہے اور دین ایک عالمگیر نظام ہے۔ جس کا ایک الگ نظام ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر انسان اپنا مقصود پا لیتا

NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

ہے' منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔ اور معبود و مطلوب حقیقی کی رضا حاصل کر سکتا ہے۔ دونوں جہانوں کی کامرانی سے ہم کنار ہو سکتا ہے۔

ذیل میں سلسلہ عالیہ نور بخشیہ کا صوفیہ نور بخشیہ ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

تصوف احادیث سے

تصوف اور صوفیہ کے بارے میں علمائے ظواہر کا اتفاق ہے کہ یہ دوسری صدی ہجری میں ایجاد ہوا۔ عہد رسالت' تابعین اور تبع تابعین میں یہ سرے سے موجود ہی نہ تھا۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ رسول اللہؐ کے زبان مبارک سے درج ذیل روایات بکثرت کتابوں میں نقل ہوئی ہیں۔

حدیث نمبر1

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ۔

من سره ان یجلس مع الله فلیجلس مع اهل تصوف ترجمہ: جو اللہ تعالی کے ساتھ بیٹھنا چاہے اسے چاہئے کہ اہل تصوف کے ساتھ بیٹھے۔

(مناقب الصوفیہ صفحہ 36' نور المومنین صفحہ 44' مقصود المومنین' ریاض السیاحہ صفحہ 120)

یہ حدیث مندرجہ بالا صورت کے علاوہ سرہ کی جگہ اراد بھی آیا ہے اور بعض کتابوں میں مع الصوفی بھی آیا ہے۔ بہرحال ہر صورت میں مطلب وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا ہے۔ اسی مفہوم کو مولانا روم اس طرح ادا کرتے ہیں۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء

حدیث نمبر2

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ سے سوال کیا گیا کہ

من اقرب الی الله یوم القیامته؟ فقال الانبیاء ثم الشهداء ثم اهل التصوف ترجمہ: قیامت کے دن اللہ تعالی سے سب سے قریب کون ہوں گے؟ فرمایا انبیاء کرام' پھر شہداء اور پھر اہل تصوف (مناقب الصوفیہ صفحہ 36)

حدیث نمبر3

مرحوم اخوند حمزہ علی بشارت مصطفیٰ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لا تطعنوا علی اهل التصوف والخرق اخلاقهم اخلاق الانبیاء و لباسهم لباس الانبیاء ترجمہ: اہل تصوف اور خرقہ کو کچھ نہ کہا کرو کیونکہ ان کا اخلاق انبیاء کے اخلاق اور ان کا لباس (خرقہ) انبیاء کے لباس ہیں۔ (نور المومنین صفحہ 66 ریاض السیاحہ صفحہ 120)

حدیث نمبر4

مرحوم اسی کتاب کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ۔

راغبوا فی دعاء اهل التصوف واصحاب الجوع والعطش فان الله ینظر الیهم ویسرع فی اجابتهم۔ ترجمہ: اہل تصوف (صوفیہ) اور بھوک و پیاس میں مبتلا لوگوں سے دعا کرانے کی رغبت رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف (بنظر رحمت) دیکھتا ہے اور قبول فرمانے میں جلدی کرتا ہے۔ (نور المومنین صفحہ 66 ریاض السیاحہ صفحہ 120)

حدیث نمبر5

من سمع صوت اهل تصوف فلا یومن علی دعائه کتب عند الله من الغافلین ترجمہ: جس نے اہل تصوف کی دعوت سنی اور اس پر کان نہ دھرا اس کا شمار اللہ کے نزدیک غافلوں میں ہوگیا۔ (کشف المحجوب صفحہ 27 حقیقت تصوف صفحہ 199)

تصوف بزبان امیر المومنینؑ

اخوند حمزہ علی مرحوم و مغفور علامہ مجلسی کی بحار الانوار اور ابن ابی جمہور لحساوی کی عوالی اللیالی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ

التصوف اربعة احرف تاء وصاد وواو وفاء التاء ترک الدنیا و توبة وتقاء والصاد صبر وصدق وصفاء والواو ود وورد و وفاء و

الفاء فرد وفناء وفقر ترجمہ: تصوف چار حروف پر مشتمل ہے وہ ہے ت' ص' و اور ف۔ ت سے ترک دنیا' توبہ اور تقویٰ ہے' ص سے صبر' صدق اور صفا ہے' واؤ سے ود (محبت حق)' و فا اور ورد ہے اور ف سے فرد' فنا اور فقر ہے۔ (نور المومنین صفحہ 66)

یہی روایت قطب الدین عنقا احمد بن فہد کی عوالی نامی کتاب کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ

که تصوف را مرکب از چهار حرف تا و صاد و واو و فاء دار
تاء ترک و توبه آمد با تقا صاد صبر و صدق باشد با صفا
واؤ را ہم ورد و ود. وان ہو وفا فاء آن را فقر و فرد و ہم فنا

(مثنوی مزامیر حق صفحہ 4)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

تصوف خوش خوئی کو کہتے ہیں جو زیادہ خوش خو ہوتا ہے وہ زیادہ صوفی ہوتا ہے مرآت الاسرار صفحہ 113)

معروف کرخی

آپ حضرت امام رضا علیہ السلام کے شاگرد' اور حضرت سری سقطی کے استاد تھے۔ آپ دو طریقوں سے حضرت علیؓ تک پہنچتے ہیں (1) حضرت امام رضا کے ذریعے اور (2) حضرت داؤد طائی کے ذریعے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ

صحبت با صوفیان کن صوفیوں کے ساتھ صحبت رکھو

(سیر عرفان صفحہ 81)

زین الدین کیائی کا بیان

معروف کرخی مرشد و معلم سری سقطی از صوفیان قرن دوم است

معروف کرخی سری سقطی کے مرشد اور استاد تھے آپ دوسری صدی ہجری کے (مشائخ صوفیہ میں سے تھے۔ (سیر عرفان صفحہ 115)

حضرت شیخ سری سقطی

آپ حضرت معروف کرخی کے شاگرد اور جنید بغدادی کے استاد تھے۔ آپ

تصوف میں بڑا اونچا مقام رکھتے تھے۔ آپ کے اقوال بیسیوں کتابوں میں موجود ہیں جن سے آپ کی علمی مقام اور روحانی رسوخ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ آپ کے بارے میں اہل علم کی رائے پیش کی جاتی ہے۔

میرولی الدین ہندوستان

آپ حضرت معروف کرخی کے مرید تھے مقتدائے زمان و شیخ وقت اور امام اہل تصوف تھے اصناف علم میں کامل تھے

(رموز عشق صفحہ 56)

علی قویمی (ایران)

ابوالحسن سری بن المغلس السقطی امام اہل تصوف و در اصناف علم بکمال بودہ	ابو الحسن سری سقطی اہل تصوف کے امام اور اصناف علم میں کامل تھے

(ضمیمہ کشف المجوب صفحہ 374)

ابوالمنصور سرہدی

بغداد میں شیخ سری سقطی پہلے شیخ تھے جنہوں نے تصوف کے ذریعے توحید کا درس عام کیا۔" (سب رنگ صفحہ 104)

حضرت شیخ جنید بغدادی (صوفیہ نوربخشیہ کے گیارہویں قطب)

حضرت سری سقطی کے شاگرد رشید اور ابوعلی رودباری وغیرہ کے استاد تھے۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ دستیاب کتابوں کی فہرست کتاب ہذا میں موجود ہے۔ آپ طاؤس العلماء' سید الطائفہ' امام تصوف کے القاب سے ملقب ہیں آپ کے بارے میں مصنفین کا بیان ہے کہ:

1- میرولی الدین

"آپ سلطان طریقت پیشوائے اہل حقیقت اور مقتدائے زمان تھے۔ صوفیہ کے آئمہ اور سادات میں سے تھے آپ کو سید الطائفہ اور امام آئمہ مانا گیا ہے۔" (رموز عشق صفحہ 63)

2- معصوم علی شیرازی

''آپ صوفیوں کے امام اور سردار ہیں۔'' (طرائق الحقائق جلد دوم صفحہ 388)

3- حنیف ندوی

''آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے تصوف کو خاص نظریات سے روشناس کرایا اور اسے ایک متعین پیرایہ بخشا۔'' (تعلیمات غزالی صفحہ 21)

ابو علی رودباری (صوفیہ لوز بخشیہ کے بارہویں قطب)

آپ کا نام محمد والد کا نام قاسم اور رودبار (ایران کے رہنے والے تھے۔ پہلے شہزادہ تھا پھر سب کچھ چھوڑ کر راہ تصوف اختیار کیا۔ آپ حضرت شیخ جنید بغدادی کے شاگرد اور ابو علی کاتب کے استاد ہیں۔ آپ شاعر بھی تھے آپ کے اقوال اشعار کتابوں میں بکثرت ملتے ہیں۔

تصوف کے بارے میں ارشاد

تنازع الناس فی الصوفی واختلفوا
قد ما و ظنوہ مشتقا من الصوفی
و لست اھل ھذا الاسم غیر فتی
صافی فصوفی الی ان لقب الصوفی

ترجمہ: لوگ لفظ صوفی کے صوف سے اشتقاق میں جھگڑتے ہیں مگر میں اسے ہی صوفی کہوں گا جو باطنی معاملات کی صفائی کی بنا پر صوفی سے ملقب ہو

(قرآن اور تصوف صفحہ 10)

آپ کے بارے میں اہل علم کا فیصلہ ہے کہ

گنج بخش

''آپ نوجوانان متصوفہ کے بزرگ تھے اور اعمال طریقت میں عظیم درجہ رکھتے تھے۔'' (کشف المحجوب صفحہ 315)

عبدالرحمان جامی

"آپ کا شمار صوفی شعراء میں ہوتا ہے۔" (نفحات الانس صفحہ 201)

ابو عثمان مغربی (صوفیہ نوربخشیہ کے چودھویں قطب)

آپ کا نام سعید اور والد گرامی کا نام سلام تھا اور مغرب (شمالی افریقہ کے رہنے) والے تھے۔ یوں آپ ابو عثمان مغربی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ حضرت ابو علی کاتب کے شاگرد اور ابوالقاسم گرگانی کے استاد ہیں۔ آپ بہترین خطاط بھی تھے۔ آپ کے بارے میں اہل علم یوں لکھتے ہیں۔

سید قاسم محمود

"ابو عثمان سعید بن سلام مغربی مشہور صوفی، ولی کامل تھے۔" (شاہکار انسائیکلوپیڈیا صفحہ 89)

شیخ ابوالقاسم گرگانی (صوفیہ نوربخشیہ کے پندرہویں قطب)

شیخ ابوالقاسم جرجانیہ ایران کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت ابو عثمان مغربی کے مرید اور ابوبکر نساج کے استاد ہیں۔ آپ کا ایک منفرد شاگرد سید علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش بھی ہیں۔ جنہوں نے کشف المحجوب نامی کتاب لکھی۔ جو پوری دنیا میں مشہور کتاب ہے آپ کے بارے میں داتا صاحب لکھتے ہیں۔

"آپ متاخرین صوفیہ کے قطب وقت ہیں۔ آپ عارف بے نظیر اور صوفی بے بدیل ہیں۔" (کشف المحجوب صفحہ 330)

شیخ احمد غزالی (صوفیہ نوربخشیہ کے سترہویں قطب)

آپ مشہور فلسفی اور صوفی امام محمد غزالی کے بھائی ہیں آپ شیخ ابوبکر نساج کے شاگرد اور شیخ ابونجیب سہروردی کے استاد تھے۔ آپ نے بہت سے کتابیں تصوف کے موضوع پر لکھی ہیں۔ جن میں سے بعض کئی زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع ہوئی ہیں۔ اردو زبان میں اب تک صرف بحرالحقیقۃ نامی کتاب شائع ہوئی ہے۔ آپ کی کتابوں کے بارے میں تذکرہ روز روشن یوں لکھتے ہیں۔

محمد حسین سنبھلی

"رسائل تصوف ازوی خیلی پاکیزہ و لطیف است"
"آپ کے رسائل تصوف بہت پاکیزہ اور لطیف ہے" (تذکرہ روز روشن صفحہ 37)

آپ کے صوفیہ سے ہونے کی درج ذیل لوگ تصدیق کرتے ہیں۔

احمد مجاہد

"شیخ احمد غزالی طریق اہل تصوف و طریقت برگزید و مرید شیخ ابوبکر گردید"

شیخ احمد غزالی نے راہ تصوف و طریقت اختیار کی اور شیخ ابوبکر کے مرید ہوئے۔

(مقدمہ مجموعہ 124)

نذیر رانجھا

"احمد غزالی ایک صوفی منش آدمی تھے" (بحرالحقیقہ 19)

زین الدین کیائی

"احمد غزالی بھی صوفیہ میں سے ہیں انہوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔"
(سیروسلوک صفحہ 70)

عبدالرحمان چشتی

"امام ارباب طریقت' غریق بحر حقیقت بیباک از ذوق عالی شیخ ابوالفتح احمد بن محمد غزالی قدس سرہ کا مجتہدین صوفیاء میں شمار ہوتا ہے" (مراۃ الاسرار صفحہ 512)

ابو نجیب سہروردی (صوفیہ نوربخشیہ کے اٹھارہویں قطب)

آپ کا نام عبدالقاہر لقب ضیاء الدین کنیت ابو نجیب ہے۔ آپ سہرورد (ایران) کے رہنے والے تھے اسی مناسبت سے ابو نجیب سہروردی مشہور ہیں۔ آپ شیخ احمد غزالی کے شاگرد اور شیخ عمار یاسر بدلیسی کے استاد تھے۔ آپ نے آداب المریدین کے

نام سے ضخیم کتاب لکھی۔ جو اردو، فارسی اور فرانسیسی زبان میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکی ہے۔ سید محمد گیسودراز نے اس کی شرح لکھی۔ اس کتاب میں آپنے آداب و شرائط و احکام صوفیہ پر سیر حاصل بحث کی ہیں۔

آپ کے بارے میں مشاہیر لکھتے ہیں۔

شمس الحسن خان

"آپ چھٹی ہجری کے مشہور صوفیائے کرام سے تھے۔" (مقدمہ عوارف المعارف صفحہ 33)

سید قاسم محمود

"آپ چھٹی صدی کے ایک صوفی بزرگ ہیں علم ظاہری کے بعد علم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔" (شہکار انسائیکلوپیڈیا 971)

محمد رضا خالقی

"ابو نجیب سہروردی از مشائخ صوفیہ قرن ششم کہ نسبت وی در طریقت بہ شیخ احمد غزالی می رسد"

"شیخ ابو نجیب سہروردی ششم صدی ہجری کے مشائخ صوفیہ سے ہیں۔ آپ کی نسبت شیخ احمد غزالی سے ملتا ہے۔"

(مفاتیح الاعجاز صفحہ 703)

شیخ نجم الدین کبری (صوفیہ نوربخشیہ کے بیسویں قطب)

آپ تقریبا تمام صوفی سلسلوں کے قطب اور شیخ طریقت ہیں۔ آپ نے بکثرت کتابیں لکھی۔ تمام کتابیں تصوف کے موضوع پر ہیں۔ اور ہر کتاب علوم و معارف کا خزانہ ہیں۔ آپ نے اداب صوفیہ کے نام سے ایک الگ کتاب بھی لکھی۔ اس کتاب میں صوفیوں کے مخصوص چند اشغال کی تشریح و توضیح کی۔ آپ کی یہ کتاب پہلی بار آداب المریدین کے غلط نام سے چھپی۔ کیونکہ کتاب کے تمام متن میں آداب المریدین کی بجائے آداب الصوفیہ مرقوم ہے دوسری بار یہ "آداب الصوفیہ"

کے درست نام سے شائع ہوئی ہے۔ بعض بزرگوں نے اس کتاب کی شرح بھی لکھی ہے۔

محمد رضا خالقی لکھتے ہیں۔

"نجم الدین کبری از کبار مشائخ صوفیہ در اواخر قرن ششم و اوائل قرن ہفتم ملقب بہ شیخ ولی تراش زیرا بسیاری از مشائخ زیر دست او تربیت شدہ اند"

"نجم الدین کبری ششم و ہفتم ہجری کے مشائخ صوفیہ کے اکابر میں سے ہیں۔ آپ شیخ ولی تراش سے ملقب ہیں۔ کیونکہ بہت سے مشائخ آپ سے تربیت یافتہ ہیں۔"

(مفاتیح الاعجاز صفحہ 703)

زین الدین کیانی

"شیخ نجم الدین کبری مشاہیر و اکابر صوفیہ میں سے ہیں۔ صوفیہ کے بہت سے سلسلے ان سے چلتے ہیں۔" (سیر و سلوک صفحہ 71)

شیخ علی لالا غزنوی (صوفیہ نور بخشیہ کے اکیسویں قطب)

آپ حضرت شیخ عمار یاسر بدلیسی کے خلیفہ اور حضرت شیخ احمد ذاکر کے استاد تھے۔ آپ کے بارے میں حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی کا بیان ہے کہ

علاؤالدولہ سمنانی

"آپ کے والد گرامی خود ایک صوفی تھے اور ابویوسف ہمدانی کے مرید تھے۔ آپ نے فقر و سلوک کی ابتدائی باتیں اپنے والد گرامی سے سیکھی تھیں" (چہل مجلس صفحہ 80)

نور اللہ شستری

"رضی الدین علی لالا کہ از اکابر صوفیہ است" (مجالس المومنین صفحہ 259)

"رضی الدین علی لالا صوفیہ حقہ کے اکابر میں سے ہیں۔"

شیخ احمد ذاکر جوزجانی (بائیسویں قطب)

آپ بہت کم بولتے تھے اور ہر وقت ذکر خدا میں مصروف رہا کرتے تھے۔ اس

لئے لوگوں میں احمد اصم (گونگا) اور ذاکر کے نام سے مشہور تھے۔ آپ حضرت شیخ عمار یاسر کے شاگرد اور علی لالا غزنوی کے استاذ تھے۔

مہدی محقق

"خصوصیت شیخ احمد جوزیانی (جوزجانی) تصوف زاہدانہ و خاموشی بود"

"شیخ احمد جوزیانی (جوزجانی) کی خصوصیت تصوف زاہدانہ اور خاموشی تھی۔"

(مقدمہ کاشف الاسرار صفحہ 10)

وہی مصنف مزید لکھتا ہے۔

"شیخ احمد گوریانی طریق تصوف را از شیخ علی لالا اخذ کرد"

"شیخ احمد گوریانی (جوزجانی) نے شیخ علی لالا نے طریق تصوف اخذ کیا۔"

حضرت شیخ عبدالرحمٰن اسفرائنی (تیئسویں قطب

آپ حضرت علی لالا غزنوی کے شاگرد اور شیخ علاؤالدولہ سمنانی کے استاد و مرشد ہیں۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں ان میں سے نو کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ آپ کی ان کتابوں میں تصوف میں اپنی سرگزشت اور دوسرے صوفیانہ اشغال و اعمال اور مقامات و منازل کا بیان ہے۔

آپ نے آداب خلوت و عزلت کے موضوع پر ایک مستقل رسالہ لکھا۔ جس میں آپ فرماتے ہیں۔

صوفیہ صوف سے مشتق ہے چاہئے کہ صوفی میں یہ اوصاف ہوں۔

بصاد! قدم صدق و صفا از خود طلب کند۔ و بواؤ! وصلت بحضرت خداوند از خود طلب کند و بفای! فراغت از غیر خدا از خود طلب کند تا اسم تصوف بر ایشان مجاز نشود۔

صاد سے صدق و صفا واؤ سے وصال حق فا سے غیر خدا سے فراغت کے اوصاف پیدا ہوں تب اسم تصوف مجازی نہیں (بلکہ حقیقی منطبق) ہو گا۔

(کاشف اسرار صفحہ 122)

مہدی محقق

"مقدمہ رسالہ خلوت نشینی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بغداد آنے سے پہلے ہی

بہ ارشاد صوفیان مشغول بود" "صوفیوں کی ارشاد و تربیت میں مشغول تھے۔" (مقدمہ کاشف الاسرار صفحہ 11)

شیخ علاؤالدولہ سمنانی (چوبیسویں قطب)

آپ نے تصوف کے موضوع پر بکثرت کتابیں لکھیں ان میں سب سے بڑی اور مشہور العروۃ لاھل الخلوۃ والجلوۃ ہے۔ آپ نے سمنان میں پورے ایک علاقے کو خرید کر وقف کیا۔ وہاں خانقاہ قائم کی جہاں صوفیوں کی تعلیم و تربیت کا پورا پورا بندوبست تھا۔ جس علاقے کو آپ نے آباد کر کے وقف کیا اسے "صوفی آباد" کا فی نام دیا۔ یہ خانقاہ اور بستی اب بھی موجود ہے۔ صوفی آباد کے بارے میں آپ خود فرماتے ہیں۔

"صافی است از شرک شرکت صوفی آباد ای عماد
کردہ ام بر لطف ایزد در بنایش اعتماد
آب آن جاری و صوفی باد برخوردار ازان
تا جہاں آباد باشد آن بنا آباد باد"
وقف کردم حاصلش بر صوفیان و ذاکران
تا دل صوفی شود صافی دریں انشاد شاد

(ثمنانہ وحدت صفحہ 135)

آپ تصوف کے بارے میں فرماتے ہیں۔

این حرف تصوف توندانی زکجا است ت توبہ و صاد صدق و واوش زوفا است
ف اول فقر دان کہ او کوی فنا است ہر کس کہ درو قدم نہد اہل رضا است

(ایضاً صفحہ 125)

نیز آپ فرماتے ہیں۔

گو در رہ صوفیان قدم نہ
ہر مرد کہ طالب کمال است

(ایضاً صفحہ 72)

محمد رضا خانقی

علاؤ الدولہ سمنانی از کبار مشائخ صوفیہ و از شاعران و نویسندگان قرن ہفتم و ہشتم ہجری است

آپ ساتویں آٹھویں صدی ہجری کے بڑے مشائخ صوفیہ، شعراء اور لکھنے والوں میں سے تھے۔

(مفاتیح الاعجاز صفحہ 703)

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی (چھبیسویں قطب)

آپ نے تصوف اور صوفیہ کے موضوع پر چہل مقام صوفیہ اور اصطلاحات الصوفیہ کے ناموں سے دو الگ الگ کتابیں تصنیف کیں۔ یہ دونوں کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور ان کے قلمی بیسیوں نسخے عالمی کتابخانوں کی زینت ہیں۔

فرماتے ہیں کہ

صوفی را چہل مقام است باید تا قدم وی در کوی تصوف درست آید (چہل مقام صوفیہ صفحہ 1)

صوفی کے لئے 40 مقامات ہیں۔ چاہئے کہ کوئے تصوف میں صوفی کا قدم درست آئے۔

آخر میں لکھتے ہیں۔

این چہل مقام پیغمبران را بوده است اولین مقام آدم است و آخرین مقام محمد رسول اللہ

یہ چالیس مقامات پیغمبروں کو حاصل تھے۔ سب سے پہلے مقام حضرت آدمؑ کا اور سب سے آخری حضرت محمدؐ کا ہے۔ (چہل مقام صوفیہ صفحہ 1)

مشاہیر آپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

سید محمود آزاد

NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

حضرت شاہ ہمدان ایک صوفی صافی اور درویش باصفا ہی نہ تھے بلکہ اعلیٰ درجہ کے شاعر اور ایک بلند پایہ مصنف بھی تھے۔ (تاریخ کشمیر صفحہ 124)

سیدہ اشرف ظفر لکھتی ہیں۔

آپ باصفا صوفی، پاک باز عارف اور صاحب نظر ولی تھے۔ (سید علی ہمدانی صفحہ 149)

میر سید محمد نور بخش د ۱ ستائیسویں قطب

آپ کی تصانیف میں سے اصول اعتقادیہ اور فقہ احوط تصوف کے موضوع پر نہیں ہے باقی تمام تصانیف تصوف کے موضوع پر ہیں۔ مذکورہ کتابوں میں بھی آپ نے جا بجا ظاہری احکام کے ساتھ ساتھ باطنی احکام و مسائل بیان کئے ہیں۔ جو آپ کی ان کتابوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

قاضی سرای شرع و ملت مفتی حقیقت و طریقت

ہم صوفی و شیخ خانقاہیم ہم مرشد سالکان را ہیم

(واردات نور بخش صفحہ 60)

آپ نے شیخ شمس الدین لاہجی کو اجازت نامہ لکھ کر دیا۔ جس میں آپ خود لکھتے ہیں۔

"و علوم شرعیہ از فقہ و حدیث و تفسیر و تصوف وغیرہ کہ نسبت خود را دران بہ این فقیر درست کردہ است کند"

"(میں اجازت دیتا ہوں) کہ شرعی علوم جیسے فقہ، حدیث تفسیر اور تصوف وغیرہ میں، اس نے اس فقیر سے نسبت درست کرلیا ہے تبلیغ کرے۔"

(مفاتیح الاعجاز صفحہ 597)

دیکھا آپ نے نور بخش خود کو تصوف سے وابستہ سمجھتا ہے نہ کہ امامیہ سے وابستہ مشاہیر آپ کے صوفیہ ہونے کی یوں اطلاع دیتے ہیں۔

قاضی نور اللہ شوستری

"سید محمد نور بخش از اکابر اولیائے صوفیہ است"

"سید محمد نور بخش اولیائے صوفیہ کے اکابر میں سے ہیں"

(مجالس المومنین صفحہ 241)

صابر آفاقی

"سید محمد نور بخش عالم صوفی اور سیاح تھے" (جلوۂ کشمیر صفحہ 106)

NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

سید عون علی الموسویؒ

آپ نے اپنا مذہب صرف اور صرف صوفیہ لکھا۔

۱۔ ایک خط میں لکھا ہے کہ "ہمارے مذہب کا نام صوفیہ ہے" (یہ میرے پاس محفوظ ہے)

۲۔ کرلیس کے کونشن کے موقع پر حلفیہ اقرار نامے میں یہ عبارت رقم کرایا کہ
"میں مذہب صوفیہ نور بخشیہ کے اصول و فروع پر کاربند ہوں"
نیز لکھوایا کہ "میں غیر صوفیہ نور بخشیہ کے خفیہ آلہ کار کی حیثیت سے کوئی معاوضہ نہیں لیتا ہوں"۔ اور "اگر میرا قلبی میلان اپنے اقرار لسانی کے خلاف غیر صوفیہ نور بخشیہ کی طرف ہو تو مجھ پر لعنت اللہ والملئکۃ والناس اجمعین ہو"
(یہ دستاویز انجمن نور بخشیہ کے ریکارڈ میں محفوظ ہے نیز یہ نوائے صوفیہ قسط نمبر ۸ میں شائع بھی ہو چکا ہے)

۳۔ ۱۹۸۰ء میں متنازعہ چٹھی کے دوران کمشنر شمالی علاقہ جات سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ
"مذہب ہمارا صوفیہ ہے روش ہماری نور بخشیہ ہے"

(دیکھئے نوائے صوفیہ قسط نمبر ۹)

حاصل بحث

راقم السطور نے یہ کوشش کی ہے تصوف کی تحمید و تمجید آنحضرت" آئمہ اطہار علیہم السلام اور بزرگان نور بخشیہ سے ثابت ہے۔ اہل علم بھی یہی گواہی دیتے ہیں کہ سلسلہ نور بخشیہ کے بزرگ صوفیاء اور ان کا مذہب صوفیہ ہے۔ راقم نے محض چند حوالے پیش کئے ہیں ورنہ۔

ابھی اس بحر میں اور بھی بہت ہیں لولوئے لالہ

جبکہ امامیہ (ایک شیعہ فرقے کا نام) ہمارے بزرگوں سے ثابت نہیں بلکہ ہمارے بزرگوں کی کتابوں میں یہ لفظ درج نہ کرنے سے یہ اظہر من الشمس ہو جاتا ہے کہ ہم شیعہ یا امامیہ فرقے کی ذیلی شاخ نہیں ہے نیز نور بخشیہ کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ پہلے تو اس لفظ کو جلد اور سرورق پر لکھ دیا پھر جعلی کتابیں لکھ کر ہمارے بزرگوں کی طرف منسوب کیا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے طفیل کتابوں کے متن میں لکھنے کی تاحال کسی کو جرات نہ ہوئی۔ اب بھی۔

1- الحمدللہ ہمارے بزرگوں کی کتابوں کے متن اس نام سے پاک و منزہ ہیں۔
2- کسی غیر جانبدار مصنف نے یہ نہیں لکھا کہ سلسلہ صوفیہ نور بخشیہ کے بزرگ امامیہ ہیں۔ اور ان کا مذہب امامیہ ہے۔ جانبدار لوگوں کی تحریر میں کیا نہیں ہے؟

اب ہم اپنے دوست سے پوچھتے ہیں کہ

1- کیا ہمارے بزرگوں کو قرآن و حدیث میں موجود فضائل و مناقب آئمہ معلوم نہ تھے جنہیں انہوں نے اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں اگر ان سے امامیہ ثابت ہوتا تو انہوں نے اس کا ذکر کیوں نہ کیا؟ آج ان بزرگوں کی وفات کے سینکڑوں سال بعد یہ دور کی کڑی لانے کی آپ کو کیا ضرورت پڑی؟
2- ہمارے بزرگوں نے صوفیہ، صوفی اور تصوف کے بارے میں کتابیں لکھیں، اشعار کہے، راہ صوفیہ اپنانے کی تلقین کی۔ امامیہ کے بارے میں ان کی خاموشی

پچہ معنی؟ اگر وہ امامیہ تھے تو انہیں اس موضوع پر کتاب لکھنے میں کیا رکاوٹ تھی؟ آج ان کی وفات کے سینکڑوں سال بعد ایک ایسے فرقے کا فرد قرار دینا جسے وہ جانتے ہی نہ تھے کیا ان بزرگوں کی اہانت نہیں؟

3- کیا ہمارے کسی بزرگ نے امامیہ کی تعریف میں ایک لفظ کہا ہے؟

4- کیا ہمارے بزرگوں نے امامیہ کے بارے میں ایک نظم' ایک شعر یا ایک مصرعہ لکھا؟

5- کیا ہمارے کسی بزرگ نے امامیہ سے متعلق کوئی ادارہ' کوئی بستی قائم کی؟

6- کیا کسی غیر شیعہ کی کوئی تحریر ملتی ہے جس سے صوفیہ نور بخشیہ کا امامیہ ہونا ثابت ہوتا ہو؟

7- کیا جعلی کتاب کے اندراج/ اندراجات پر (دینی) عمل کرنا جائز ہے؟ اور جعلی کتاب پر عمل کرنے پر کامیابی کی کیا گارنٹی ہے؟ آپ جعلی کتابوں مثلاً رسالہ نور بخشیہ اور مصابیح الاسلام وغیرہ پر عمل کرنے کی ترغیب کیوں دیتے ہیں؟

8- کسی ایسی کتاب پر عمل کرنا کیسا ہے؟ جس کے مصنف کا آپ کے فرشتوں کو بھی علم نہیں؟ مثلاً رسالہ امامیہ۔ کیا دنیا میں کوئی ایسی مثال ملتی ہے کہ کوئی دینی جماعت/ فرقہ کسی جعلی کتاب پر عمل کرتا ہو یا نامعلوم مصنف کی کتاب پر عمل پیرا ہو' یا عمل کرنے کی ترغیب دیتی ہو؟

9- نور بخشیہ اور مصابیح الاسلام میں صوفیہ امامیہ المعروف نوربخشیہ لکھا ہے آپ المعروف کو کیوں شامل نہیں کرتے؟ اس میں کیا رکاوٹ ہے؟

10- فقہ احوط کے سینکڑوں نسخوں میں سے سید عبداللہ بن مختار اخیار کے فقہ کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس پر تو صرف اور صرف فرقہ امامیہ نور بخشیہ ہے۔ پھر آپ وہاں صوفیہ کیوں لگانا چاہتا ہے؟ صرف اور صرف امامیہ نور بخشیہ کیوں نہیں کہلواتے؟

11- جب بارہ اماموں یا چہاردہ معصومین کو ماننے کی بناء پر امامیہ کہلانا ضروری ہے تو فرشتوں کو ماننے پر ملائکیہ' آسمانی کتابوں کو ماننے پر کتابیہ' بہشت کو ماننے

پر بہشتیہ اور دوزخ کو ماننے پر دوزخیہ کیوں نہیں کہلاتے؟

12- آئمہ اطہار علیہم السلام کو ماننے کی بناء پر المامیہ کہلانا کیوں ضروری ہے؟ جو اسلامی مذاہب یا صوفی سلسلے مانتے ہیں وہ خود کو المامیہ کیوں نہیں کہلاتے؟ اگر وہ کہلانے کے لئے تیار نہیں تو آپ تحریک کیوں نہیں چلاتے؟

13- دعوات الصوفیہ کے متن میں "مذہب صوفیہ اور روشن نور بخشیہ ہے اور دعوات الصوفیہ کی تصنیف سے اب تک ہم ہر صبح اوراد فتحیہ کے بعد یہی ورد کرتے آئے ہیں۔ آج ان الفاظ کے ساتھ المامیہ شامل کرنے کا مقصد کیا ہے؟ جسے ابھی تک متن میں جگہ نہ ملی۔ جب کہ بددیانت ایک دو خطاط نے جسے غیر قانونی طور پر جلد پر لکھ دیا؟

14- کیا دنیا میں کوئی ایسی مثال ملتی ہے کہ متن کی بجائے جلد (سرورق) پر عمل کرنے کی ترغیب دی جائے۔ جسے مصنف کی وفات کے صدیوں بعد درج کیا گیا ہو اور یہ صریح طور پر ثابت بھی ہوتا ہو؟

NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

حسین ترین پر فریب

ابوالعرفان

اس دنیائے دون میں لوگ "پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا" والی مثال کے مطابق ایام گزارتے ہیں۔ اس پسند اور ناپسند امر کا مطلب یہ ہے کہ کائنات میں کچھ لوگ وہ ہیں۔ جو ایک مخصوص نظریاتی مملکت کے شہری کی حیثیت سے مخصوص نظریاتی زندگی بسر کرتے ہیں کچھ وہ ہیں جو کسی مخصوص نظریاتی مملکت میں غیر نظریاتی زندگی گزارا کرتے ہیں۔ ہماری مراد نظریاتی مملکت سے وہ مملکت مراد ہے۔ جس کا کوئی مخصوص عقیدہ ہے۔ اسلامی ممالک میں سے ہر ملک ایک نظریاتی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر اسلامی ملک کے نظام کا اسلامی نظام ہونا ضروری ہے۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ ایک غیر معمولی مدت تک فرنگی استعمار کی غلامانہ زندگی بسر کرنیکی وجہ سے آج کل اسلامی ممالک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی صرف باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ عملاً" اسلامی نظام کی توفیق کسی بھی سربراہ مملکت کو سیاسی آزادی کے بعد نہیں ہوئی۔ یہ کس قدر بدقسمتی کی بات ہے کہ مملکت اسلامی ہو' مملکت کے باشندے مسلمان ہوں اور وہ ہر لحاظ سے آزاد ہوں۔ بایں ہمہ ملک کا نظام اسلامی نظام کو ترستا رہے۔ امور مملکت میں فرنگی نظام کی بو پھیلتی رہے۔ فرنگی اصطلاحیں استعمال کرنے پر ہر کوئی نازاں رہے۔ فرنگی نظام تعلیم کو اولیت دی جاتی ہو' علوم اسلامیہ کو ثانوی حیثیت بھی نہ دی جاتی ہو' بلکہ دینی درسگاہ کا مضحکہ اڑایا جاتا ہو' علمائے کرام کو قدامت پسند اور دقیانوسی کے القاب سے نوازا جاتا ہو' صحیح اسلامی نظام کو ملا ازم کا نام دیا جاتا ہو' محمد عربی علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت طیبہ سے ہر کوئی سچی محبت کا دعویدار ہو' مگر انکی صورت سے بیر رکھتا ہو' شیطان کے پسندیدہ مشاغل کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی کی جاتی ہو' ان افسوسناک رجحانات کے باوجود جھوٹا چرچا یوں کیا جاتا ہو' کہ نظام مصطفیٰ نافذ کیا جائیگا۔ اگر کسی بھی اسلامی مملکت میں مذکورہ بالا قابل مذمت رجحانات کا سختی سے سدباب کیا جائے تو اس کے نتیجے میں اسلامی نظام خودبخود نافذ ہو جائیگا۔ کیونکہ نظام کا بہترین نقشہ آج سے چودہ سو سال قبل پیغمبر رحمت لقب محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تیار کرکے اہل اسلام

کیلئے بطور امانت چھوڑ گئے ہیں۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ اسے عملاً نافذ کیا جائے یہ کام فرنگی نظام کے پرستاروں سے ہرگز ہرگز پورا نہیں ہو سکے گا۔ فرمان نبوی ہے۔

"العلماء ورثة الانبياء"

یعنی عالم لوگ پیغمبروں کی وراثت پانے والے ہیں۔ اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے علمائے دین کے قلم کی حرکت کو ثواب رب العالمین کے ہاں مقرر ہے اس کا اندازہ اس فرمان نبوی سے لگایا جا سکتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

مداد العلماء خیر من دماء الشہداء

"یعنی عالم لوگوں کی سیاہی شہیدوں کے خون سے بہتر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو مجاہد راہ خدا میں جس مقصد کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر جاتا ہے۔ اس مقصد کا حصول علمائے کرام کے قلم کی حرکت سے متحقق ہوتا ہے۔

لازمی شرط

جن علمائے کرام کے قلم کی حرکت کو وہ فضیلت اور ثواب ہے۔ جو شہیدوں کے خون سے بڑھ کر ہے۔ اس کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ علماء حقیقی معنوں میں علمائے حق ہوں علمائے ربانین کہلانے کے حقدار ہوں۔ وہ شر من تحت ادیم السماء کی فہرست میں نہ آتے ہوں۔ وہ "بھم تظہر الفتن وفیھم تعود" کی زد سے باہر ہوں۔ پس ہر وہ عالم دین جو عالم ربانی کہلانے کا مستحق ٹھہریگا۔ اس سے قوم کو بڑی توقعات وابستہ ہوتی ہیں۔ وہ اپنی قوم کی معنوی کشتی کو بھنور سے نکال کر ساحل مراد پہ لنگر انداز کرنے کا فریضہ بخوبی انجام دے سکتا ہے۔ ایسا عالم ربانی رہتی دنیا تک افراد قوم کے دلوں میں زندہ رہتا ہے۔ اپنے عظیم مذہبی کارناموں کی بدولت اس کا نام عقیدت و احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے اور یاد الٰہی کے بعد دوسرے نمبر پر اس کو بلحاظ حسن کارکردگی قوم یاد کرتی ہے۔ اس کے ایصال ثواب کیلئے امور خیر انجام دئے جاتے ہیں۔

اس کے برعکس کچھ لوگ دنیا میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو رسمی طور پر عالم دین کا روپ دھار لیتے ہیں وہ درحقیقت عالم ربانی کہلانے کے مستحق نہیں ٹھہرتے وہ مذہب کو اپنی

ہوس نفسانی کے بھینٹ چڑھانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

آمدیم بر سر مطلب

کائنات میں کچھ لوگ وہ ہیں جو ایک مخصوص نظریاتی مملکت کے شہری کی حیثیت سے مخصوص نظریاتی زندگی بسر کرتے ہیں۔ مخصوص نظریاتی زندگی بسر کرنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو کسی مخصوص مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اور اسلام کے دائرے میں رہ کر اپنے مخصوص مسلک کی ترویج و ترقی کے دل سے خواہاں رہتے ہیں۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ دائرہ اسلام میں مختلف مکاتب فکر والے موجود ہیں۔ ہر ایک مکتبہ فکر دوسرے مکاتب فکر سے کئی صورتوں میں ممتاز نظر آتا ہے۔

نام کا امتیاز

یہ بات ایک واضح حقیقت ہے۔ کہ ہر مکتبہ فکر کا ایک مخصوص اصطلاحی نام ہوا کرتا ہے۔ وہ مکتبہ فکر مذہبی اصطلاح میں اپنے مخصوص نام کی وجہ سے دوسرے مکاتب فکر سے ممتاز ہوا کرتا ہے۔ مثلاً" دائرہ اسلام کے چند مشہور مکاتب فکر یہ ہیں۔

۱۔ مسلک فقہ حنفی
۲۔ مسلک فقہ شافعی
۳۔ مسلک فقہ مالکی
۴۔ مسلک فقہ حنبلی
۵۔ مسلک فقہ نور بخشی
۶۔ مسلک فقہ جعفری
۷۔ مسلک فقہ وھابی

اول الذکر چاروں مکاتب فکر کا مشترکہ مذہبی نام اہل السنت والجماعت ہے۔

مکتبہ فکر نمبر ۵ کا مذہبی نام صوفیہ ہے۔

مکتبہ فکر نمبر ۶ کا مذہبی نام امامیہ ہے۔

مکتبہ فکر نمبر ۷ کا مذہبی نام اہل حدیث ہے۔

گویا مکاتب فکر کے چار مذاہب سامنے آگئے۔

۱۔ مذہب اہل السنت والجماعت

۲۔ مذہب صوفیہ

۳۔ مذہب امامیہ

۴۔ مذہب اہل حدیث

ہر ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والا ہر ہر فرد بشر اس وقت تک قابل تعریف قابل داد تحسین سمجھا جاتا ہے جب تک وہ اپنے مکتبہ فکر کے ساتھ ہر ہر حالت میں وفاداری کا مظاہرہ کرتا رہے اور کسی بھی حالت میں اپنے مسلک سے اس کا وفاداری مشکوک نہ بن جائے۔

ناقابل برداشت گوشے

جملہ مکاتب فکر والوں کے نزدیک مندرجہ ذیل صورتیں ناقابل برداشت سمجھی جاتی ہیں اور ان صورتوں کے ساتھ جو بھی فرد بشر متصف ہو گا وہ مذہبی گندم نما جو فروش کہلانے کا مستحق ہو گا۔

۱۔ مکتبہ فکر نمبر۱ سے تعلق رکھنے والا کوئی فرد قوم مکتبہ فکر نمبر۲ کا مذہبی ایجنٹ بن جائے اس کا دعویٰ یہ ہو کہ وہ مکتبہ فکر نمبر۱ کا حقیقی وفادار ہے۔ لیکن وہ گندم نما جو فروش بن کر اپنے مسلک کے نام کے ساتھ مکتبہ فکر نمبر۲ کے نام کی پیوند کاری کرے اور کہے کہ ہمارے مسلک کا نام حنفی شافعی ہے۔ حالانکہ شافعی مسلک خود ہی الگ مکتبہ فکر کا نام ہے۔ یہ صورت حال مکتبہ فکر نمبر۱ والوں کیلئے ناقابل برداشت ہے۔

۲۔ مکتبہ فکر نمبر۲ سے تعلق رکھنے والا کوئی فرد بشر مکتبہ فکر نمبر۱ کا ایجنٹ بن جائے۔ اس کا دعویٰ ہو کہ وہ مکتبہ فکر نمبر۲ کا حقیقی وفادار ہے۔ لیکن وہ گندم نما جو فروش بن کر اپنے نام کے ساتھ مسلک نمبر۱ کی پیوند کاری کرے اور کہے کہ ہمارے مسلک کا نام شافعی حنفی ہے۔ حالانکہ مسلک حنفی خود ہی الگ ایک مکتبہ فکر کا نام ہے۔

۳۔ مکتبہ فکر نمبر۳ سے تعلق رکھنے والا کوئی ذمہ دار فردِ ملت مکتبہ فکر نمبر۲ کا ایجنٹ بن جائے اور وہ گندم نما جو فروش کا کردار ادا کرتے ہوئے کہے کہ ہمارے مسلک کا نام مالکی

شافعی حالانکہ دونوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ مستقل مستقل مکتبہ فکر ہے۔ یہاں نام کی پیوند کاری قطعاً" نارو اور احمقانہ اقدام ہو گا۔

۴۔ مکتبہ فکر نمبر ۴ سے تعلق رکھنے والا کوئی ذمہ دار شخص مکتبہ فکر نمبر ۳ کا مذہبی ایجنٹ بن جائے اور گندم نما جو فروش کا کردار اپنا کر کے کہ ہمارے مسلک کا نام حنبلی مالکی ہے۔ حالانکہ دونوں میں سے ہر ایک الگ الگ مکتبہ فکر کہلاتا ہے۔ پیوند کاری کی یہ صورت مکتبہ فکر نمبر ۴ والوں کے نزدیک قابل مذمت کارکردگی ہے یہ موٹی سی چند ایک مثال والی بات ہے۔ ضابطہ کلیہ یہ ہے کہ کسی بھی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والا کسی دوسرے مکتبہ فکر والوں کا مذہبی ایجنٹ بن کر اپنے مسلک کے نام کے ساتھ کسی دوسرے مذہب کے نام کی پیوند کاری کرنا چاہے۔ یا کسی مخصوص مذہب سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص اپنے مذہب کے ساتھ دوسرے مذہب کے نام کی پیوند کاری کرے تو یہ اس مذہب والوں کے نزدیک ناقابل معافی اور ناقابل برداشت اقدام اور ایسا رویہ اختیار کرنے والا بدکرداری کا حامل فرد ہو گا واقعی یہ صورتیں ایمانی غیرت کے حامل کسی بھی فرزند قوم کے نزدیک قابل برداشت رویہ نہیں ہے۔ ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مکتبہ فکر نمبر ۵ سے تعلق رکھنے والے بہت سے افراد معمولی اقتصادی فوائد کے مدنظر خواہشات نفسانی کے شکار ہو کر مکتبہ فکر نمبر ۶ کے مذہبی ایجنٹ بن گئے تھے۔ وہ ہاتھی کے دانت کی مثال بن کے پر تکلف زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ انہوں نے مکتبہ فکر نمبر ۵ کی نقاب پوشی کے ذریعے مکتبہ فکر نمبر ۶ کیلئے ایسی کارکردگی کا مظاہرہ کیا جس کا تصور بھی خود مکتبہ فکر نمبر ۶ والے نہیں کر سکتے تھے۔ یہ ایجنٹ اپنے مسلک اور مذہب سے بے وفائی کرتے رہے۔ مکتبہ فکر نمبر ۶ کے حاشیہ بردار بنتے رہے۔ مکتبہ فکر نمبر ۵ کے عوام سے اقتصادی فوائد حاصل کرتے رہے مذہبی کام مکتبہ فکر نمبر ۶ کے ایجنٹ کی حیثیت سے کرتے رہے رفتہ رفتہ ان ایجنٹوں نے مکتبہ فکر نمبر ۵ کے نام کے ساتھ مکتبہ فکر نمبر ۶ کے نام کی پیوند کاری کا بھی حسین ترین پر فریب تصویر پیش کر دیا۔ نوربخشی عوام سادگی میں دور اندیشی کی صفت کے ساتھ متصف نہ تھے۔ ان ایجنٹ عناصر نے خوبصورت انداز میں یوں سمجھانے کی کوشش کی۔ کہ ہم آئمہ معصومین علیہم السلام کے ماننے والے ہیں۔ لہٰذا ہمارے مذہب کے نام میں بھی اس عقیدے کا اظہار ہونا

ضروری ہے۔ چنانچہ وہ گندم نما جو فروش کئی عناصر مکتبہ فکر نمبر۵ کے مذہبی نام صوفیہ کے ساتھ مکتبہ فکر نمبر٦ کے مذہبی نام امامیہ کی پیوند کاری کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس پیوند کاری کے دو اہم مقاصد تھے۔

۱۔ مکتبہ فکر نمبر۵ کے مستقل وجود کو مٹا کر اسے مکتبہ فکر نمبر٦ کی ایک شاخ ثابت کرنا۔

۲۔ مکتبہ فکر نمبر۵ والوں میں مکتبہ فکر نمبر٦ والوں کی بعض نقالیوں کو تحفظ فراہم کرنا۔

تاریخی المیہ

مکتبہ فکر نمبر۵ کے مذہبی نام "صوفیہ" کے ساتھ مکتبہ فکر نمبر٦ کے مذہبی نام "امامیہ" کی پیوند کاری کا واقعہ ہماری مذہبی تاریخ کا ایک المیہ ہی نہیں۔ بلکہ ایک بڑا عجوبہ بھی ہے۔ کیونکہ اس قسم کی رنگین مذہبی خیانت کاری کی مثال دوسرے مکاتب فکر کے ہاں ہمیں نہیں مل سکتی۔ ہمیں اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ کسی غیر کے ایجنٹ کی خیانت کاری میں مکتبہ فکر نمبر۱ کی روش کا نام "مسلک حنفی شافعی" رکھا گیا ہو۔ مکتبہ فکر نمبر۳ کی روش کا نام "مسلک مالکی شافعی" رکھا گیا ہو۔ اور مسلک نمبر۴ کی روش کا نام "مسلک حنبلی مالکی" رکھا گیا ہو۔ اسی طرح سے اول الذکر چاروں مکاتب فکر کے مذہبی نام "اہل السنت و الجماعت کے ساتھ مکتبہ فکر نمبر۷ کے مذہبی نام یعنی "اہل حدیث" کی پیوند کاری کی گئی ہو اور مذہبی اصطلاح ہی کے لحاظ سے مذہبی نام "اہل السنت و الجماعت اہل حدیث" رکھا گیا ہو۔ یا مختصر مذہبی نام "سنی وہابی" رکھ گیا ہو۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ مکتبہ فکر نمبر۷ والے اول الذکر چاروں مکاتب فکر والوں کے ساتھ نظریاتی اختلاف رکھتے ہیں۔ وہ فقہی اجتہاد کو قابل پزیرائی نہیں سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ایک طرف مقلدین کا گروہ ہے اور دوسری طرف غیر مقلدین کا گروہ۔ لہٰذا یہ اہل تقلید اور غیر اہل تقلید کا نظریاتی اتحاد کیسے ممکن ہو سکے گا۔

ٹھیک اسی طرح سے عقل و دانش والے ذرا غور و فکر سے کام لے کر دیکھیں۔ تو ان پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح کھل جائیگی۔ کہ مکتبہ فکر نمبر۵ اور مکتبہ فکر نمبر٦ میں بھی اصولی طور پر نظریاتی اتحاد کا فقدان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مکتبہ فکر نمبر۵ والوں کے نزدیک "تصوف" روح مذہب ہے۔ اس کے برخلاف مکتبہ فکر نمبر٦ والے سرے سے "

تصوف" ہی کے منکر ہیں۔ لہذا یہ کیسے ممکن ہو سکے گا۔ کہ ایک مکتبہ فکر والے بیک وقت تصوف پر عمل پیرا رہنے والے بھی ہوں اور تصوف کا انکار کرنیوالے بھی بن جائیں۔ یہ تو اجتماع ضدین ہے۔ جو باطل ہے۔ لہذا مکتبہ فکر نمبر۵ کے بعض مفاد پرست عناصر مکتبہ فکر نمبر۶ کے ایجنٹ بن کر چوری اور سینہ زوری والی کہاوت کے مطابق ہمارے متفقہ مذہبی نام "صوفیہ" کے ساتھ مکتبہ فکر نمبر۶ کے متفقہ مذہبی نام "امامیہ" کی پرفریب پیوند کاری والی مذہبی خیانت کا ارتکاب کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ سادہ لوح نوربخشی عوام اس اصل حقیقت سے نا آشنا ہے۔ لہذا انہوں نے اس کی پیوند کاری کو بہت خوبصورت سمجھا اور یوں نوربخشی عوام ظاہری لحاظ سے قند کی شکل میں زہر ہلال استعمال کرنے پر نازاں نظر آنے لگے۔ بڑے لطف کی بات ہے کہ مختلف تلخ تجربات اور معنوی کش مکش وغیرہ سے دوچار ہونے کے باوجود اب بھی نوربخشی اہل علم کو ہوش نہیں آیا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جہالت کا شکار ہو کر بعض نوربخشی حضرات اب بھی اس پر فریب پیوند کاری کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔ سائن بورڈ وغیرہ پر اسی پیوند کاری کو خوب نمایاں کیا گیا ہے۔ نام نہاد مذہبی خدمت کے نام پر مختلف مذہبی چارٹ وغیرہ کے ذریعے اس رنگین پیوندکاری کی خوب تشہیر کی گئی ہے۔ ایسی عقل کا ماتم نہ کیا جائے' تو پھر کس کا ماتم کیا جائے۔ غور کا مقام ہے غور کا مقام ہے' غور کا مقام ہے۔

ایک مضحکہ خیز بات

فہم و فراست سے عاری بعض نوربخشی حضرات ذہنی بگاڑ کی وجہ سے یوں لب کشائی کرتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔ کہ دیکھو ہماری ایک کتاب کا نام بھی تو رسالہ امامیہ ہے۔ لہذا ہمارا مذہبی نام اگر "صوفیہ امامیہ" ہو تو کیا خرابی ہے۔ یہ نہایت ہی مضحکہ خیز بات ہے کیونکہ کسی کتاب کا نام "رسالہ امامیہ" ہونا اس امر کی کھلی دلیل نہیں کہ ہمارے مذہب کا نام امامیہ ہے۔ رسالہ امامیہ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ اس رسالہ امامیہ میں بارہ ائمہ علیہم السلام کی فضائل و مناقب پر مشتمل احادیث کا اندراج کیا گیا تھا۔ اس وجہ سے اس کا نام رسالہ امامیہ رکھا گیا ہے بعض حضرات کا خیال اور انکی تحقیق یہ ہے کہ رسالہ امامیہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں امامت نماز کے احکام مفصل طور پر بیان کئے گئے تھے۔

وجہ تسمیہ کے بارے میں دوسری بات درست معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ کتاب رسالہ امامیہ دراصل الفقہ الاحوط کے بعض ابواب کا خلاصہ در خلاصہ ہے۔ اس میں کتاب " تقویتہ الایمان" میں حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کی بیان کردہ تفصیل مقتدی کا اندراج بھی کیا گیا تھا۔ امامت نماز کے احکام کے بیان کی وجہ سے اس کا نام رسالہ امامیہ رکھا گیا۔ ورنہ آئمہ علیہم السلام کے فضائل و مناقب وغیرہ کے بارے میں کیا کتاب مودۃ لقربیٰ ناکافی ہے؟ کافی ہے۔ دراصل بعض حضرات لفظ امامیہ کا معنی بارہ امام کو ماننے والے سمجھ کر یونہی بغلیں بجاتے رہتے ہیں۔ اگر بات صرف یہی ہے۔ تو اہل سنت کا معنی سنت رسول کو ماننے والے اور اہل حدیث کا معنی حدیث رسول کو ماننے والے ہیں۔ کیا ہم سنت رسول اور حدیث رسول کو ماننے والے نہیں؟ اس لحاظ سے ہمارا مذہبی نام "صوفیہ امامیہ اہل سنت اہل حدیث نور بخشیہ" ہونا چاہیے۔ حالانکہ اس کا ہم میں سے کوئی بھی قائل نہیں۔

اشکال اور اعتراض

ہمارے مذہبی نام کے ساتھ "اہل سنت اور اہل حدیث" پیوند کاری درست نہیں ہو سکتی کیونکہ یہاں پر سنت اور حدیث میں عمومیت پائی جاتی ہے۔ سنت رسول یا حدیث رسولؐ مراد لینے کا اشارہ ان الفاظ میں موجود نہیں۔ لہٰذا ان الفاظ کی پیوند کاری قابل اعتراض ہے۔ اور غیر مقبول ہے۔

جواب

آپ نے بڑی اچھی بات کہدی۔ کہ جس طرح سے یہاں پر سنت اور حدیث کی عمومیت کا نتیجہ بیان کیا گیا ہے۔ ٹھیک اسی طرح لفظ "امامیہ" کی بھی پیوند کاری کا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ لفظ "امامیہ" میں وہ کونسا اشارہ ہے جس کی وجہ سے ہم یہ باور کر سکیں۔ کہ اس سے مراد صرف بارہ امام کو ماننے والوں کا گروہ ہے۔ کوئی ایسا اشارہ موجود نہیں

پس لفظ "امامیہ" میں ایک قسم کی عمومیت پائی جاتی ہے۔ گروہ کفر کی لیڈر شپ والے کو بھی عربی میں امام کہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک میں "**فقاتلو آئمة الکفر**" والا حکم موجود ہے۔ لہٰذا لفظ "امامیہ" سے بارہ برحق ائمہ علیہم السلام کی طرف اشارہ ظاہر کرنے کے

لئے آپ کو یوں مذہبی نام رکھنا پڑے گا "صوفیہ امامیہ اثنا عشریہ نور بخشیہ" حالانکہ اس کے لئے آپ بھی تیار نہیں۔ ورنہ ممکن ہے کہ فریب خوردہ سادہ لوح نور بخشی عوام کے ہاں بھی ایسے ایجنٹ حضرات بے نقاب ہو جائیں۔ خوب یاد رکھئے کہ بارہ برحق آئمہ علیہم السلام کو ماننا تو ہمارا جزو ایمان ہے ہم روزانہ دعائے تشفع پڑھا کرتے ہیں۔ جو چہاردہ معصومین علیہم السلام کے وسیلے پر مشتمل ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم بعض بیرونی ایجنٹوں کی مذہبی خیانت کاری کو تسلیم کر کے اپنے مذہبی نام کے ساتھ لفظ "امامیہ" کی پیوند کاری کر کے اپنی معنوی خود کشی کو اختیار کرے۔ بعض بیرونی ایجنٹ حضرات اپنا مقصد حاصل کر کے ظاہر طور پر بھی بے نقاب ہو گئے تھے۔ وہ خود آج کل موجود نہیں۔ ان کی اولاد موجود ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک بزرگ نے آج کل قم ایران میں رہ کر فریب خوردہ نور بخشی عوام کو اپنے مذہب اور روش سے بیگانہ بنانے کی مہم شروع کر رکھی ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت شاہ سید محمد نور بخش قہستانی علیہ الرحمہ کو مکتبہ فکر نمبر ۶ میں شمار کرنے میں آج کل سردھڑ کی بازی لگا رکھی ہے۔ علاوہ ازیں ان کے والد گرامی کی خامہ فرسائیوں پر مشتمل ایک کتاب "کاشف الحق" کے نام سے بھی منظر عام پر لائی گئی ہے۔ اس کتاب کا واحد مقصد نور بخشی عوام کو اپنے بزرگان دین کے بارے میں بدظن بنانا ہے۔ کتاب کاشف الحق پر انشاء اللہ مناسب وقت پر ضروری تبصرہ کیا جائے گا۔ اس مضمون میں کتاب پر تبصرہ کی گنجائش نہیں۔ یہاں پر مجھے اپنے نور بخشی عوام کو بیرونی نقب زنوں کے اشاروں پر رقص کرنے والے اندرونی ترمیم پسندوں کی ایک "حسین پر فریب" مذہبی کاروائی کی حقیقت سے آگاہ کرنا ہے چنانچہ اتمام حجت کے لئے میں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا ہے تاکہ آئندہ کسی بھی اہم موڑ پر ہم پر یہ الزام تراشی عائد نہ ہو۔ کہ آپ نے نور بخشی عوام کو اس خوبصورت انداز میں دیئے گئے دھوکے سے آگاہ کیوں نہیں کیا۔

اہل صوفیہ نور بخشیہ کو عموماً اور نور بخشی تعلیم یافتہ طبقہ کو خصوصاً چاہئے۔ کہ وہ عاقبت اندیشی کا ثبوت دیتے ہوئے جس طرح سے اپنے عقائد و اعمال کا دفاع ضروری سمجھتے ہیں اسی طرح سے اپنے مذہبی نام کا دفاع بھی ضروری سمجھیں۔ اپنے مذہبی نام "صوفیہ" اور صرف صوفیہ کو برقرار رکھیں۔ ہماری روش کا نام جیسا کہ مشہور ہے نور بخشی ہے۔ لہٰذا مذہب اور

روش دونوں کو ملا کر "صوفیہ نور بخشیہ" استعمال کیا جائے۔ تمام اہم مقامات پر سائن بورڈ لگانے کی صورت "صوفیہ نوور بخشیہ" ہی پر اکتفا کیا جائے۔ پورے ملک کی سطح پر ہماری جو مرکزی انجمن وجود میں لائی جائے تو اس کا نام "مرکزی انجمن صوفیہ نور بخشیہ پاکستان" رکھا جائے۔ ہر ہر گاؤں میں جو جو انجمن ہو وہ مرکزی انجمن صوفیہ نور بخشیہ پاکستان کی شاخ ہو۔ اور ہر ایک برانچ انجمن کا نام صرف صوفیہ نور بخشیہ ہو۔

مطلب اس عرض گزاری کا یہ ہے۔ کہ آج کل بعض عناصر ہمارے مذہبی نام صوفیہ کے لفظ ہی سے نفرت کرنے لگے ہیں۔ ان کی دلی خواہش ہوتی ہے۔ کہ صوفیہ کا تصور ہی نور بخشی عوام کے اذہان سے نکل جائے۔ تاکہ ہر نور بخشی فرد صرف نام کا نور بخشی رہ جائے۔ اور حقیقت میں وہ مکتبہ فکر نمبر ۶ کے برانچ آفس کے وفادار ملازمین میں شامل رہے۔ اس نازک صورتحال کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے مذہبی نام صوفیہ کو ہر حالت میں زندہ اور باقی رکھنے کے لئے ضروری اقدامات کریں۔ ان ضروری اقدامات کے مبادیات میں سے ایک اہم اقدام یہ ہے۔ کہ جہاں کہیں ہماری کسی بڑی جامع مسجد یا خانقاہ معلی پر اس پر فریب مذہبی پیوند کاری کسی جہالت کی بنا پر کی گئی ہو۔ تو اس آویزاں بورڈ سے اس پیوند کاری کو یکسر ختم کیا جائے۔ اور فقط جامع مسجد صوفیہ نور بخشیہ لکھا جائے۔ اگر کسی مذہبی انجمن کے نام کے ساتھ بھی یہ پرخیانت پیوند کاری کی گئی ہو وہاں بھی ہماری مذہبی انجمن کا نام صرف "انجمن صوفیہ نور بخشیہ" رکھا جائے۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے سلسلہ ذہب کے ارباب کرامات بزرگان دین کی روحیں ہمیں صدا دے رہی ہیں۔ کہ ہم اپنے مذہبی نام کو بھی خالص رکھیں۔ اور اپنے عقائد و اعمال کو بھی خالص بنانے کے لئے ہر قسم کی مستعار بیرونی نقالیوں سے چھٹکارا حاصل کریں۔ اس رواں صدی میں یہی غیرت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہی فتوت کا بھی خلاصہ ہے۔ (بشکریہ نوائے صوفیہ اسلام آباد)

نوٹ

یہ علامہ محمد بشیر صاحب کے مضمون مشمولہ نوائے صوفیہ قسط نمبر ۳ کا خلاصہ ہے۔ جو مرحوم سید عون علی الموسوی کے عین حیات میں شائع ہوئی تھی۔

کتابیات

اس کتاب کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

1- قرآن حکیم ترجمہ سید فرمان علی — تہران 1977ء

2- زاد العقبیٰ ترجمہ مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی — لاہور سال ندارد

3- انسان نامہ قلمی مملوکہ مرحوم سید عون علی موسوی

4- قول حق از نجیب اکبر آبادی — لاہور 1987ء

5- جنید بغدادی از ضیاء الحسن فاروقی — لاہور 1982ء

6- احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی از ڈاکٹر محمد ریاض — اسلام آباد 1991ء

7- امیر کبیر سید علی ہمدانی از سیدہ اشرف ظفر بخاری — لاہور 1971ء

8- زبدۃ المناقب ترجمہ خلاصت المناقب سیدہ اشرف ظفر — اسلام آباد 1992ء

9- تاریخ بلتستان از غلام حسن حسنو — میرپور 1992ء

10- نور المومنین از اخوند حمزہ علی — راولپنڈی 1951ء

11- فیروز اللغات اردو جامع — فیروز سنز لاہور

12- فیروز اللغات اردو جدید — فیروز سنز لاہور

13- فیروز اللغات فارسی — فیروز سنز لاہور

14- نور اللغات سنگ میل — لاہور 1989ء

15- کتاب نوربخشیہ از نامعلوم — جالندھر 1942ء

16- مصابیح الاسلام از نامعلوم — جالندھر 1942ء

17- کتاب الاعتقادیہ ترجمہ اردو از علامہ محمد بشیر — کراچی 1988ء

18- فقہ احوط با ترجمہ اردو از علامہ محمد بشیر — اسلام آباد 1991ء

19- غیاث اللغات

20- تاریخ الخلفا از جلال الدین سیوطی	کراچی
21- تحفتہ الاحباب از محمد علی کشمیر قلمی مملوکہ سید عون علی الموسوی مرحوم	
22- مفاتیح الاعجاز از شمس الدین لاہجی	تہران 1991ء
23- خمخانہ وحدت از علاؤالدولہ سمنانی	تہران 1362 خ ش
24- مزامیر حق از صادق عنقا	تہران 1432 خ ش
25- چہل مقام صوفیہ میر سید علی ہمدانی	تہران 1328 خ ش
26- مجالس المومنین از نور اللہ شوستری	نو لکشور کانپور
27- تعلیمات غزالی از حنیف ندوی	ثقافت اسلامیہ لاہور 1962ء
28- تذکرۃ الاولیاء از فرید الدین عطار	نو لکشور کانپور
29- سب رنگ از ابوالمنصور سرہدی	کراچی 1974ء
30- عوارف المعارف از شہاب الدین سہروردی	کراچی
31- نفحات الانس از عبدالرحمٰن جامی	تہران 1336 خ ش
32- شاہکار انسائیکلوپیڈیا از سید قاسم محمود	لاہور
33- جلوہ کشمیر از ڈاکٹر صابر آفاقی	
34- روح اسلام از سید امیر علی ترجمہ ہادی حسین	ثقافت اسلامیہ 1987ء
35- مختصر تحفہ اثنا عشریہ از عبدالعزیز، محمود آلوسی	ایشق کتابوی ترکی
36- شواہد النبوہ از جامی	لاہور 1975ء
37- طرائق الحقائق از معصوم علی شاہ	تہران
38- قرآن اور تصوف از میرولی الدین	لاہور 1979ء
39- قرآن اور تعمیر سیرت از میرولی الدین	لاہور 1979ء
40- رموز عشق از میرولی الدین	لاہور 1978ء
41- کاشف الاسرار از عبدالرحمٰن اسفرائنی	تہران 1358 ش

42- تاریخ کشمیر از سید محمود آزاد	باغ 1970ء
43- واردات نور بخش از سید محمد نور بخش قلمی	راقم کی ملکیت
44- حقیقت تصوف از طاہر القادری	لاہور 1991ء
45- تعلیمات غزالی حنیف ندوی	لاہور 1991ء
46- عوارف المعارف از شہاب الدین سہروردی	کراچی 1977ء
47- مناقب الصوفیہ اردشیر عبادی	تہران 1367 ش
48- تحفہ قاسمی از سید قاسم شاہ کھرکوی	
49- تذکرہ علمائے امامیہ از حسین عارف نقوی	اسلام آباد 1982ء
50- امامیہ نامعلوم مصنف مرتبہ آخوند تقی کھرکوی	نامعلوم جگہ 1994ء
51- سیر عرفان از زین الدین کیائی	تہران 1366 ش
52- چہل مجلس از شیخ علاؤالدولہ سمنانی	تہران 1366 ش
53- صحیفۃ الاولیاء از سید محمد نور بخش	قلمی مملوکہ راقم اسطور
54- فرقہ ناجیہ از محمد حسن نوری	کریس 1994ء